

ہمک ایٹم الانسار

الى

# تسبیح العرقاۃ

تالیف

شیخ رشید و ہدایت

میر خاندان عالیہ نقشبندیہ، خواجہ خواجگان

حضرت قبلہ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حافظ عبد الکریم

(دربار عالیہ عید گاہ شریف، راولپنڈی، پاکستان)



جَدِیۃُ الْاِنْسَانِ

سَبْکِیۃُ الْخَرْقَانِ

تالیف

شیخ رشید الدین فرخانی  
قدس سرہ قریب عشرہ المکرمین

ناشر

مہراز جمیل الرحمن  
استاذہ عالیہ پیر پور شریف

راولپنڈی، پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# ہدایت انسان

سَبِيلُ الْحُرْفَانِ

تالیف

منبع رشد و ہدایت، فخر خاندان عالیہ نقشبندیہ خواجہ خواجگان حضرت  
 قیدہ حافظ عبد الکریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

صہبہ جلیل الرحمن استانیہ عیدہ گل شریف

راولپنڈی (پاکستان)



○  
 مجملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	ہدایت الانسان الى اسبيل العرفان
مؤلف	حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الکریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
تاریخ اشاعت	۸ جون ۱۹۸۱ء مطابق ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ
کتابت	خوشی محمد ناصر قادری خوشنویس خوش رقم جالندہری
ناشر	صاحبزادہ جمیل الرحمن
تعداد	ایک ہزار
مطبع	مکباتن پرنٹرز۔ بلال گنج۔ لاہور

ملنے کا پتہ

صاحبزادہ خلیل الرحمن، صاحبزادہ خلیل الرحمن  
 آستانہ عالیہ عید گاہ شریف، راولپنڈی

○



# فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	عرض ناشر	۱۵	۱۵۸	فصل ۱۲ معمولاتِ مجدد (عبادت و وظائف)	۱۵۸
۲	دیباچہ	۱۶	۱۶۶	حزب البحر	۱۶۶
۳	شجرہ مثل نقشبندیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	۱۷	۱۶۶	مؤلف حزب البحر	۱۶۶
۴	فصل انفس کے معر معلوم کرنے کے بیان میں	۱۸	۱۷۰	سند اجازت	۱۷۰
۵	فصل ۲ مستحق محبت صلی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے	۲۱	۱۷۰	طریق زکوٰۃ	۱۷۰
۶	فصل ۳ ذکر الہی	۳۰	۱۷۲	اشارات	۱۷۲
۷	فصل ۴ فضیلت ذکر و اہل ذکر	۳۴	۱۷۴	فقرات کے فوائد	۱۷۴
۸	فصل ۵ فضیلت مجالس ذکر	۵۷	۱۷۹	اسما کے ساتھ ملا کر پڑھنا	۱۷۹
۹	فصل ۶ بیعت	۷۲	۱۸۳	دُعائے اعتصام	۱۸۳
۱۰	فصل ۷ اصطلاحات نقشبندیہ	۷۹	۱۸۶	دُعائے حزب البحر	۱۸۶
	۱. ہوش روم ۲. نظریہ قدم ۳. سفر و وطن		۱۹۳	دُعائے اختتام	۱۹۳
	۴. خلوت در انہیں ۵. یاد کو ۶. بازگشت		۱۹۶	سورۃ یس پڑھنے کی ترکیب	۱۹۶
	۷. نگہداشت ۸. یادداشت ۹. وقوف زمانی		۱۹۶	طریق ختم خواجگان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	۱۹۶
	۱۰. وقوف عددی ۱۱. وقوف قلبی		۱۹۹	بارہ کلموں کے فائدے	۱۹۹
۱۱	فصل ۸ طرق وصول الی اللہ رابطہ فکر مرآت	۱۰۲	۲۰۰	وحییت نامہ حضرت خواجہ عبدالخالق	۲۰۰
۱۲	فصل ۹ سلوک حضرت مجدد رحمہ اللہ علیہ	۱۲۲		غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	
۱۳	فصل ۱۰ تصویرِ شیخ	۱۳۷	۲۰۰	شجرہ خاندان نقشبندیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	۲۰۰
۱۴	فصل ۱۱ حضرت مجدد کا طریق و نور اور وسیعہ نو	۱۵۲			

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرض نامہ

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا از حد احسان ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک متبع کامل اور اپنے جدِ اعلیٰ قبلہ عالم حضرت خواجہ حاجی حافظ محمد عبد الکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۴۸-۱۹۲۶ء) کی عظیم تالیف ہدایت الانسان الی سبیل العرفان پیش کرنے کی مجھے سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ جسے اس سے پیشتر کئی اداروں نے شائع کیا لیکن عصر حاضر کے جدید تقاضوں کے مطابق اسے چھپوانے کی ضرورت حضرت کے ارادت مندوں کی جانب سے بارہا محسوس کی گئی اور مرشدی قبلہ الحاج حضرت خواجہ محبوب الرحمن مدظلہ العالی کی اجازت اور توجہ سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔

یہ کتاب اہل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے لئے بالخصوص اور دوسرے حضرات کے لئے بالعموم ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ابتدا سے انتہا تک سالک کو جن مقامات سے گزرنا پڑتا ہے انہیں نمایاں طور پر روشناس کرانے اور راستے کے نشیب و فراز سے آگاہ کرنے میں یہ تالیف رہنمائی کا کام دیتی ہے۔ ظاہری محاسن اور باطنی خوبیوں میں یہ کتاب عجیب شان میں جلوہ گر ہے۔ قبلہ عالم اپنی شخصیت، عظمت، عرفان، ہدایت و ارشاد، تعلیم و تربیت اور اپنی جامع ہستی کے لحاظ سے سالکین کے لئے ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ آپ کے مفصل احوال زندگی آثار الکریم میں قلم بند ہو چکے ہیں۔

کتاب کے متن میں کثرت و طباعت کی غلطیوں کی تصحیح کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے اور بعض آیات و احادیث پر اعراب، ترجمہ اور حواشی لکھے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے لئے اور پڑھنے سننے والوں کے لئے باعث خیر و برکت بناتے۔ آمین۔

(صاحبزادہ) جمیل الرحمن



# دیسب

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد کے لائق وہ ذاتِ کبریا اور واحدِ یکتا ہے جس نے انبیاءِ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خلفاء اللہ کے خطاب سے ممتاز اور اولیاءِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جلساء اللہ کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ اور صلوٰۃ و سلام اُس نبی اُمّی (فداہ اُمّی و ابی) پر جس نے اُمتِ عاصی کو بخشایا اور مدت کے بچھڑے ہوؤں کو اللہ تعالیٰ سے ملایا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و رضوان اصحابِ کبار و آلِ ابرار پر ہو جنہوں نے ہدایت کا چراغ جلایا اور گمراہوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔ اس کے بعد یہ خاکسار، ذرّۃ بے مقدار، بندہٴ مسکین، نیاز آگینِ عالم الدین عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ طالبانِ اہلِ خدا و سالکانِ طریقِ ہدیٰ پر لازم ہے کہ صادقین یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اور اس کے دوستوں کی صحبت اختیار کریں۔ ورنہ ان بزرگوں کی کتابوں ہی کو اپنا جلیس و ہم نشین بنائیں۔ اور اُن سے فائدہ اٹھائیں۔ ع۔

### وَحَيْذُ جَلِيسٍ فِي الزَّمَانِ كِتَابٌ

خاص کر اس زمانہ موجودہ میں (کہ اہل حق کی قلت ہے اور اہل باطل کی کثرت۔ اتباعِ نبوی کا زوال ہے اور خواہشِ نفسانی اور ہوا جس شیطانی کا کمال۔ کہیں علماء بے عمل کا زور ہے کہیں صوفیائے جاہل کا شور۔ نہ وہ پہلا سا ذوق ہے نہ شوق نہ سوز نہ گداز، نہ عشق نہ راز و نیاز۔ نہ وہ محبت و اخلاص۔ نہ وہ اعتماد نہ ادب، نہ وہ درد نہ طلب کہیں فلسفہ و منطق کا نکما جھگڑا ہے، کہیں بھنگ و نشہ کا چرچا۔

کہیں تحقیق مذہب کی لاطائل بحث وجدال ہے۔ اور کہیں وجودِ باری تعالیٰ کی نسبت بے ہودہ قیل و قال۔ دل ہمہ تن محبتِ دنیا میں مُردہ اور عاقبت کی طرف سے افسردہ، نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج و زکوٰۃ کا فکر، پھر ذکرِ الہی کا کیا ذکر؟ نہایت ہی ضروری ہے کہ علماءِ ربانی کی تصنیفات کو ہر وقت پیش نظر رکھیں اور اُن کے مطالعہ سے اپنی حالت کو درست کریں۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا دیدار ظاہری و باطنی امراض کے لئے شفاء اور اُن کا کلام معجز نظامِ بیمارِ دلوں کے لئے دوا ہے۔ ان کی تصنیفات سونے ہوئے دلوں کو غفلت کی نیند سے جگاتی ہیں۔ اور غائبانہ جذبہ و عشقِ الہی کی آگ غافل قلوب میں لگاتی ہیں۔ اور باطنی ذوق و شوق اور رُوحانی لذت و درد کو بڑھاتی ہیں۔ بنامِ بریں بمصدقِ کُلِّ شَیْءٍ لَدُنْہِ۔ جنابِ فیضِ مآب و حمیدِ العصر، فرید الدہر جنیدِ زمانِ شبلی، دوراںِ محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی، زبدۃ العظام، سلالة الکرام، عمدة الاولیاء، قدوة الاصفیاء، قیومِ جہاں، قبلۃ عالم و عالمیان، ہادیِ مگرہاں، صیقِل تیرہ دلاں، فخرِ خاندانِ نقشبندیہ مجید دہریہ۔

## مثنوی

ظاہر و باطن پُر از نورِ خداست	پیرِ ما سرتاجِ جملہ اولیاءِ ست
منہجِ صدق و صفا و ہمِ سخا است	گامِ برگامِ بنیِ مُصطفیٰ است
چشمِ پُر نور از جمالِ لایزال	دلِ پُر از رُعب و جلالِ ذوالجلال
فیضِ او فیضِ مجتہدِ ثانی است	سرِ بسر و عشقِ احمد فانی است
پرتو طور از دل و جان سرزند	طالبانِ راچوں توجہ می دہد
در میانِ مجلسِ نایدِ شفی	دافعِ شرکِ خفی ہستِ جلی
قلبِ مُردہ را کند تابندہ زر	صحبتش چوں پارسِ آں دارد اثر



فیض پریم درجہاں چوں آفتاب  
سینہ اشکِ گنجینہ علم لدن  
در شائے حق گذارد روز و شب  
از دم او ہوش می آید بدم  
خلوتش در انجمن آراستہ  
یاد کردش را نباشد باز گشت  
بر دل سالک نظر چوں افکند  
گاہ سوزِ عاشقی ہوش آورد  
گاہ محبت و گاہ محبوب است او  
از دل پرورد چوں آہے زند  
صورت و سیرت بدار و چوں نبی  
الغرض چوں پیر من اندر جہاں

ہر دم و ہر لحظہ رختاں بے حجاب  
جملہ گفتارش بہ از دُرِ عدن  
بجز بحمد و ذکر بکشانند لب  
و از نگاہش از نظر بر ترو دم  
در وطن دارد سفر پیراستہ  
از قوفِ قلب چوں دل برگزشت  
غرق نورِ وحدتش یکسر کند  
نازِ معشوق گمے جاں پرورد  
گاہ طالب گاہ مطلوب است او  
دولہ در قدسیاں می افکند  
ہر کہ بنید گویدش ہذا ولی  
کس نکرده ستر وحدت را عیاں

اسم دارد بامستی آئے نسیم  
ہست محبوبِ خدا عبد الکرم

یعنی خواجہ خواجگان حضرت حافظ عبد الکرم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین راولپنڈی  
نے (جن کی خدمت بابرکت میں یہ خاکسار بیعت و نسبت ارادت رکھتا ہے۔ جن کے  
غلاموں کی غلامی اس سچچہ ان کے لئے باعث افتخار ہے) طالبوں کے فائدے کے  
لئے یہ کتاب مستطاب حجم میں چھوٹی مضامین میں بڑی سیلوک نقشبندہ مجددیہ کا خلاصہ اور  
طریق وصول الی اللہ کا زندہ تصوف کا مغز اور عرفان کی جان یعنی ہدایت انسان الی  
سبیل العرفان تالیف و تصنیف فرمائی اور مطبع انوار الاسلام سیالکوٹ میں اپنے زیر اہتمام  
طبع کرائی جو مقوڑے ہی عرصہ میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی حتیٰ کہ طالبوں کا زیادہ

شوق دیکھ کر اس کتاب کے دوبارہ طبع کرانے کی نوبت آتی۔ چونکہ پہلی دفعہ کاتب کی غلطی اور شائقین کی طلب کے بموجب جلدی طبع کرانے کے باعث مضامین کچھ آگے پیچھے ہو گئے تھے۔ اور اصل مسودہ قلمی کے ساتھ مقابلہ کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔ اس لئے حضرت مؤلف ممدوح سلمہ اللہ تعالیٰ نے اب کی دفعہ اس خاکسار بے مقدار کو پھر اصلی مسودہ کے موافق مضامین تحریر کر کے طبع کرانے کے لئے ارشاد فرمایا خاکسار نے حسب منشاء گرامی درجہ جناب مؤلف ممدوح سلمہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مطبع نو لکھنور لاہور میں چھپوایا۔ اور اس کی رجسٹری بھی کروالی۔ ابھی یہ کتاب یورپ طبع سے آراستہ ہو کر مطبع سے نکلی ہی کہ طالبین جو مدت سے مشتاق تھے نقد جان سے اس کے خریدار ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں سب کے سب نسخے پاک گئے اور دیکھنے والوں کو بیش از بیش اس کتاب کا شوق لاحق ہوا۔ حتیٰ کہ طلبہوں کے اشتیاق اور ان کے لئے اس کی ضرورت کو محسوس کر کے اب تیسری بار چھپوانے کی باری آتی۔ اس دفعہ ملک فضل الدین قومی کتب فروش لاہور نے کتاب چھاپنے کی اجازت مانگی حضور ممدوح نے اجازت فرمائی اور ساتھ ہی اس خاکسار کو فرمایا کہ اگر اس کتاب کے ساتھ چند اور ضروری اور مفید مضامین بڑھادیئے جائیں تو فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ خاکسار نے حضور سلمہ اللہ کے فرمان واجب الاذعان کے موافق چند ایک مفید اور ضروری مضامین کا اضافہ کر دیا۔ اخیر میں ایک شجرہ منظوم بھی درج کر دیا ہے جو حضرت ممدوح کا تالیف شدہ ہے تاکہ طلبہوں کو فائدہ ہو۔ اور شروع میں بھی ایک شجرہ فارسی منظوم شامل کر دیا ہے جو اس خاکسار کی پراگندہ طبع کا نتیجہ ہے۔ تاکہ فارسی خواں اجاب اس سے محظوظ ہو کر خاکسار کے حق میں دُعائے خیر فرمائیں۔



# شجرہ حضراتِ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

غریب و بیکس و بس خاکسارم	الہی عاصی و مسکین و زارم
بدر و عنسم سراپا کُن فنا یم	بحق ذاتِ خود بخشی خط یم
پیشم مرحمت بنگر بجالم	طفیل سیدِ فخر و وعالم
طفیل حضرتِ عثمان عاشق	طفیل حضرتِ صدیق صادق
بشمعِ خود پروانہ سازی	مراد در عشقِ خود دیوانہ سازی
بود عالم موافق گشتہ با قال	طفیل قاسم و جعفر بہر حال
طفیل بو الحسن عالم پنا ہے	طفیل بایزید پادشا ہے
طفیل یوسف گنجینہ راز	طفیل ابو علی صاحب ناز
طفیل عارفِ سرِ معانی	طفیل عبد خالق غجدوانی
عزیزانِ علی صاحبِ دل	طفیل خواجہ محمود کامل
الہی عفو کُن جملہ معاصی	طفیل خواجہ بابا سماسی
بنورِ معرفت بخشی کمالم	طفیل خواجہ میر کلام
طفیل آلِ علاؤ الدین عطار	طفیل نقشبند شاہ ابرار
گنہ گارم حُسنِ دانداہ بخشی	طفیل خواجہ یعقوب چرخ
طفیل خواجہ درویش عابد	طفیل خواجہ احرار و زاهد
منم افتادہ مسکین دست من گیر	طفیل خواجہ امکنی شیر

طفیل باقی باللہ آن شہر مہند  
 طفیل خواجہ معصوم قیوم  
 طفیل آل زبیر یاد سائے  
 طفیل شاہ جمال اللہ پُر نور  
 طفیل خواجہ عیسیٰ بیغہ وز  
 طفیل شیخ فیض اللہ تیرہ راہ  
 طفیل خواجہ نور محمد  
 طفیل آل فقیہ مقتدائے  
 طفیل عالم علم شریعت  
 طفیل معدن بہر حقیقت  
 طفیل ماحی کفر و ضلالت  
 طفیل گوہر درج ہدایت  
 طفیل ماہ برج ارجمندی  
 طفیل منبع فیض الہی  
 طفیل شاہباز آدرج عرفان  
 طفیل بلبیل گلزارِ عفت  
 طفیل فیض بخش کمال نے  
 طفیل جوہر کان صباحت  
 طفیل حافظِ شہ آن و سنت  
 طفیل قافلہ سالارِ عشاق  
 طفیل نور چشم اولیائے

طفیل شیخ احمد قطب سرہند  
 طفیل محبت اللہ سر مکھوم  
 طفیل شیخ اشرف بے ریائے  
 ز قلم خواب غفلت جملہ کُن دور  
 دل و جان مرا از آتش سوز  
 سوائے توحید خود بنمائی ام راہ  
 بہ بخشی جلوہ از نور محمد  
 ہمی خواہم ز تو یارب لقائے  
 طفیل مخزن راز طریقت  
 طفیل واقف رمز ہوتیت  
 طفیل صاحب رشد و دلالت  
 طفیل درۃ التاج درایت  
 سرورِ آفتاب نقشبندی  
 حقائق دانِ اشیاء کما ہی  
 طفیل منظر انوارِ ایتاں  
 گل بستان اسرارِ محبت  
 شہ زندہ کُن مُردہ دلانے  
 سراپا تشنمکد ان ملاحیت  
 طفیل دشمن اصحاب بدعت  
 طفیل دلبرِ دلدارِ عشاق  
 عزیزِ خاطرِ گلِ اصفیائے

طفیل کشته در دِ محمّد  
 طفیل غوثِ اعظم قطبِ عالم  
 طفیل شیخِ حقانی پیرِ م  
 طفیل آنکه فیضِ او عظیم است  
 بسوزی آں چنان از آتشِ درد  
 مرا بخشی دِلے نوُرِ علی نوُر  
 دِلے کو سربِ راز و نیاز است  
 دِلے مستغرقِ دریائے توحید  
 دِلے دانائے رازِ لوحِ محفوظ  
 دِلے کز آتشِ درد تو چوں برق  
 دِلے کز عنم بود کشتی شکسته  
 دِلے شوریدہ آشفته حالی  
 دِلے دِه کاشفِ اسرارِ ملکوت  
 دِلے دِه کشته تیغِ جدائی  
 دِلے محبوبِ اصحابِ محبت  
 دِلے آشفته ای دِلے اَنَا اللّٰه  
 دِلے محوِ تماشائے اَنَا الْحَقُّ  
 دِلے کز آتشِ شوقِ همه سوز  
 دِلے دِه از شرابِ عشقِ مدہوش  
 دِلے کو مجز ترا هرگز ندبیسند  
 دِلے در بارِ گاهت آرمیده

ز سر تا پا عنریقِ عشقِ احمد  
 طفیل کعبه دِل قبله گاهم  
 بکارِ دین و دُنیا دستگیرم  
 که نامش حافظِ عبدِ الکریم است  
 که گردد از دِل و نیائے دِل سرد  
 کز و هر لمحہ آید جلوة طوّر  
 ز جوشِ عشقِ در سوز و گداز است  
 دِلے بر تر ز احوال و مواجید  
 دِلے از لذتِ قرب تو محفوظ  
 زند از ولولہ جوشِ اَنَا الشَّرِيقُ  
 بآبِ دیدہ در دریا نشسته  
 سویدائے دِل نازک خیالی  
 سبقِ خوانِ رموزِ مُلکِ لاہوت  
 نشانِ تیس تازِ دِل ربّانی  
 دِلے مطلوبِ از بابِ مودت  
 دِلے شیدائے ترکِ مَاسِوِی اللّٰه  
 دِلے کز بے شکیبائی بود شق  
 ورا شورِ قیامتِ جشنِ نوروز  
 برائے نعمتِ اِسْتَفْتَحُوا گوش  
 دِلے بر طارمِ اعلیٰ نشیند  
 دِلے از خلقِ چوں وحشی رمیدہ



دِلے از آتشِ عشق شعله نار  
 دِلے کو در رہمت از صدق پوید  
 دِلے در راہِ مدحت گرم رفتن  
 دِلے مہرِ سپہرِ خاکساری  
 دِلے از نادکِ بہر تو خستہ  
 دِلے خالِ دُرخِ زیبائے محبوب  
 دِلے غوطہ زینِ بحرِ حیات  
 دِلے در آستیانِ عرشِ خفتہ  
 دِلے بر سدرۂ وحدت چریدہ  
 دِلے در انتظارِ گشتہ بیمار  
 دِلے کاہِ لائی معانی  
 دِلے خارِ غمت در پانچمیدہ  
 دِلے حُسنِ اوندِ طفیلِ خواجگانم  
 دِلے طفیلِ اولیائے نقشبندی  
 دِلے اہی سر بہرِ غرقِ گمنام  
 دِلے زبدِ کرداریِ خودِ سینہ ام چاک  
 دِلے الہی حبسِ تو کس ہرگز ندارم  
 دِلے از نشترِ ہم خار در خار  
 دِلے یکے داند ترا ہم یک بگوید  
 دِلے بچہ تو زباں گشتہ ہمہ تن  
 دِلے غورِ شید چرخِ بُرد باری  
 دِلے بزنجیرِ فراقِ پائے بستہ  
 دِلے صیدِ کندِ زلفِ مطلوب  
 دِلے غواصِ دریائے دقایق  
 دِلے بہسترِ مغفرتِ رویشِ نہفتہ  
 دِلے در گلشنِ جنتِ جمیدہ  
 دِلے بدیدارت سراپاِ نرگس زار  
 دِلے مفتاحِ گنجِ نکتہ دانی  
 دِلے بدشتِ عشقِ سپیدِ اہنِ دریدہ  
 دِلے بدہ از مکرِ نفسانی امانم  
 دِلے مرا بنما طریقی حق پسندی  
 دِلے تر حسم آرد بر حالِ تبہ ام  
 دِلے سر از شرمندگی افکندہ بر خاک  
 دِلے کہ بخشد مجرم ہائے بے شمارم

مرا بہرِ جرم از حدِ برون است  
 مگر دامنِ کہ عنو تو فروں است

# يَا فِتَّا حُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ أَشْرَفِ أَنْوَاعِ الْحَيَوَانِ وَ  
فَضَّلَهُ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ بِالْفَضْلِ وَالْإِحْسَانِ وَأَصْطَفَاهُ مِنْهُمْ  
أَهْلَ الْكَمَالَاتِ وَالْعُرْفَانِ وَنَوَّرَ قُلُوبَهُمْ بِنُورِ الْمَعْرِفَةِ  
وَالْإِيمَانِ وَأَخْرَجَ عَنْ قُلُوبِهِمْ عُجْبَةَ الدُّنْيَا الدَّيْنِيَّةَ وَأَفْنَاهُمْ فِي  
مَحَبَّتِهِ وَهُوَ الرَّحْمَنُ هُمْ رِجَالٌ لَيْسَ لِلشَّيْطَانِ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطَانٍ  
أَلَسْنَتُهُمْ رَطْبَةٌ بِذِكْرِ اللَّهِ الْمُسْتَعَارِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى  
رَسُولِهِ سَيِّدِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ الَّذِي هَدَانَا إِلَى سَبِيلِ الْجَنَّةِ الَّذِي  
تَوَدَّعَتْ قَدْ مَاءُ بِكَثْرَةِ عِبَادَةِ الرَّحْمَنِ وَهُوَ الشَّافِعُ لِأَصْحَابِ  
الْجُزْمِ وَالْعُصْيَانِ وَعَلَى إِلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ حُرِّقَتْ قُلُوبُهُمْ  
بِنَارِ الْعُشْقِ وَنُورِ الْعُرْفَانِ - وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ فَحَصَلَ  
لَهُمْ بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ وَعَلَى الْأَيْمَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ الْمُتَّهَجِدِينَ  
وَالْمُجْتَهِدِينَ لَا سِيَّمَا الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ بِالْكَرَمِ وَالْإِحْسَانِ وَأَدْخَلَنِي اللَّهُ وَسَائِرَ الْمُسْلِمِينَ  
مَعَهُمْ فِي غُرَفَاتِ الْجَنَّةِ -

آمَّا بَعْدُ :- خادِم المسلمین راجی الی رحمتہ رب الرحیم حافظ  
عبد الکریم اہل اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ہر چند میں اس قدر لیاقت  
نہیں رکھتا تھا کہ فن تصوف میں کوئی کتاب لکھوں یا اپنے آپ کو زمرہ مصنفین

میں شمار کروں۔ مگر مجھے بعض اجاب نے مجبور کیا۔ مجبوراً میں نے بھی منظور کر لیا۔  
 حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی  
 تصانیف سے اقتباس کر کے ایک مجموعہ تیار کیا۔ اہل علم و فضل میری ٹوٹی بھوٹی  
 عبارت کو قبول کریں۔ لفظی اغلاط یا سہو و نسیان پر انگشت نہ دھریں۔  
 وَالْعُدَّةُ عِنْدَ كَرَامِ النَّاسِ مَقْبُولٌ وَهَآ أَنَا أَمْرَعُ فِي الْمَقْصُودِ  
 بِتَوْفِيقِ الرَّبِّ الْوَدُودِ۔



## فصل ۱

## نفس کے مکر معلوم کرنے کے بیان میں

واضح ہو کہ سب سے زیادہ آدمی کا دشمن اس کا اپنا ہی نفس ہے جو ہر ایک انسان میں موجود ہے۔ یہ بدی کا حکم کرتا ہے اور نیک کاموں سے بھاگتا ہے۔ آدمی کو اس کے درست اور ترک کر کے کرنے اور زبردستی خداوند کریم کی عبادت پر آمادہ کرنے اور شہوات سے روکنے کا حکم ہوتا ہے پس اگر آدمی نفس کی خبر نہ لے تو سخت سرکش ہو جاتا ہے۔ پھر نصیحت نہیں سُناتا۔ انسان کو لازم ہے کہ اس نفس کو ہر وقت ملامت کرتا رہے۔ پھر یہی نفس تو امہ ہو جاتا ہے یعنی نفس خود اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے۔ اسی نفس کی قسم اللہ کریم نے اپنی کلام پاک میں فرمائی ہے :-

لَا أَقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَمَةِ ؕ وَلَا أَقْسِمُ بِالنَّفْسِ  
الْوَّامِلَةِ ؕ (۲۹/القیمة: ۲۱)

میں قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی اور میں قسم  
کھاتا ہوں نفسِ توامہ کی۔

اس کے بعد رفتہ رفتہ یہی نفس مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور مطمئن اس کو کہتے ہیں جو سوائے  
ذکر اللہ کے آرام نہ پکڑے۔ قیامت کے روز اللہ کریم ایسے نفس کو یوں ارشاد فرمائے گا۔  
يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ؕ اذْجِعِي  
إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مُّرْضِيَةً ؕ فَادْخُلِي  
فِي عِبَادِي ؕ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝

اے نفسِ مطمئن! واپس چلو اپنے رب کی طرف  
اس حال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ  
تجھ سے راضی پس شامل ہو جاؤ میرے خاص  
بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری  
جنت میں۔

(۳۰/الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

اس لئے آدمی پر لازم ہے کہ اس کی نصیحت سے غافل نہ رہے۔ اور دوسرے کو نصیحت

تب کرے۔ اول اپنے نفس کو کرے۔ اگر نصیحت مان لے تو پھر لوگوں کو نصیحت کرے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ سے شرم کرے۔ اللہ کریم اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝

اے ایمان والو! تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ بڑی ناراضگی کا باعث ہے اللہ کے نزدیک کہ تم ایسی بات کہو جو کرتے

نہیں ہو۔

(۲۸/الصّٰف: ۲، ۳)

اس سے یہی مراد ہے کہ اپنے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ کرنے کے بعد نصیحت کرے۔ اگر ایسا نہ کیا تو نفس کی خباثت اور مکر سے واقف نہ ہوگا۔ جب اس سے واقف نہ ہوا تو معرفت خدا سے غافل رہے گا۔ اور اپنے آپ کو دانا اور حکیم سمجھے گا۔ اور چاہیے تو یوں تھا کہ نفس کی طرف متوجہ ہو کر اس کی بے وقوفی اور نادانی ثابت کرتا جو ہمیشہ اپنی دانائی اور ہدایت کو زیادہ سمجھتا ہے۔ اگر اس کو کوئی احمق کہہ دے تو بہت ہی بُرا جانتا ہے۔ پس اس نفس کو یوں کہنا چاہیے کہ تو بڑا جاہل ہے۔ تیرے برابر کوئی بے وقوف اور کم فہم نہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ جنت اور دوزخ تیرے سامنے ہے۔ اور تو عنقریب ان میں سے ایک میں جائے گا۔ پھر نہ معلوم تجھے کیا ہوا ہے کہ خوش ہوتا ہے اور فانی چیزوں میں مشغول ہے، حالانکہ تجھ سے ہر ایک چیز کا حساب لیا جائے گا۔ شاید آج یا کل تجھے موت دہالے اور جس کو تو دُور سمجھتا ہے، نزدیک ہو جائے۔ دُور تو وہی چیز ہوتی ہے جو آنے کی نہیں۔ کیا تو یہ نہیں جانتا ہے کہ موت جب آتی ہے تو یکایک آتی ہے۔ نہ کوئی پہلے اس کا قاصد، نہ وعدہ، نہ پیغام آتا ہے، نہ یہ کہ گرمی میں آئے اور سردی میں نہ آئے۔ نہ یہ کہ رات کو آئے اور دن کو نہ آئے یا لڑکپن میں آئے اور جوانی میں نہ آئے۔ بلکہ ہر ایک سانس میں ناگہاں موت کا آنا ممکن ہے۔ اے نفس موت تو اتنی تیرے نزدیک ہے اور تو اس کی تیاری نہیں کرتا۔ کیا تو اس آیت کو نہیں سمجھتا:-

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ﴿١٤﴾ (الانبیاء: ۱۴)

قریب آگیا ہے لوگوں کے لئے ان کے اعمال کے حساب کا وقت اور وہ غفلت میں مرنے پھرے ہوئے ہیں۔

اے نفس تو خدا تعالیٰ کی نافرمانی پر حیرت مت کر۔ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ اعتقاد ہے کہ وہ تجھ کو نہیں دیکھتا تب تو بڑا کافر ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کو اپنے اوپر مطلع سمجھ کر نافرمانی کرتا ہے تب تو سخت بے حیا ہے۔ یا یہ مغالطہ ہے کہ خدا تعالیٰ کریم ہے اُس کو کسی کی عبادت کی حاجت نہیں جس کو چاہے بخشے جس کو چاہے نہ بخشے۔ تو اے نفس تو یہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ صرف آخرت ہی میں کریم ہے دنیا میں نہیں۔ اگر دونوں ہی میں ہے تو دنیا کے کاموں میں کیوں نہیں کریم الہی پر یقین کرتا۔ جب کوئی تیرا دشمن تجھ کو عذاب دیتا ہے تو اس کے دفع کرنے کے لئے ہر ایک آدمی سے مشورہ لیتا ہے۔ اور اس کے رفع کرنے کے واسطے بیسیوں حیلے کرتا ہے۔ اُس وقت کریم الہی پر یقین کہاں جاتا ہے۔ اور جو کام بدولت پیسہ کے سرانجام نہیں ہوتا تو اُس وقت تو ہر ایک آدمی کا محتاج ہوتا ہے۔ کیوں نہیں کہتا کہ اللہ کریم اپنے خزانہ غیب سے یا کسی بندے کے ہاتھ بھیج دے گا اور ہاتھ پاؤں ملنے کے بغیر سرانجام کر دے گا۔ اے نفس یہ سب تیرے جھوٹے دعوے ہیں۔ اس لئے کہ تو زبان سے دعوئے ایمان کا کرتا ہے مگر نفاق کا اثر تجھ پر ظاہر ہے۔ دیکھ تیرا مالک کیا فرماتا ہے۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ (ہود: ۶)

اور آخرت کے باب میں فرماتا ہے۔

اور ہر انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کے لئے اُس نے کوشش کی۔

وَأَنْ لِّیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (النجم: ۳۹)

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خالص دنیا کے کاموں کی کفالت اللہ کریم



نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ تیسری سعی کی اس میں حاجت نہیں ہے۔ اور آخرت کو بندہ کی کمائی پر منحصر رکھا ہے۔ مگر تو نے اپنے افعال سے خدا تعالیٰ کو جھوٹا کیا کہ جس چیز کا وہ ذمہ داری ہے اس پر تو بادلوں کی طرح گرتا ہے۔ اور امر آخرت کو جو تیرے کرنے پر منحصر رکھا ہے تو اس سے بالکل روگردان ہے پس یہ نشانِ ایمان نہیں۔ اگر زبان سے ایمان معتبر ہوتا تو منافق کم فسخ کے سب سے نیچے درجے میں کیوں جاتے گا اے کم بخت شاید تو روزِ حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور گمان کرتا ہے کہ مرنے کے بعد تجھے رہائی ہو جائے گی۔ لیکن ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ دیکھ تیرا مالک کیا فرماتا ہے :-

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى ۝  
الْعَرِيكَ نُطْفَةٍ مِنْ مَنِيِّيْ ۝  
ثُمَّ كَانَ عَاقِلَةً خَلَقَ نَسُوًى ۝  
مِنْهُ الذَّكَوٰنُ وَالْأُنثٰى ۝  
أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَدِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى ۝

(۲۹/ القیمة ۳۶ تا ۴۰)

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اُسے مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ (ابتداء میں) منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکا یا جاتا ہے۔ پھر اس سے وہ لوتھڑا بنا۔ پھر اللہ نے اُسے بنایا اور اعضا در دست کئے۔ پھر اس سے دو قسمیں بنائیں مرد اور عورت۔ کیا وہ (اتنی قدرت والا) اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو پھر زندہ کر دے۔

پس اگر تجھ کو یہی گمان ہے کہ ویسے ہی چھوڑا جائے گا تو تیرے جیسا جاہل اور کوئی نہیں اور تو پکا کافر ہے۔ یہ تو سوچ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے کس چیز سے پیدا کیا ہے چپ نخچہ خود فرماتا ہے :-

قَتَلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرًا ۝ مِنْ آيَةٍ شَيْءٌ خَلَقَهُ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ۝ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ۝ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ۝

غارت ہوا انسان وہ کتنا احسان فراموش ہے کس چیز سے اللہ نے اُسے پیدا کیا۔ ایک ٹوند سے اسے پیدا کیا۔ پھر اس کی ہر چیز انداز سے

ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۖ ثُمَّ إِذَا شَاءَ  
أَنشَرَهُ ۖ

بنائی۔ پھر (زندگی کی) راہ اس پر آسان کر دی  
پھر اُسے موت دی اور اُسے قبر میں پہنچا دیا۔

(۳۰/ عبس: ۲۲ تا ۲۴)

پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ زندہ کر دے گا  
پھر کیا تو اس کو جھوٹ سمجھتا ہے کہ جب وہ چاہے گا تجھ کو مرنے کے بعد اٹھا کھڑا  
کر دے گا۔ اگر سچ جانتا ہے تو عبادت کیوں نہیں کرتا۔ اگر بالفرض کوئی بے دین حکیم یہودی  
وغیرہ تجھے کہہ دے کہ تیری مرض میں فلاں کھانا مُضر ہے تو گو وہ تیرے نزدیک سب کھانوں  
سے لذیذ تر ہو تو اُس سے صبر کرے گا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ جن انبیاء کو معجزے عنایت ہوئے  
ہیں اُن کا فرمان اور خدا کا فرمان تیرے نزدیک اتنا بھی نہیں کہ ایک یہودی کے قول کے  
برابر ہو۔ اُس کا اثر ہوتا ہے اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کا اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ  
اس سے زیادہ قریب ہے کہ کوئی لڑکا تجھے کہہ دے کہ تیرے کپڑوں میں ایک کچھو یا سانپ  
ہے تو دلیل پوچھے بغیر فوراً اپنے کپڑے پھینک دے گا۔ کیا انبیاء و اولیاء و علماء کا قول تیرے  
نزدیک لڑکے اور یہودی حکیم کے قول سے بھی کم تر ہے! افسوس ان کے کہنے کا تو اثر ہوتا  
ہے اور انبیاء کے کہنے کا اثر نہیں ہوتا۔ یا یہ کہ جہنم کی حرارت اور اس کے طرح طرح کے عذاب  
اور سانپ بچھو کو دنیا کے سانپ بچھو سے کم جانتا ہے جس کی تکلیف ایک روز یا اس سے  
بھی کم ہوتی ہے۔ اُسے نفس یہ کام دانش مندوں کا نہیں ہے۔ اگر یہ حال تیرا چار پاویں پر  
کھول دیا جائے تو تجھ پر اور تیری عقل پر مہنسیں گے۔ اُسے کم بخت اگر تو ان سب پر ایمان رکھتا  
ہے تو کیا وجہ ہے کہ عمل میں سستی کرتا ہے۔ موت تو تیری گھات میں لگی ہوئی ہے۔ شاید  
یہی روز آخری ہو۔ پس اس میں مشغول بعبادت نہ ہونے کے کیا معنی۔ یا یہ انتظار ہی ہے  
کہ عبادت ایسے دن کریں جس دن شہوات کی مخالفت دشوار معلوم نہ ہو۔ تو ایسا دن نہ خدا تعالیٰ  
نے پیدا کیا ہے نہ پیدا کرے گا۔ جنت تو شاق باتوں اور نیک عمل کرنے ہی سے ملے گی اور  
یہی نفس پر ہلکی معلوم نہ ہوگی۔ سوچ تو سہی کہ ہر روز تو وعدہ کرتا ہے کہ کل کروں گا۔ اور

کل کل کرتے ہر ایک کل آج ہو جاتا ہے۔ جب آج ہی نہ کیا تو کل کیا کرے گا۔ اے نفس  
 تو اگر ایسی صاف باتوں کو بھی نہیں سمجھتا تو پھر کیوں اپنے آپ کو عاقل کہتا ہے۔ اس  
 سے بڑھ کر اور کون سی حماقت ہوگی۔ شاید تو یہ عذر کرے کہ میں اتنی مشقت نہیں اٹھا سکتا  
 لذات و شہوات کا حرص ہوں اور تکلیف پر صبر نہیں کر سکتا۔ تو یہ بات بھی تیری پرے  
 درجے کی حماقت ہے۔ اگر یہ بات تیری سچی ہے تو ایسی شہوات کا طالب کیوں نہیں ہوتا  
 جو ہمیشہ تک کہ ورات سے صاف ہوں تو ان کے ملنے کی توقع سوائے جنت کے اور جگہ  
 نہیں ہے پس جو شخص مجاہدہ کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا تو اس سے خدا تعالیٰ کے  
 عذاب کی تکلیف کیسے برداشت ہوگی پس ایسا شخص دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو خفیہ کفر  
 رکھتا ہے یا اعلانیہ بے وقوف ہے۔ اور اسی بے وقوفی کے باعث تجھ کو یہ لقب جناب  
 سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم سے عنایت ہوا ہے۔

اَلْکَیْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَ عَمِلَ لِمَا  
 بَعْدَ الْمَوْتِ وَ اَلْاُخْمَقُ مَنْ اَتَّبَعَ  
 نَفْسَهُ هَوَاهَا وَ تَمَتَّى عَلٰی  
 الْاَمَانِیِّ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

و اما وہ آدمی ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع  
 کیا اور آخرت کے واسطے نیک عمل کئے اور  
 احمق وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشوں  
 کے تابع کیا اور اللہ تعالیٰ سے آرزوؤں کی تمنائی

اے کم بخت دنیا کی زندگی پر مغرور نہ ہو۔ اور اپنے اوقات ضائع مت کر کہ چند سانس  
 گنتی کے تجھ کو ملے ہیں۔ جب ایک سانس چلا جاتا ہے تو تجھ میں سے کچھ کم ہی ہو جاتا ہے۔  
 بیمار ہونے سے پیشتر تندرستی کو اور شغل سے پیشتر فارغ ہونے کو اور مفلسی سے پہلے تو نگری  
 کو اور بڑھاپے سے پہلے جوانی کو اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جان۔ اے کم بخت میں  
 تو تجھے دنیا ہی سے مائل دیکھتا ہوں۔ اس واسطے کہ اس کی جذباتی تجھ پر سخت ہے۔ بلکہ تو  
 اس سے دوستی مضبوط کرتا جاتا ہے۔ جان لے کہ تو خدا سے تعالیٰ کے ثواب و عذاب اور  
 احوال قیامت سے غافل ہے۔ اس لئے کہ تو دنیا کی چیزوں اور لذتوں کو چھوڑ نہیں سکتا۔



اب میں کہتا ہوں کہ کسی شخص کو بادشاہ اپنے محل کی سیر کرنے کا اور دوسرے دروازے سے نکل جانے کا حکم کرے۔ اور وہ شخص کسی خوبصورت چیز کو دیکھ کر مصروف ہو جائے۔ اور اس کا نکلنے پر جی نہ چاہے اور اپنے بادشاہ کے حکم اور آنے جانے کو بھول جائے۔ اور آخر کار حکماً نکالا جائے تو ایسا شخص عاقل ہو گا یا عقل کا دشمن۔ اسی طرح دنیا مالک الملوک کا گھر ہے اور تم کو اس میں صرف اجازت گزرنے ہی کی دی گئی ہے۔ اور جتنی چیزیں اس دنیا میں ہیں تو ان سے سفر کرنے والا ہے۔ اسی واسطے جناب حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

اَنْ لُّدُوْحَ الْقُدُسِ لَفَتْ رُوحِي  
اَحْبَبْتُ مَا احْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهُ  
وَاَعْمِلْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ تَجْزِي بِه  
وَعِشْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مَيِّتٌ۔

جبرائیل (علیہ السلام) نے میری روح میں یہ بات  
چھونک دی کہ تہیں چیز سے تو چاہے محبت کر  
تو اُس سے ضرور جدا ہو گا۔ اور جو تو چاہے عمل  
کر لے اس کی جزا ضرور ملے گی اور جب تک  
چاہے جی لے مرنا ضرور ہے۔

کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ جو شخص دنیا کی محبت کرتا ہے۔ آخر اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور اپنا توشہ زہر قاتل کرتا ہے۔ اے نفس تو گزرے ہوئے لوگوں کا حال نہیں دیکھتا کہ وہ اپنے مکانوں، زمینوں اور ملکوں کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اور ایسی ایسی اُمیدیں کرتے تھے جن تک پہنچ نہ سکے۔ اے نفس شاید علو جاہ اور مرتبہ کی محبت سے تیری آنکھوں میں چربی چھا گئی ہے تو یہ نہیں جانتا کہ جاہ صرف بعض لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا نام ہے۔ تو فرض کر کہ جتنے لوگ رُوئے زمین پر ہیں تیرا کہا مانیں اور تجھے سجدہ کریں۔ پھر کیا تو یہ نہیں جانتا کہ پچاس یا سو سال کے بعد نہ تو زمین پر رہے گا اور نہ وہ جنہوں نے تجھے سجدہ کیا تھا پھر ایک اور زمانہ آئے گا۔ جس میں نہ تیرا ذکر اور نہ ان شخصوں کا ذکر رہے گا جو تیرا ذکر کرتے تھے جیسا کہ بیشتر بادشاہوں کا حال ہوا ہے کہ اب کسی کا نشان نہیں پایا جاتا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ تو ان بادشاہوں میں سے ہو اور ہر ایک

چیز تیرے پاس موجود ہو۔ نہ اس صورت میں کہ تو اپنے کسی محلے کا یا اپنے گھر کا مالک ہو۔ تو اس صورت میں آخرت کو چھوڑنا نہایت ہی حماقت ہے۔ اے نفس تو بڑا جاہل ہے کہ جب بہت دنیا ان لوگوں سے چھڑائی گئی تو تو اس میں تھوڑی کو کیوں نہیں چھوڑتا۔ اور تو دنیا کے سامان دیکھ کر کیوں خوش ہوتا ہے۔ تیرے شہر میں بہت لوگ کافر ایسے ہیں جو دنیا میں تجھ سے بڑھ کر ہیں۔ اور دنیا کی لذت اور زینت ان کے پاس تجھ سے زیادہ ہے پس تُو ہے تیری عقل پر کہ ذلیل لوگ بھی تجھ سے بڑھ کر ہوں اور تو انبیاء و اولیاء اور رب العالمین کا ہمسایہ ہو کر رہنے کو اچھا نہ سمجھے۔ اور ان جاہلوں کی جوتیوں میں رہنا پسند کرے۔ یہ بھی صرف چند روز کے واسطے۔

اے نفس! تو بڑا ہی جاہل ہے اور عقل کا کچّا۔ نہ دنیا ہی ملی نہ دین ہی ملا۔ اب یہی سمجھ کہ موت نزدیک آگئی ہے۔ جو کچھ کرنا ہے اب جلد ہی کر۔ ورنہ تیری طرف سے نہ کوئی نماز پڑھے گا، نہ روزہ رکھے گا اور نہ عبادت کرے گا۔ اب خدا اپنے کو راضی کر لے۔ تو نہیں جانتا کہ موت تیرے وعدہ کی جگہ ہے اور قبر تیرا گھر ہے۔ اور قیامت کا خوف اکبر پیچھے لگا ہوا ہے۔ اے کم بخت تجھ کو ذرا شرم نہیں آتی کہ ظاہر کو تو خلقت کے واسطے بناتا ہے اور باطن میں گناہ کر کے خدا کو ناراض کرتا ہے۔ خلق سے شرم ہے اور خالق سے نہیں ہے کیا وہ تجھے خلقت کی نسبت بھی کم دیکھتا ہے۔ لوگوں کو تو خیر کی طرف بلاتا ہے اور آپ بُرے کام کرتا ہے۔ اوروں کو یاد دلاتا ہے اور خود اس پاک ذات کو بھولا ہوا ہے۔ تیرا برا ہو تو تو شیطان کا گدھا بن گیا جہاں چاہتا ہے تجھے ہانک لے جاتا ہے باوجود اس نقصان کے تو اپنے عمل پر کیوں شخی کرتا ہے شیطان کی طرف نہیں دیکھتا کہ دو لاکھ برس عبادت کی اور آخر انجام اُس کا کیا ہوا۔ اور تو باوجود اتنی خطاؤں کے پھر بھی دنیا کو آباد کرتا ہے۔ گویا اس سے سفر نہ کرے گا۔ قبر والوں کا حال کیوں نہیں دیکھتا جنہوں نے بہت مال جمع کیا تھا اور مکان مضبوط بنوائے تھے اور بڑی بڑی توقع رکھتے تھے سب کے سب تباہ ہوئے۔ ع

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت رفت و منزل بد گیرے پرواخت  
 کیا تجھ کو اُن کے حال سے عبرت نہیں ہوئی یا تو اُن کا حال نہیں دیکھتا یا آخرت میں ضرر  
 وہی بلاتے گئے ہیں اور تو ہمیشہ دنیا ہی میں رہے گا۔ یہ کام دانشمندوں کا نہیں جب سے  
 تو اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ اُس روز سے تو اپنی عمر کی دیوار گرتا چلا جاتا ہے۔ اور  
 مال کے زائد ہونے سے خوش ہوتا ہے اور عمر کے کم ہونے کا غم نہیں کرتا۔ اگر عمر کم ہوئی اور  
 مال بڑھا تو ایسے مال سے کیا فائدہ ہے۔ اے کم بخت تو آخرت سے دل چراتا ہے۔ اور وہ  
 تیری طرف دوڑ کر آرہی ہے اور تو دنیا کی طرف ہمہ تن متوجہ ہے اور وہ تجھ سے روگردان  
 ہو رہی ہے۔ اب تو اس دنیا سے بلیا اور اولیاء کی طرح نکل جا پیشتر اس کے کہ تو زبردستی نکالا  
 جائے۔ اے نفس تجھے چاہتی ہے کہ اب دنیا کو نظر عبرت سے دیکھے اور اس میں تھوڑا تو شہ  
 اختیار کرے اور طلب آخرت میں سبقت کرے۔ ایسے لوگوں میں سے مت ہو کہ جتنا  
 اُن کو ملا اُس کا شکر تو نہ کیا اور زیادتی کے خواہاں ہوئے۔ لوگوں کو منع کرتے ہیں اور  
 خود باز نہیں آتے۔ ع

ترکِ دنیا بمردم آموزند خویشتن ریم و غلہ اندوزند  
 اب میری نصیحت کان دھر کر سن۔ اپنے مالک الملک کے آگے رو اور گناہوں  
 کی شکایت کر اور فریاد و زاری سے مت تھک۔ شاید تم پر رحم فرمادے اور تیری فریاد و زاری  
 کرے۔ اس لئے کہ تیری مصیبت بڑھ گئی ہے اور تو سخت بلا میں مبتلا ہے۔ اور عبادت و  
 آخرت کے راستے سب تجھ پر تنگ ہو گئے ہیں۔ نہ نصیحت نے تجھ پر اثر کیا نہ توبہ نے تجھ کو  
 ملائم کیا۔ اب اللہ رحیم اور کریم کی طرف فریاد کر کہ اُس کی رحمت اور کرم ہام ہے۔ اور اس امر  
 میں اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی متابعت کر۔ چنانچہ وہ بن مہبہ سے وایت ہے کہ  
 جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے زمین پر اتارا تو آنکھوں سے آنسو بند  
 نہ ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ساتویں روز ان پر نظر عنایت سے دیکھا اور وہ رنجیدہ خاطر اور



اندو گین سر نیچے ڈالے ہوئے تھے۔ ان پر وحی بھیجی کہ اے آدم (علیہ السلام) تو اتنا کیوں روتا ہے  
 عرض کی الٰہی میری مصیبت بڑھ گئی۔ اور گناہوں نے مجھے گھیر لیا۔ اور عالم ملکوت سے میں  
 نکالا گیا۔ اور بزرگی کے بعد ذلت کے مقام میں آ گیا اور سعادت کے بعد بد بختی میں، راحت کے  
 بعد مصیبت میں اور عافیت کے بعد بلا میں اور بقا کو چھوڑ کر فانی گھر میں آیا تو اپنی خطا پر  
 کیسے نہ روؤں۔ تو خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے آدم (علیہ السلام) کیا میں نے تجھ کو اپنے  
 لئے برگزیدہ نہیں کیا تھا، اور اپنے گھر میں نہیں اُتارا تھا۔ اپنی کرامت سے مخصوص نہیں  
 کیا تھا۔ اور اپنے غصے سے نہیں ڈرایا تھا۔ اور کیا میں نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا  
 نہیں کیا تھا۔ اور اپنی رُوح تجھ میں نہ ڈالی تھی۔ اور تجھ کو اپنے فرشتوں سے سجدہ نہیں  
 کرایا تھا۔ پھر تو نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی اور میرے غصے کا معرض ہوا۔ قسم ہے  
 اپنے عزت و جلال کی کہ اگر میں زمین کو ایسے لوگوں سے بھروں کہ سب تیرے جیسی عبادت  
 کریں۔ پھر میری نافرمانی کریں تو اُن کو گنہگاروں کے مقام میں اُتار دوں گا۔ یہ سن کر حضرت  
 آدم (علیہ السلام) تین سو برس روئے تا آنکہ خدا کی رحمت و محبت نے اُن کو اپنی آغوش  
 میں لے لیا۔ اور اُن کی توبہ مقبول ہوئی۔ ایسے ہی سلف صالحین اپنے اللہ کریم کے آگے رُویا  
 کرتے تھے جس شخص کو رونے کی لذت نہ آتی اور اپنے نفس کو نگاہ نہ رکھا تو کیا تعجب ہے  
 کہ خدا تعالیٰ بھی اُس سے خوش نہ ہو۔

مولینا نے بھی سچ فرمایا ہے ۔

اصل وحدت کی نہ پی جس نے شراب      یا نہ کھائے نفس کا سر کے کباب

پیر جی ہو یا کہ عالم بے بدل  
 لُف ہے دونوں پر کہ ہیں یہ بے عمل

# اس بیان میں ہر چیز زیادہ محبت کی مستحق خدا پاک کی ذات سے

واضح ہو کہ تمام اُمت کا اتفاق ہے کہ انسان کو اللہ کریم اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرنی فرض ہے۔ انسانی پیدائش و خلقت کا مقصود بھی محبت ہے۔ یہی اس کا انجام ہے جس دل میں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت نہیں وہ عبادات اور نباتات سے بھی بدتر ہے۔ اسی محبت کے حاصل کرنے کے واسطے خدا تعالیٰ نے طرح طرح کی عبادات اور اس پر گونا گوں فضائل مقرر کئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ (الذاریت: ۵۶)

اور میں نے جن و انسان کو پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔

عبادت کا مزہ اور لطف نہیں آتا جب تک محبت دل میں پیدا نہ ہو۔ محبت و عبادت باہم لازم و ملزوم ہیں۔ بلکہ محبت عبادت سے افضل ہے۔ محبت سے ایمان مضبوط و مستحکم ہوتا ہے۔ یہی محبت اہل ایمان کی جان اور نشان ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ وہ خود فرماتا ہے:-

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۝ (البقرہ: ۱۶۵)

اور ایمان والے اللہ کے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے ہیں۔

دوسری آیت میں فرماتا ہے:-

يُحِبُّهُ خُودٌ وَيُحِبُّونَهُ

یعنی خدا اُن کو دوست رکھتا ہے اور وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں۔

اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی محبت کو شرطِ ایمان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَكُونَ اللَّهُ  
وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا۔  
تم سے کوئی ایمان والا نہیں ہوگا جب تک اللہ  
اور اس کے رسولؐ کو سب چیزوں سے عزیز اور  
پیارا نہ جانے۔

ایک اور حدیث میں اسی طرح فرماتے ہیں:-

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ  
إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَذَلِكَ مِنَ النَّاسِ  
أَجْمَعِينَ۔ (متفق علیہ)  
تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہوگا جب تک  
وہ مجھ کو اپنے والد، بیٹے اور تمام لوگوں سے  
پیارا اور عزیز نہ بنالے۔

اور خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:-

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ  
إِخْوَانُكُمْ وَأَدْوَابُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ  
وَأَمْوَالٌ مُّكْتَرَفَةٌ هَٰؤُلَاءِ وَجِبَادٌ  
مُّتَحَسِنُونَ كَسَادَ هَٰؤُلَاءِ فَسِيكُنْ تُرِضُونَهَا  
أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَ  
جِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ  
يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ۔

(۱۰/التوبة: ۲۴)

آپؐ فرمائیے اگر میں تمہارے باپ اور تمہارے  
بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں  
اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں  
اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کے  
مندے کا۔ اور وہ مکانات جن کو تم پسند  
کرتے ہو۔ زیادہ پیارے تمہیں اللہ تعالیٰ  
سے اور اس کے رسولؐ سے اور اس کی  
راہ میں جہاد کرنے سے۔ تو انتظار کرو یہاں  
تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم۔

رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء اور صحابہ کرام اور اولیاء عظام اور علماء کی  
محبت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں داخل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت رسولؐ خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم کی اتباع اور محبت پر منحصر ہے۔ اور رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا مدار  
صحابہ کرام اور دیگر اولیاء و علماء کی محبت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-



قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي  
يُحِبُّكُمْ اللَّهُ (۳/۱۳) (آل عمران : ۳۱)

آپ فرمائیے اگر تم محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری  
پیروی کرو۔ محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ  
يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ۔

اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعائیں یوں ملتجی ہوا کرتے تھے :-  
اے اللہ تو مجھے اپنی محبت دے اور اُس  
شخص کی محبت دے جس کی محبت تیرے  
نزدیک مجھے نفع دے۔

اللَّهُمَّ ارْقِ اسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ  
يُحِبُّكَ وَالْعَمَلُ الَّذِي يُبَلِّغُنِي إِلَى  
حُبِّكَ۔ اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ  
إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَاهْلِي وَمِنْ الْمَاءِ  
الْبَارِدِ۔

ایک روایت میں ترمذی اور مستدرک حاکم میں اس طرح آیا ہے :-  
یا اللہ میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا  
ہوں اور اس کی محبت کا جو تجھ کو دوست  
رکھتا ہے۔ اور ایسے عمل کا جو مجھ کو تیری  
محبت تک پہنچا دے۔ یا اللہ تو اپنی محبت  
کو میرے واسطے زیادہ عزیز و پیارا بنا دے میری  
جان، میرے اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے

ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت  
کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا تو نے اُس کے واسطے کیا سامان کیا ہے؟ اُس نے عرض کی کہ  
میں نے بہت روزے اور بہت نمازیں تو نہیں کیں۔ مگر مجھ کو اللہ اور اُس کے رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا :-

أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ۔ یعنی تو اُس کے ساتھ ہے جس کو تو دوست رکھتا ہے۔  
بہر سببی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز جن کو محبت الہی غالب  
ہوگی اُن کو انبیاء کے نام سے پکاریں گے۔ مثلاً ارشاد ہو گا کہ اے اُمّتِ موسیٰ، اے اُمّتِ  
عیسیٰ، اے اُمّتِ محمدیؐ، مگر اولیاء اللہ کو بوں ارشاد ہو گا۔ اے اولیاء اللہ خدائے پاک

کی طرف چلو اور اُس وقت اُن کے دل مارے خوشی کے پھٹنے کے قریب ہوں گے جس وقت اللہ کریم کو دیکھیں گے تو اپنی جان کو قربان کریں گے۔ اور پھر اُن کو یوں ارشاد ہوگا کہ بلا حساب جنت میں جاؤ۔ اور پھر ارشاد ہوگا کہ اب تم راضی ہو۔ پھر وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم کو کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں۔ اُس وقت انبیاء اور اولیاء اور شہداء کے سوا اور لوگوں کی یہ حالت ہوگی کہ ہر ایک پسینے میں غرق ہوگا اور شرمندہ۔ پھر اُن کو یوں ارشاد ہوگا کہ اب جاؤ۔ اُن لوگوں میں سے جنہوں نے تم سے محبت کی ہو یا خدمت کی ہو یا احسان کیا ہو، یا جس کو تمہارا جی چاہے جنت میں اپنے ساتھ لے جاؤ۔ پھر اولیاء ایسا ہی کریں گے۔ بے شک یہ محبت بہت عمدہ ہے مگر اہل بصیرت کے نزدیک۔ اگر غور کیا جائے تو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی محبوب نہیں اور کوئی مستحق محبت ہے۔ اگر اس میں غور کیا جائے تو محبت کے چار سبب ہیں۔ اور انہی چار اسباب کی محبت جب دل پر غالب آجاتی ہے تو انسان خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اور چیزوں سے تو محبت کرے اور خدا کے ساتھ نہ کرے۔ بے شک یہ اس کی جہالت ہے۔

**سبب اول** پر غور کرو کہ انسان سب چیزوں سے بڑھ کر اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے۔ اور اس کا دوام و کمال و بقا چاہتا ہے۔ اور ہلاک و نقصان سے بغض رکھتا ہے۔ یہ باتیں ہر ایک زندہ چیز کی سرشت میں موجود ہیں۔ تو یہ بات بھی مقتضی محبت الہی کی ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ تم کو کس نے پیدا کیا۔ اور تمہاری حیات و ممات کس کے قبضہ میں ہے۔ اور تم کو مال، اولاد، اسباب کس نے دیا ہے۔ اگر وہ تمہارا مال یا تمہیں ہلاک کرے تو کون بچا سکتا ہے۔ اور تمہارا وجود کس کے ساتھ قائم ہے۔ اگر تم چشم بصیرت سے دیکھو تو نہ تم کسی چیز کے مالک ہو نہ اپنی جان کے۔ بلکہ تمہاری جان کا قائم ہونا اس قیوم اور زندہ کے ساتھ ہے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنے نفس سے محبت کرو اور اس پاک ذات کے ساتھ نہ کرو۔ اگر ایسا نہ کیا تو تم بے شک جاہل ہو۔ اس لئے کہ محبت ثمرہ معرفت ہے۔ اگر

معرفت نہ ہوگی تو محبت بھی نہ ہوگی۔ اگر معرفت ضعیف ہے تو محبت بھی ضعیف ہوگی۔ اس لئے حضرت حسنؑ فرماتے ہیں۔ جو شخص اپنے رب کو پہچانے گا تو وہ اس سے محبت کرے گا۔ اور دنیا کو پہچانے گا تو اس میں زہد کرے گا۔ الغرض اگر انسان کو اپنے نفس سے محبت رکھنی ضروری ہے تو اس ذاتِ پاک سے بھی ضرور محبت ہونی چاہیے جس کے باعث اس کے نفس کو قیام ہے۔ پھر اصل اور صفات اور ظاہر و باطن اور جواہر و اعراض کا دوام اس ذاتِ پاک سے ہے۔ اگر انسان غور سے دیکھے گا تو بے شک اس ذات سے محبت کرے گا۔ بجز اس شخص کے جو ہمد تن شہوات میں غرق ہو کر اپنے مالک سے غافل ہے۔

سبب دوم یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کے بعد اس شخص سے محبت کرتا ہے جو اُس کے ساتھ مال سے سلوک کرے اور ہر ایک طرح سے اس کی امداد کرے۔ اور بدوں کی بدی کرنے اور دشمنوں کے ضرر سے اس کو بچائے۔ اور جتنی غرضیں ہیں خواہ اس کے نفس کے ساتھ ہوں یا اولاد یا اقارب کے ساتھ، ان سب میں حصول کا ذریعہ ہو تو بے شک ایسا شخص محبوب ہوگا۔ تو یہ بات بھی یہی چاہتی ہے کہ سوائے اللہ کے اور کسی سے محبت نہ کی جائے۔ اس واسطے کہ اگر انسان اپنے خدا کو پہچانے گا تو جتنی ظاہری و باطنی نعمتیں ہیں سب اس سے جانے گا اور یہ انسان کے احاطہ سے باہر ہے کہ اس کی ہر ایک نعمت کو جانے اور ہر ایک کا شکر ادا کرے۔ جیسے کہ وہ خود ہی ارشاد فرماتا ہے :-

وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۚ أَلَمْ تَكُنْ لِلَّهِ نَكِيرًا ۚ أَلَمْ تَكُنْ لِلَّهِ شَاكِرًا ۚ

(النحل: ۱۸)

معلوم ہوا کہ احسان آدمی کی طرف سے مجاز می ہے احسانِ حقیقی اُس ذاتِ پاک ہی کی طرف سے ہے۔ فرض کرو کہ ایک بادشاہ نے تم کو تمام خزانے دے دیئے ہیں۔ اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جس طرح چاہو ان کو خرچ کرو۔ پھر شاید تمہارے دل میں یہ خیال ہو کہ احسان بادشاہ کی طرف سے ہوا ہے ہرگز نہیں۔ اس میں کئی باتیں ہیں۔ اول اس بادشاہ کا موجود



ہونا، پھر مال کا ہونا، پھر مال پر قادر ہونا، پھر مال دینے کا ارادہ اُس کے دل میں خاص تمہارے لئے پیدا ہونا۔ اب میں کہتا ہوں کہ اُس شخص کو کس نے پیدا کیا، اور کس نے مال دیا، اور اس کی قدرت اور ارادہ کو کس نے پیدا کیا، اور اس کی محبت تمہاری طرف کس نے پھیری اور اس کے دل میں کس نے ڈالا کہ وہ تمہارے ساتھ سلوک کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں اُس ذات پاک کی طرف سے ہیں۔ اگر وہ ذات پاک ان باتوں کو پیدا نہ کرتا تو وہ شخص تم کو ایک کوڑی نہ دیتا۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے یہ تمام لوازم پیدا کئے تو وہ بے چارہ تمہارے حوالے کرنے میں مجبور ہے۔ اگر ایسے شخص کی محبت ہو تو اُس کو مجازاً کہیں گے۔ پس عارف کو چاہیے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی سے محبت نہ کرے۔

سبب سوم انسان کا زینت میں محبت کرنا ہے۔ یہ بات بھی تین امور کی طرف راجع ہے۔ جیسا کہ عالم باعمل خوش خلق مکیا تے زمانہ ہو تو ضرور انسان اُس سے محبت کرتا ہے۔ گو اس کا احسان اس پر ہونا نہ ہو۔ دوسرا غنی ہو یا بادشاہ ملک وسیع رکھتا ہو۔ اور بہادری میں مکیا ہو تو بھی انسان اُس سے خواہ مخواہ محبت کرے گا۔ جیسا کہ اگلے زمانہ کے بہادروں، بادشاہوں کے قصے سننے ہی دل میں جوش آجاتا ہے حالانکہ ان کو دیکھا ہی نہیں۔ تیسرا وہ شخص کہ اپنی ذات میں تشکیل اور حسین ہو تو اکثر ایسے شخص کے ساتھ بھی محبت ہو جاتی ہے تو یہ امر بھی یہی چاہتا ہے کہ سوائے اُس ذات پاک کے کسی سے محبت نہ کی جائے۔ اس واسطے کہ اسی نے اس کو پیدا کیا۔ پھر اعضاء کامل بنائے۔ ہاتھ، پاؤں، آنکھیں وغیرہ پر ظاہری زینت جیسے کہ ابرو کا کمان کی شکل ہونا اور لب مُرخ اور آنکھوں کا بادامی شکل ہونا کہ اس سے صرف زینت ہی مقصود ہے۔ اور ضروری نعمتیں جیسے کھانا، پینا، گوشت، میوے اور درختوں کی سبزی اور کلیوں پھولوں کی رنگت اور میووں کی لذتیں وغیرہ وغیرہ ظاہری زینت ہے۔ تینوں قسم کی نعمتیں ہر ایک انسان و حیوان کے لئے موجود ہیں۔ بلکہ تمام چیزیں جو فرش سے عرش تک پائی جاتی ہیں سب اُسی خالق کی طرف سے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ محسن فی الحقیقت وہی

ذات ہے۔ اگر کوئی اور ہے تو اُس کی قدرت سے ہے۔ تو اس سبب کی رُو سے بھی غیر کے ساتھ محبت کرنا جہالت ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ سب معلومات میں بزرگ تر خدا تعالیٰ ہے۔ اور سب علموں میں عمدہ تر علم معرفت ہے۔ ان سب علموں کو اکٹھا کرو۔ گو اولین یا آخرین ہوں تو اس ذات پاک کی نسبت کچھ بھی نہیں۔ اس کا علم تو تمام اشیاء پر محیط ہے۔ جیسے کہ وہ فرماتا ہے :-

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالٍ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝ (۱۱/ یونس: ۶۱)

اور نہیں چھپا ہوتا آپ کے رب سے ذرہ برابر بھی۔ زمین میں اور نہ آسمان میں اُو نہیں کوئی چھوٹی چیز اس ذرہ سے اور نہ بڑی۔ مگر وہ روشن کتاب میں ہے۔

اگر تمام اہل زمین اور اہل آسمان مل کر دریافت کرنے لگیں کہ مثلاً پتھر یا چوٹی کے پیدا کرنے میں کیا حکمت رکھی ہے تو ہرگز واقف نہ ہوں گے۔ مگر جس قدر اللہ تعالیٰ نے اُن کو جتلا دیا۔ اور تمام مخلوقات کے بارے میں یوں ارشاد ہے :-

وَمَا أَوْتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ (۱۵/ بنی اسرائیل: ۸۵)

اور نہیں دیا گیا ہے تمہیں علم مگر مقصور اس

اس واسطے کہ تمام خلقت کی معلومات محدود ہیں۔ اُس کی قدرت کو دیکھو تو لا انتہا ہے۔ علم کو دیکھو تو تمام اشیاء پر محیط ہے۔ یہ نظیر بھی اس بات کی متقاضی ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اور محبوب نہ ہونا چاہیے۔ جو شخص قوت میں سب سے زیادہ ہو اور بادشاہ مشرق و مغرب کا ہو۔ اور خوش خلق اور نفس کے مکروں سے پاک ہو اور بہمہ اوصاف موصوف ہو تو ایسے شخص کو انتہا درجہ کی یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ چند آدمیوں پر بعض امور میں قادر ہو اکر تا ہے بغیر اس کے کہ وہ اپنی جان پر قادر ہو۔ نہ تو وہ موت کا مالک ہوتا ہے نہ حیات کا، نہ اپنے ضرر نہ فائدہ کا۔ بلکہ اپنی آنکھ کو اندھا ہونے اور کان کو بہرہ ہونے اور زبان کو گنگ

ہونے سے بچا نہیں سکتا اور نہ اپنے بدن کی بیماریوں سے حفاظت کر سکتا ہے۔ اور سوا اس کے کہ جو چیزیں اس کے اختیار میں نہیں جیسا کہ آسمانوں کے ملکوت، ستارے، پہاڑ، سمندر اور ہوائیں، بجلیاں، حیوانات وغیرہ وغیرہ، ان پر تو ذرہ بھر بھی قادر نہیں۔ اگر وہ ذات پاک ایک مجتھر کو کسی بڑے زبردست بادشاہ پر مسلط کر دے تو وہ مجتھر ہی اس بادشاہ کو ہلاک کر ڈالتا ہے اللہ جل شانہ ذوالقرنین کے حق میں فرماتے ہیں :-

إِنَّا مَكْنُكُنَا لَكَ فِي الْأَدْنَى (۱۶/الکہف: ۸۴) ہم نے اقتدار بختا تھا اسے زمین میں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس مالک نے ذوالقرنین کو ایک جزیرہ زمین کا مالک بنا دیا تھا تمام اجسام کی نسبت زمین مثل ایک ڈھیلے کے ہے۔ اور وہ ولایتیں جن سے آدمی بہرہ مند ہوتے ہیں تمام زمین کی نسبت کچھ بھی نہیں ہیں۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل و قدرت سے تصرف انسانی میں آتی ہیں پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اُن کو محبوب جانے اور خدا تعالیٰ سے محبت نہ ہو۔ حالانکہ یہ سب چیزیں اور تمام مخلوقات اس کے قبضہ میں ہے۔ اگر سب کو ہلاک کر دے تو اُس کی بادشاہی سے ذرہ کم نہیں ہوتا۔ اگر اس جیسے لاکھوں پیدا کر دے تو عاجز نہیں ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی دم نہیں مار سکتا۔ اگر کسی شخص کو مینطور ہو کہ پاک اور منزہ شخص سے محبت کروں تو سوائے اس ذات پاک کے اور کوئی نہیں۔ اگرچہ انبیاء اور اولیاء عیوب و نقصان سے مبرا ہیں۔ مگر کمال تنزیہ بجز واحد قدوس کے اور کسی میں نہیں پایا جاتا مخلوق ایسی کوئی نہیں جس میں کوئی نقصان نہ ہو۔ بلکہ مخلوق اور مجبور ہونا عین نقصان ہے معلوم ہوا کہ کمال خدا ہی کے لئے ہے۔ الغرض جمیل محبوب ہوتا ہے۔ اور جمیل مطلق وہ واحد ہے۔ جس کا کوئی مثل اور شریک نہیں۔ وہ فرد ہے۔ ایسا پاک ہے کہ کوئی مزاحم نہیں۔ اور غنی ایسا ہے کہ اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ اور قادر ایسا ہے کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے عالم ایسا ہے کہ ذرہ بھر چیز آسمان اور زمین میں اُس کے علم سے باہر نہیں۔ قابہر ایسا ہے کہ اُس کے قبضہ قدرت سے سلاطین وغیرہ جابروں کی گردنیں نہیں نکل سکتیں۔ ازل ایسا ہے کہ اس کے



ذات ہے۔ اگر کوئی اور ہے تو اُس کی قدرت سے ہے۔ تو اس سبب کی رُو سے بھی غیر کے ساتھ محبت کرنا جہالت ہے۔ اُور یہ بات ظاہر ہے کہ سب معلومات میں بزرگ تر خدا تعالیٰ ہے۔ اور سب علموں میں عُمده تر علم معرفت ہے۔ ان سب علموں کو اکٹھا کرو۔ گو اولین یا آخرین ہوں تو اس ذات پاک کی نسبت کچھ بھی نہیں۔ اس کا علم تو تمام اشیاء پر محیط ہے۔ جیسے کہ وہ فرماتا ہے :-

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِّثْقَالٍ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝ (۱۱/ یونس: ۶۱)

اور نہیں چھپا ہوتا آپ کے رب سے ذرہ برابر بھی۔ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہیں کوئی چھوٹی چیز اس ذرہ سے اور نہ بڑی مگر وہ روشن کتاب میں ہے۔

اگر تمام اہل زمین اور اہل آسمان مل کر دریافت کرنے لگیں کہ مثلاً مچھر یا چوہہ کی پیدا کرنے میں کیا حکمت رکھی ہے تو ہرگز واقف نہ ہوں گے مگر جس قدر اللہ تعالیٰ نے اُن کو جتلا دیا۔ اور تمام مخلوقات کے بارے میں یوں ارشاد ہے :-

وَمَا أَوْتَيْنَاهُم مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ (۱۵/ بنی اسرائیل: ۸۵)

اس واسطے کہ تمام خلقت کی معلومات محدود ہیں۔ اُس کی قدرت کو دیکھو تو لا انتہا ہے۔ علم کو دیکھو تو تمام اشیاء پر محیط ہے۔ یہ نظیر بھی اس بات کی متعقبی ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اور محبوب نہ ہونا چاہیے۔ جو شخص قوت میں سب سے زیادہ ہو اور بادشاہ مشرق و مغرب کا ہو۔ اور خوش خلق اور نفس کے مکروں سے پاک ہو اور بہمہ اوصاف موصوف ہو تو ایسے شخص کو انتہا درجہ کی یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ چند آدمیوں پر بعض امور میں قادر ہوا کرتا ہے بغیر اس کے کہ وہ اپنی جان پر قادر ہو۔ نہ تو وہ موت کا مالک ہوتا ہے نہ حیات کا، نہ اپنے ضرر نہ فائدہ کا۔ بلکہ اپنی آنکھ کو اندھا ہونے اور کان کو بہرہ ہونے اور زبان کو گنگ

## فصل ۳

## ذکر کی کیفیت اور اُس کے معنی

ذکر کے معنی یاد کرنا۔ اور یاد دل سے بھی ہوتی ہے اور زبان سے بھی مگر افضل ذکر وہ ہے جو دل اور زبان دونوں سے ہو۔ ورنہ اگر صرف دل سے ہو تو زبانی ذکر سے افضل ہے چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں ایسا ہی کہا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ ذکر خدا دو طرح کا ہے۔ ایک ذکر قلب، دوسرا ذکر لسان۔ پھر ذکر قلبی دو طرح کا ہے۔ کہ ایک ذکر دوسرے ذکر سے زیادہ افضل اور بزرگی والا ہے۔ اس کو تفکر اور ذکر خفی کہتے ہیں۔ اور جو ذکر بذریعہ تفکر ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ عظمت اور جلال اور بزرگی اور زمین و آسمان میں اُس کی قدرت کے آثار اور نشانات اور تمام اشیاء کو جو زمین و آسمان میں موجود ہیں نظر بصیرت ملاحظہ کرے تاکہ توحید الہی پتھر کی لکیر کی طرح اُس کے دل میں جم جائے اسی ذکر کی فضیلت میں حدیث میں وارد ہے کہ :-

خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ۔ اچھا ذکر خفی ہے۔

دوسری قسم ذکر قلبی کی یہ ہے کہ افعال اور ارادوں اور خواہشوں یا خدا تعالیٰ کی حمد و اور امر و نہی کے وقت انسان کے دل میں خدا کی یاد آجائے۔ اور غلبہ شوق اور خوف الہی دل پر غالب آکر ان افعال نفسانی سے باز آجائے۔ اور دل خدا کی یاد کے لئے خالی ہو جائے اور بعض فقہار کہتے ہیں کہ ذکر صرف زبان ہی سے ہوتا ہے۔ اور اس کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ آپ سُنئے۔ اور یہی قول مختار ہے یعنی ذکر زبان سے ایسا کرے کہ اوّل تو دوسرے کو سُنائی دے۔ اگر ایسا نہ کرے تو اتنا ہو کہ آپ اپنے ذکر کو سُنئے۔ اس کے سوا فقہار کے نزدیک اور ذکر معتبر نہیں اور نہ ہی اس کی کچھ حقیقت ہے جس طرح کہ قرأت اور طلاق

یا عتاق میں جب تک زبانی فعل کا تکرار نہ ہو اُس پر حکم نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی وہ ذکر بھی جو فعل زبان سے نہ ہو ذکر میں محسوب نہیں ہو سکتا۔ اور جو ذکر دل سے ہو وہ ان کے نزدیک قلب کا ایک فعل ہے جیسے علم اور تصور یا ادراک وغیرہ۔ اور فعل قلب کا نام ذکر نہیں ہے ذکر اسی کا نام ہے جو زبان کا فعل ہے یا جو زبان سے کیا جائے نہیں معلوم کہ فقہاء کا اس سے کیا مقصود ہے۔ اگر ان کی مراد لفظی معنوں سے ہے یعنی اگر یہ کہیں کہ لغت کی کتابوں میں فعل قلبی کو ذکر نہیں کہتے تو ان کا یہ کہنا بھی کتب لغت کے خلاف ہے۔ چنانچہ صحاح اور قاموس میں لکھا ہے کہ ذکر زبان کی ضد ہے۔ اور نسیان بھی قلب کا فعل ہے۔ ہاں جو فعل لسان سے اُس کو بھی ذکر کہتے ہیں۔ پس ذکر کا لفظ فعل قلب اور فعل زبان دونوں کو مشترک ہے۔ پھر اگر فعل زبان کو ذکر کہیں تو کیا وجہ ہے کہ جو فعل قلب ہو اُس کو ذکر نہ کہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَإِذْ كُنَّا نَبِّئُكَ إِذْ أَنْسَيْتَ (۱۵/ الکہف: ۳۳) اور یاد کر اپنے رب کو جب تُو بھول جاتے۔

یہاں ذکر سے مراد قول اور کلام نہیں ہے جسے فعل زبان پر اطلاق کیا جاتے۔ کیوں کہ کلام بھی دو طرح کی ہوتی ہے نفسی اور لفظی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ذکر بھی لسانی اور قلبی نہ ہو۔ اگر یہ مراد ہے کہ وہ فضیلتیں اور خصوصیتیں جو ذکر کی شان میں وارد ہیں اور فعل زبان پر مترتب ہیں اس چیز کو ثابت نہیں کرتیں جس کو فعل قلب کہتے ہیں۔ اور نہ ہی وہ فضائل اور خواہش فعل قلب پر مترتب ہیں۔ تو یہ قول بھی بے دلیل ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب کہ فعل قلب کا نام ہی ذکر رکھا جائے۔ اور اگر مراد یہ ہے کہ افضل ذکر وہی ہے جو زبان سے ہو۔ اور دل کا بھی اس میں تعلق اور موافقت ہو تو یہ بات الگ ہے۔ اس میں تو کوئی کلام نہیں۔ اور نہ ہی اس میں کوئی نزاع اور خلاف ہے۔ مشائخ طریقت صوفیائے کرام قدس اللہ اسرارہم کے نزدیک ذکر دو قسم پر ہے قلبی اور لسانی۔ ذکر قلبی کا اثر بہت قوی اور زیادہ ہے اور ذکر زبانی سے نہایت ہی افضل ہے۔ بلکہ حقیقت میں ہے ہی ذکر قلبی۔ اور ان کے نزدیک



ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا سب کی نفی ہو جائے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی محبت اور توحید کے سوا باقی سب اشیاء کی محبت دل سے دور ہو جائے۔ اور یہی ذکر کا مقصود ہے۔ اور قرأت اور طلاق اور عتاق پر ذکر کا اطلاق کرنا جیسے کہ فقہاء کہتے ہیں۔ قیاس باطل اور فاسد ہے۔ کیونکہ شرع میں صریحاً وارد اور ثابت ہے کہ یہ سب امور زبان کے فعل ہیں اور فعل زبان کے سوا ان پر احکام نافذ نہیں ہو سکتے۔ مگر ذکر ایسا نہیں ہے۔ شاید فقہاء کا مقصود یہ ہے کہ ذکر سے مراد وہ اذکار و اوراد ہیں جو نماز کے درمیان یا نماز کے بعد زبان سے ادا ہوتے ہیں مثلاً تسبیح اور تحمید اور تکبیر وغیرہ کے بارہ میں ثابت ہے کہ جب تک ان کو زبانی فعل یا تکرار سے ادا نہ کیا جائے ان پر ثواب یا جزا کے احکام صادر نہیں ہو سکتے۔ جیسے کہ نماز میں قرأت زبان سے ادا نہ ہو تو نماز معتبر نہیں ہے۔ چنانچہ امام جزری کی کلام جو اس نے حصن حصین کے اول میں بیان کی ہے اسی امر پر دلالت کرتی ہے۔ مگر یہ امر کہ دل سے یاد کرنے کو بالکل ذکر اور یاد نہ سمجھیں اور یہ جانے کہ کوئی ثواب یا نتیجہ اس پر مترتب نہیں ہے۔ مقام نظر ہے۔

فائدہ۔ ذکر چار طرح ہے :-

اول یہ کہ صرف زبان سے ہو اور دل غافل ہو۔ اور یہ ضعیف ہے۔ لیکن اثر سے خالی نہیں۔ کیونکہ زبان غافل سے یہ زبان فضیلت رکھتی ہے۔  
دوم یہ کہ زبان سے بھی ہو اور دل سے بھی، لیکن دل میں ممکن اور برقرار نہ ہو۔ تکلیف کے ساتھ دل کو اس کی طرف لگایا جائے۔

سوم یہ کہ دل میں ذکر اس طرح جما ہوا ہو کہ اگر کسی اور کام میں بھی مشغول ہو تو دل دور نہ ہو سکے یہ درجہ عظیم ہے۔

چہارم یہ کہ حق تعالیٰ اس کے دل پر غالب ہو۔ چنانچہ ذکر اور مذکور میں فرق نہ کر سکے۔ اور اس کے دل میں سوائے محبت الہی کے کچھ نہ سما سکے اور یہاں تک متفرق

ہو جائے کہ ذکر بھی فراموش ہو جائے اور مذکور باقی رہے اور اس درجہ تک پہنچ جائے کہ تمام دنیا اس کو نہر قاتل ہو جائے اور اپنا وجود بھی اس کو اچھا نہ لگے صوفیائے کرام اس حالت کو فنا کہتے ہیں اور یہی ذکر حقیقی ہے۔

---

## فصل ۴

## ذکر اور اہل ذکر کی فضیلت میں

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي مَحَبِّ كِتَابِهِ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ يَعْنِي حَقِّ سُبْحَانِهِ وَجَلَّ قَدْرُهُ  
 اپنی محکم کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یاد کرو مجھ کو میں تم کو یاد کروں گا۔ اس آیت میں  
 پروردگار عز و جل نے ذکر کی فضیلت کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت  
 ہوگی کہ وہ مالکِ دو جہان خالقِ انس و جان اس ضعیف البنیان انسان کو یاد کرے پس افسوس  
 ہماری حالت پر کہ ہم اپنے آقائے نامدار کی یاد سے غافل اور لہو و لعب میں مشاغل ہیں حضرت  
 ثابت بن ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں جانتا ہوں جس وقت مجھے میرا رب یاد کرتا ہے  
 یاروں نے گھبرا کر عرض کی کہ آپ کس طرح معلوم کر لیتے ہیں۔ فرمایا جس وقت میں اس کا ذکر  
 کرتا ہوں اُس وقت وہ میرا ذکر کرتا ہے مفسرین علیہم الرحمۃ نے اس آیت کے کئی طور پر معنی  
 کہتے ہیں۔ یہ کہ یاد کرو مجھ کو میری طاعت کے ساتھ۔ میں تم کو مغفرت اور ثواب کے ساتھ یاد  
 کروں گا۔ یا تم مجھے توبہ کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں قبولیت کے ساتھ یاد کروں گا۔ یا تم مجھے دُعا  
 کے ساتھ یاد کرو میں اجابت کے ساتھ تم کو یاد کروں گا۔ یا تم مجھے اپنے گواروں میں یاد کرو میں  
 تم کو تمہاری لحد میں یاد کروں گا یعنی قول ثابت پر رکھوں گا۔ یا مجھے توکل کے ساتھ یاد کرو میں  
 کفایت کے ساتھ تم کو یاد کروں گا۔ یا مجھے احسان کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں رحمت کے ساتھ  
 یاد کروں گا۔ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى :-

اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا

یاد کرو اللہ کو بہت یاد کرنا۔

(۲۲/احزاب: ۴۱)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى :-



وَلَا يَكُفِّرُ اللَّهُ الْكِبْرُ (۲۱/العنکبوت: ۲۵) اللہ کا ذکر ہر عبادت سے بڑا ہے۔

یابہ مراد ہے کہ تمہارے یاد کرنے سے اللہ کا تم کو یاد کرنا بہت بڑا ہے خیال کرو جب حق سبحانہ نے اپنے ذکر کو اکبر فرمایا تو پھر بھی اس کی فضیلت میں کچھ شک ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ وہ نعمت ہے کہ اس سے جس کو کچھ بھی حصہ مل گیا۔ اس کے دو جہان تر گئے۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ اللہ کے ذکر میں پانچ اچھی خصلتیں ہیں۔ اول یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔ دوسرے یہ کہ طاعت اور عبادت کی حرص زیادہ ہوتی ہے۔ تیسرے یہ کہ جب تک ذکر میں مشغول رہے گا شیطان سے محفوظ رہے گا۔ چوتھے یہ کہ ذکر سے قلب رقیق اور نرم ہوتا ہے۔ پانچویں یہ کہ گناہوں سے پاک جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا عِنْدَ كُلِّ عَبْدٍ بِيٍّ وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأَةٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأَةٍ خَيْرٌ مِنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَىَّ شَيْئًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذَرَأًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَىَّ ذَرَأًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَسْتَشِينِي أَتَيْتُهُ هَرَوَلَةً۔

رواہ البخاری والمسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں۔ اور میں اس کے ہمراہ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اگر وہ ذکر جی میں کرتا ہے تو میں بھی اُس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ لوگوں میں بیٹھ کر ذکر کرتا ہے تو میں اُس کا ذکر ایسے گروہ میں کرتا ہوں جو اس کے گروہ سے بہتر ہے۔ اگر وہ میری طرف ایک ٹالشت نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف آتا ہے تو میں ایک باع اُس کی طرف جاتا ہوں۔ اگر وہ چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر جاتا ہوں۔

اس حدیث سے علاوہ ذکر کی فضیلت کے کئی ایک فائدے حاصل ہوتے۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ ذکر کے ہمراہ رہتا ہے۔ اور یہ مضمون ایک دوسری حدیث میں بھی آیا ہے۔  
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفْتَاكَ۔  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ہمراہ ہوں جب تک وہ میری یاد کرتا ہے اور اس کے دونوں ہونٹ میرے ذکر میں ہلتے ہیں۔

پس جب اللہ تعالیٰ ساتھ ہوا تو اور کیا چاہیے۔ سارے کام دین و دنیا کے بن گئے۔ اور جو شخص خدا کو یاد نہیں کرتا۔ خدا اُس سے دُور رہتا ہے۔ پھر کون اُس کا مددگار بن سکتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس حدیث کے مضمون سے معلوم ہوا کہ ذکر دو طرح پر ہے۔ ذکر قلبی اور ذکر لسانی۔ ذکر قلبی کا اثر قوی اور بزرگ تر ہے۔ اور اس کو خفی بھی کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ذکر خفی ذکر لسانی سے ستر درجہ افضل ہے۔ یہ وہ ذکر ہے جو فرشتے اعمال لکھنے والے بھی نہیں سُننے۔ چنانچہ اسی ذکر کی فضیلت اور اسی مضمون کی شان میں ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ۔  
 حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر وقت کیا کرتے تھے۔

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں :-

لَا يَتَصَوَّرُ هَذَا الذِّكْرُ إِلَّا بِالْقَلْبِ فَإِنَّ الذِّكْرَ اللَّسَانِي لَا يَتَصَوَّرُ فِي كُلِّ أَحْيَانٍ لِأَنَّ الْإِنْسَانَ لَا يَخْلُقُ إِلَّا مَا  
 یہ ذکر متصور نہیں ہو سکتا مگر دل کے ساتھ کیونکہ ذکر لسانی ہر وقت ممکن نہیں۔ کیوں کہ انسان دو حال سے خالی نہیں یا سوتا ہوگا

أَنْ يَكُونَ نَاسِئًا أَوْ يَقْظَانَ فَالْتَّائِبُ  
يَكُونُ غَافِلًا عَنِ ذِكْرِ اللِّسَانِ وَكَذَلِكَ  
الْيَقْظَانُ إِذَا كَانَ فِي الْقَافِزَاتِ  
فَذَكَرَ اللِّسَانُ لَهُمْ مَكْرُودًا يَخْلُفُ  
الذِّكْرَ الْقَلْبِي فَإِنْ تَعَلَّقَ الْقَلْبُ  
بِجَنَابِ الْبَارِئِ فِي النَّوْمِ وَالْيَقْظَةِ  
سَوَاءٌ وَلِذَا قَالَ شَيْخُنَا الْمُجَدِّدُ  
الْحَالَةُ النَّامِيَّةُ فَوْقَ حَالَةِ الْيَقْظَةِ  
لِعَدَمِ تَعَلُّقِ الْبَاطِنِ إِلَى الظَّاهِرِ  
وَحَالَةُ السَّكَرَاتِ فَوْقَ حَالَةِ الْمَنَامِ  
وَحَالَةُ الْبُرْخِ فَوْقَ حَالَةِ السَّكَرَاتِ  
وَحَالَةُ الْعَرَصَاتِ فَوْقَ حَالَةِ الْبُرْخِ  
وَحَالَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَوْقَ حَالَةِ  
الْعَرَصَاتِ لِأَنَّهُمْ يَرَوْنَ اللَّهَ عَيَانًا  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى  
وَزِيَادَةٌ وَفَسِّرَتِ الزِّيَادَةُ  
فِي الْحَدِيثِ بِرُؤْيَا اللَّهِ عَزَّ  
جَلَّ وَهَذَا أَكْمَلُهُ لِمَنْ لَهُ ذَوْقٌ فِي  
الْقَلْبِ كَالَّذِي هُوَ إِلَى الظَّاهِرِ  
الْمُخَصَّصُ مُسْتَقِيمٌ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا  
مَنْ آتَى اللَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ وَفِي الْحَدِيثِ

یا جاگتا۔ سونے کی حالت میں ذکرِ لسانی سے  
غافل رہتا ہے۔ اور ایسے ہی جاگنے کی  
حالت میں جب انسان گندگی اور ناپاک  
جگہ میں ہو تو وہاں بھی ذکرِ لسانی مکروہ ہے  
برخلاف ذکرِ قلبی کے۔ کیونکہ دل کا تعلق جناب  
باری تعالیٰ کے ساتھ سونے اور جاگنے کی حالت  
میں برابر ہے۔ اس واسطے ہمارے شیخ مجدد  
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حالتِ نامیہ باطن  
کے ظاہر کے ساتھ تعلق نہ ہونے کی وجہ سے  
حالتِ بیداری پر فوقیت رکھتی ہے اور حالتِ  
سکرات حالتِ منام پر اور حالتِ برزخ حالتِ  
سکرات پر اور حالتِ عرصات حالتِ برزخ  
پر اور اہلِ جنت کی حالتِ اہلِ عرصات کی  
حالت پر فوقیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اہلِ جنت  
خدا تعالیٰ کو ظاہر اور بے پردہ دیکھیں گے۔  
جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لِلَّذِينَ  
أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ۔ اور زیادہ کی  
تفسیر حدیث شریف میں روایتِ خدا جلّ شانہ  
سے کی گئی ہے۔ یہ سب کچھ اُسی کے واسطے  
ہے جس کے دل میں ذوق ہے نہ اُس کے  
لئے جو محض ظاہر کی طرف مجھکا ہوا ہے جیسے کہ



خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ وَخَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِي  
وَجَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَيْضًا أَفْضَلُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ الَّذِي لَا  
يَسْمَعُ الْحَفَظَةُ سَبْعُونَ ضِعْفًا إِذَا  
كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ جَمَعَ اللَّهُ الْخَلَائِقَ  
لِحِسَابِهِمْ وَجَاءَتِ الْحَفَظَةُ مَا حَفِظُوا  
وَكَتَبُوا أَقَالَ لَهُمْ أَنْظُرُوا أَهْلَ بَقِيٍّ لَهُ مِنْ  
شَيْءٍ فَيَقُولُونَ مَا تَرَكْنَا مِنْ شَيْءٍ عَمَدًا  
عَلَمَانَا وَحَفِظْنَاهُ الْآوَدُ قَدْ أَحْصَيْنَاهُ وَ  
كُتِبَ لَهُ يَتَوَلَّى اللَّهُ إِنَّ لَكَ عِنْدِي  
حَسَنَةً لَا تَعْلَمُهَا وَأَنَا أَجْزَيْكَ بِهِ  
وَهُوَ ذِكْرُ الْخَفِيِّ - ذَكَرَهُ السَّيُوطِيُّ  
فِي بُدُورِ السَّافِرَةِ عَنْ أَبِي يَعْلَى  
الْمَوْصِلِيِّ عَنْ عَائِشَةَ كَمَا ذَكَرَهُ  
عَلِيُّ الْقَارِي وَقَالَ فِيهِ حُجَّةٌ لِسَادَاتِنَا  
النَّقِشْبَنْدِيَّةِ -

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَا مَن اَتَى اللّٰهَ يَهْلِبُ  
سَلِيلُهُ مگر وہ آدمی جس کو اللہ نے قلبِ سلیم  
دیا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ اچھا ذکر  
خفی ہے اور اچھا رزق وہ ہے جو کفایت کرے  
اور نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے  
کہ افضل ذکر خفی ہے ستر درجہ جو اعمال کھنے  
والے فرشتے نہیں سنتے جب قیامت کا دن ہوگا  
خدا تعالیٰ خلایق کو جمع کرے گا۔ اس وقت فرشتے  
اعمال کھنے والے اعمال نامہ لاویں گے جو کچھ  
وہ یاد رکھیں گے اور انہوں نے لکھا ہوا ہوگا  
پیش کریں گے۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو  
ان کے واسطے کچھ باقی رہا ہے (یعنی کوئی ایسا عمل  
تو نہیں رہ گیا جو لکھا نہیں گیا) وہ عرض کریں گے  
خدا یا جس چیز کو ہم نے جانا اور یاد کیا وہ تو ہم  
نے جمع کر دی۔ کوئی باقی نہیں چھوڑی۔ پھر  
اللہ تعالیٰ بندے کو مخاطب کر کے فرمائے گا

کہ تحقیق تیرے لئے میرے پاس ایک نیکی ہے جس کو تو نہیں جانتا اور میں تجھ کو اس کا بدلہ دوں گا۔  
وہ نیکی ذکر خفی ہے۔ ذکر کیا اس کو جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب بدور السافرہ میں بروایت ابی  
یعلیٰ موصلی عن عائشہ ایسا ہی ذکر کیا ملا علی قاری نے اور کہا اُس نے کہ یہی بڑی حجت ہے ہمارے  
سادات مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ اجمعین کے واسطے۔

اسی ذکر کی تعلیم کے واسطے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

وَ اذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ -

(۹/ الاعراف : ۲۰۵)

یاد کرو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کو اپنے جی میں۔

انشاء اللہ تعالیٰ اس آیت کا مفصل ذکر بیان مراقبہ میں لکھوں گا۔ تفسیر فائدہ یہ ہے کہ لوگوں میں بٹھ کر ذکر کرنا بھی موجب اجر عظیم ہے۔ ذکر لسانی کا یہ فائدہ ہے کہ جب کوئی گناہ سامنے آتا ہے تو بندہ خدا سے ڈر کر اس کو یاد کر کے اُس سے کنارہ کرتا ہے اور باز رہتا ہے ایسے ذاکر کے منہ سے کوئی بُری بات نہیں نکلتی۔ وہ جانتا ہے کہ جس منہ سے میں خدا کا نام لیتا ہوں اُسی منہ سے اور اُسی زبان سے فحش اور بے حیائی اور سخن نامہوار کیسے نکالوں۔ وہ اس بات سے شرم کرتا ہے کہ میں اب کس طرح غیبت کروں کس طرح جھوٹ بولوں سو یہ ذکر ہر حصیت ظاہر و باطن سے بچاتا ہے۔ اور آخرت کی نجات دلاتا ہے۔ وہ شخص بڑا بختاور ہے اور اُس کے بڑے ہی اچھے نصیب ہیں جس کو حق سبحانہ نے اپنے فکر و فکر کی توفیق عنایت فرمائی ہے۔ اور وہ بڑا ہی بد نصیب ہے جس کا سارا وقت دہیات باتوں اور نیکی کاموں میں گزر جاتا ہے۔ نہ کبھی ذکر کرتا ہے نہ فکر۔ اَعَاذَ اللہ۔ ایسے شخص کے خاتمے کا خدا ہی حافظ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ شَرَّ أَيْعِ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرْتُ عَلَى فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَلْصَبْتُ بِهِ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِمَّنْ ذَكَرَ اللَّهَ - رَدَاةُ التَّوَمَدِي وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ جَبَّانٍ وَالحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحُ الْأَسْنَادِ -

حضرت عبد اللہ بن بسر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تحقیق احکام اسلام کے (یعنی نوافل) بہت غلب ہوئے ہیں مجھ پر (یعنی وہ اتنے ہیں کہ ان کے کرنے سے عاجز ہوں) پس مجھے کوئی ایسی چیز عنایت فرمائیے جس کے ساتھ میں پنجہ بازوں (یعنی جو جامع ہو) اور ثواب بھی زیادہ ہو ایسا عمل بتائیے آپ نے فرمایا ہمیشہ اپنے زبان تیری اللہ کے ذکر کے ساتھ تر۔

اس حدیث میں زبان سے مراد یا تو یہی زبان ہے جو منہ میں ہے یا زبانِ دل کی مراد ہے یعنی تیرا دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو اور مصروف رہے یعنی یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ہوتے ہوئے فرائض کے علاوہ کسی اور عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک حدیث میں یوں آیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل نے فرمایا کہ اخیر کلام جو میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی تھی کہ کونسا عمل بہت محبوب ہے اللہ کو؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: **أَنْ تَمُوتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ**۔ یعنی تیرا منہ اس حالت میں ہو کہ تیری زبان اللہ کے ذکر میں تر ہو۔

اس حدیث کو ابن ابی الدینار اور طبرانی اور برزازی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ ابن ابی الدینار نے ابوالخارق سے یوں بھی روایت کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات ایک شخص کو دیکھا کہ عرش کے نور میں ڈھانپا ہوا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کیا کوئی فرشتہ ہے؟ کہا گیا نہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا کوئی نبی ہے؟ کہا گیا کہ نہیں۔ بلکہ یہ ایک آدمی ہے۔ اس کی زبان دنیا میں اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی۔ اور اس کا دل مسجدوں میں معلق تھا۔ اور یہ اپنے ماں باپ کو دشنام نہیں دیتا تھا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لِكُلِّ شَيْءٍ صِفَالَةٌ وَصِفَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللَّهِ - وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَجْنَى مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ - قَالُوا أَوَلَا نُحَاذِرُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - قَالَ وَكَأَنِّي يَصْرِبُ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقُطَ - رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ -

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کے واسطے صاف کرنے کا آلہ ہے اور دل کے صاف کرنے کا آلہ اللہ کا ذکر ہے اور کوئی چیز ذکر سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والی نہیں صحابہؓ نے عرض کی کہ خدا کے رستہ میں جہاد کرنا بھی نہیں آپ نے



فرمایا، نہیں۔ اگرچہ اتنا مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے۔

یعنی جہاد اس درجہ تک بھی پہنچ جائے۔ پھر بھی یہ ذکر افضل ہے۔ ترمذی کی روایت میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں کون بڑا درجہ رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور غازی لوگ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے جنگ کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اگرچہ غازی اپنی تلوار یہاں تک کفار و مشرکین پر چلائے کہ ٹوٹ جائے اور خون سے لٹھر جائے، تو بھی ذکر درجہ میں افضل ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ أَكْثَرُوا ذِكْرَ اللَّهِ حَتَّى يَقُولُوا  
بِحُجُونٍ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ خدا کا ذکر بہت کیا کرو۔ یہاں تک کہ لوگ  
تم کو دیوانہ کہیں۔

(رَدَّاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو يَعْنَى وَابْنُ حِبَّانٍ فِي صَحِيحِهِمَا وَالتَّحَاكُّمُ وَقَالَ صَحِيحُ الْأَسْنَادِ)

پس اہل ایمان و اسلام کو چاہیے کہ لوگوں کے کہنے پر نہ جائیں۔ اپنے مولیٰ کی یاد میں لگے رہیں۔  
لوگ دیوانہ کہیں تو کہیں، ریاکار کہیں تو کہیں۔ اپنی نیت خالص ہو تو کچھ حرج نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
اَذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا يَقُولُ  
لَمَّا فَقُونَ انْتَكُرُوا مَرَاؤُنَ۔

تم اللہ کو ایسا یاد کرو کہ مسافق لوگ تم کو  
ریاکار کہیں۔

اس حدیث کو طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ طبرانی کی ایک روایت میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یوں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص دھرم اللہ تعالیٰ کے راستے میں بانٹتا ہو۔ اور دوسرا ذکر میں لگا ہو تو وہ ذکر اُس سے افضل ہوگا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْثُرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي.

رَوَاهُ ابْنُ مَدْيَنِي

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ بہت کلام کرو بغیر ذکر خدا کے کیونکہ بہت کلام کرنا بغیر ذکر خدا کے دل کی سختی اور قساوت کا سبب ہے۔ اور بے شک لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ سے سب سے دور سخت دل والا ہے۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واہیات اور بے ہودہ باتوں سے منع فرمایا اور ذکر کی ترغیب فرمائی۔

فقیر ابو الیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ الغافلین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں :-

رَوَى وَهْبُ ابْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا بَعَثَ اللَّهُ يُحْيَى ابْنَ زَكْرِيَّا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَمَرَهُ بِأَنْ يَأْمُرَهُمْ بِخَمْسِ خَصَالٍ وَ يَضْرِبَ لَهُمْ بِكُلِّ خَصْلَةٍ مَثَلًا. أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَبَّدُوا لِلَّهِ وَلَا يَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَضَرَبَ لَهُمْ مَثَلًا فَقَالَ مَثَلُ الشَّرِكِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اشْتَرَى عَبْدًا مِّنْ خَالِصٍ مَّالِهِ ثُمَّ اسْكَنَهُ دَارًا وَرَوَّجَهُ جَارِيَةً لَهُ وَدَفَعَ إِلَيْهِ مَالًا وَ أَمَرَهُ أَنْ يَتَجَرَّفَ فِيهِ وَيَأْكُلَ مِنْهُ مَا يَكْفِيهِ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ جل شانہ نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا۔ تو اُن کو حکم جاری کیا کہ بنی اسرائیل کو پانچ خصلتیں بجا لانے کا حکم کرو اور ہر ایک خصلت پر ایک مثال بیان کرو۔ پہلے حضرت یحییٰ نے اُن کو یہ فرمایا کہ حق سبحانہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ اور اُس پر یہ مثال بیان فرمائی کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے اُس کی یہ مثال ہے جیسے کسی شخص نے اپنی خالص چاندی اور سونے سے

وَيُؤَدِّي إِلَيْهِ فَضْلَ الرَّبْحِ فَعَمَدَ  
الْعَبْدُ إِلَى فَضْلِ رَبِّهِ فَجَعَلَ يُعْطِيهِ  
لِعَدُوِّهِ وَسَيِّدِهِ وَيُعْطِي لِسَيِّدِهِ مِنْهُ  
شَيْئًا يَسِيرًا فَإِنَّ كَرَمَ رِضَايِهِ بِمِثْلِ  
هَذَا الْعَبْدِ -

ایک غلام خرید۔ پھر اُس کے رہنے کے واسطے  
ایک حویلی تیار کی اور ایک کنیز کے ساتھ نکاح  
کروا دیا۔ اور اُس کو بہت سامان دیا کہ تجارت کرے  
اور بقدر کفایت و ضرورت آپ کھائے اور  
جو باقی بچے وہ مالک کو واپس دیوے تو غلام

جان بوجھ کر اس تجارت کے نفع میں سے کچھ تھوڑا سا اپنے آقا کو دے اور باقی سب آقا کے دشمن کو  
دے دے۔ تو تم لوگوں میں سے ایسا کون ہے جو ایسے غلام پر راضی ہو کہ کیا کوئی چاہتا ہے کہ اس کا  
غلام ایسا ہو؟ پس اسی طرح سمجھو کہ حق سبحانہ نے تم کو پیدا کیا۔ وہی تمہارا رزاق روزی رکھا ہے  
پس اُس کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک مت ٹھہراؤ

وَأَمَرَ هُم بِالصَّلَاةِ وَضَرَبَ لَهُمُ  
مَثَلًا فَقَالَ مَثَلُ الصَّلَاةِ كَمَثَلِ  
رَجُلٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى مَلِكٍ مِنَ الْمُلُوكِ  
فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَأَقْبَلَ  
الْمَلِكُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ لِيَسْمَعَ مَقَالَاتِهِ  
وَيَقْضِي حَاجَتَهُ فَجَعَلَ يَكْتَفِئُ  
بِمِثْلِنَا وَمِثْلَنَا وَلَوْ هَيَّئْتُمْ لِقَضَاءِ  
حَاجَتِهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ الْمَلِكُ وَلَوْ  
يَقْضِي حَاجَتَهُ -

دوسرا امر حضرت یحییٰ نے نماز کا کیا۔ اور اُس  
پر یہ مثال بیان فرمائی۔ جیسے کہ ایک شخص نے  
بادشاہ سے حاضر دربار ہونے کا اذن مانگا۔  
اُس نے اُس کو اذن دے دیا جب وہ حاضر  
ہوا تو بادشاہ ہمہ تن اُس کی طرف متوجہ ہوا۔  
تاکہ اُس کی عرض سنے اور اُس کی حاجت برائے  
لیکن وہ شخص دائیں بائیں دیکھنے لگے اور اپنی  
حاجت کا اہتمام نہ کرے۔ اس کو ادھر ادھر  
مٹفت دیکھ کر بادشاہ بھی اپنی توجہ ہٹالے

اور اس کی حاجت براری نہ کرے (پس اسی طرح پروردگار اپنے بندے کی طرف متوجہ ہوتا ہے  
جب کہ وہ نمازیں ہوتا ہے۔ اور جب تک وہ ادھر ادھر دائیں بائیں خیال نہ کرے پس چاہیے کہ  
جب نماز شروع کرے ہرگز کسی طرف التفات نہ کرے)



وَأَمَرَهُمْ بِالصِّيَامِ وَضَرَبَ لَهُمْ  
مَثَلًا فَقَالَ مَثَلُ الصَّائِمِ كَمَثَلِ رَجُلٍ  
لَيْسَ جُنَّةً لِلْقِتَالِ وَآخَذَ سَلَاحَةً  
فَلَمْ يَصِلْ إِلَيْهِ عَدُوٌّ وَكَذَلِكَ يَعْمَلُ  
فِيهِ سَلَاحٌ عَدُوٌّ ۝

تیسرا حکم حضرت یحییٰ نے بنی اسرائیل کو روزے  
کا کیا۔ اور اس پر یہ مثال بیان کی کہ مثال صائم  
کی ایسی ہے جیسے کسی شخص نے جہاد کے واسطے  
ڈھال پہن لی اور ہتھیار ہاتھ میں لے لئے۔  
پھر نہ اُس کا دشمن اُس کی طرف پہنچ سکا نہ کوئی  
دشمن کا ہتھیار اُس پر کارگر ہوا (اسی طرح روزہ ڈھال ہے۔ روزہ دار پر شیطان کا تالو نہیں  
چل سکتا)

وَأَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ وَضَرَبَ  
لَهُمْ مَثَلًا فَقَالَ مَثَلُ الصَّدَقَةِ كَمَثَلِ  
رَجُلٍ أَسْرَكَ الْعَدُوَّ فَأَشْتَرَى مِنْهُ  
نَفْسَهُ بِثَمَنٍ مَّعْلُومٍ ۖ فَجَعَلَ يَعْمَلُ  
فِي بِلَادِهِمْ وَيُؤَدِّي إِلَيْهِمْ مِنْ  
كَسْبِهِ مِنَ الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ حَتَّى  
قَدَّى نَفْسَهُ مِنْهُمْ فَعُتِقَ وَفُكَّ  
مِنْهُمْ رَقَبَتُهُ ۝

چوتھا حکم آپ نے اُن کو صدقہ کا ارشاد فرمایا  
اور اس پر یہ مثال بیان فرمائی جیسے ایک  
شخص کو دشمنوں نے قید کر لیا۔ اس نے کچھ  
قیمت دینی کر کے اپنے نفس کو ان سے خرید لیا  
وہ انہی کے شہروں میں روزگار کی سعی کرتا رہا  
اور اپنے کسب سے تھوڑے سے تھوڑا اور  
بہت سے بہت اُن کو دیتا رہا۔ یہاں تک  
کہ اس نے اپنی جان کو اُن کے پنجہ سے خلاص

کرا لیا اور آزاد ہو گیا۔ اسی طرح صدقہ دینے والا اپنی جان کو عذاب الہی سے بچا لیتا ہے۔  
پانچواں حکم حضرت یحییٰ نے یہ فرمایا کہ اللہ کا

وَأَمَرَهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَ

ضَرَبَ لَهُمْ مَثَلًا فَقَالَ مَثَلُ الذِّكْرِ  
كَمَثَلِ قَوْمٍ لَهُمْ حصْنٌ وَيَقْرُبُهُمْ عَدُوٌّ  
فَجَاءَهُمْ عَدُوٌّهُمْ فَذَخَلُوا حصْنَهُمْ وَ  
أَغْلَقُوا عَلَيْهِمْ بَابَهُ فَخَصَّنُوا أَنْفُسَهُمْ  
مِنَ الْعَدُوِّ۔

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُمَرُّكُمْ بِهَذَا الْخِصَالِ  
الْخَمْسِ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِنَّ يَحْيَى  
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَأُمَرُّكُمْ بِخَمْسِ  
خِصَالٍ أُخْرَى أَمَرَنِي اللَّهُ تَعَالَى بِهِنَّ  
مَلِكُكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ  
وَالْهَجْرَةِ وَالْجِهَادِ وَمَنْ دَعَى بِدُعَاءِ  
الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ خَشَبٌ فِي قَعْرِ جَهَنَّمَ۔  
کے گڑھے کی لکڑی ہے۔

ذکر کیا کرو اور اس پر یہ مثال بیان فرمائی کہ جیسے  
ایک قوم کے واسطے ایک قلعہ ہو۔ اور ان کے قریب  
ہی ان کا دشمن ہو پس دشمن آجائے اور وہ قوم  
اپنے قلعہ میں داخل ہو جائے اور دروازے بند  
کر دے اور اپنی جان دشمن سے بچالے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
میں تمہیں ان پانچ خصلتوں کے اپنانے کا حکم  
دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کو حکم دیا اور پانچ مزید خصلتوں کے  
اپنانے کا حکم دیتا ہوں جن کا مجھے اللہ تعالیٰ نے  
حکم دیا ہے۔ تم پر لازم ہے جماعت کا پکڑنا، سننا  
اور اطاعت کرنا، ہجرت کرنا اور جہاد اور جو جاہلیت  
کی پکار کرے اور ان کی طرف بلائے پس وہ جہنم

سبحان اللہ ذکر کے فضائل لاتعداد اور لاتحصى ہیں۔ ذکر کو یاد ذکر قلعہ میں آجاتا ہے۔ جس طرح  
قوم قلعہ میں اپنے دشمن سے بچ جاتی ہے۔ اسی طرح ذکر شیطان سے بچ جاتا ہے۔ یہاں نہ  
شیطان کی پیش ہلتی ہے نہ کسی اور کی۔ یہ ایسی چیز ہے کہ اگر انسان سونے کے وقت ذکر کرتے  
سو جائے تو اس کا نام ذکروں میں درج ہو جاتا ہے۔ اور اس کا سونا بھی ذکر میں شمار ہوتا ہے۔  
چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے:-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی بندہ بستر پر سوتے  
وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں سو جائے تو

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَا مِنْ عَبْدٍ يَضَعُ  
جَنْبَهُ عَلَى الْفَرَّاشِ فَيَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى

فَيَذَرُكَ اللَّهُ التَّوَهُّمَ وَهُوَ كَذَلِكَ اَلَا كَتَبَ  
 اللَّهُ ذَاكَ اِلَى اَنْ يَسْتَيْقِظَ -  
 تو جاگنے تک اللہ تعالیٰ اُس کو ذکر لکھتا  
 ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا  
 کہ مجھے وصیت کرو۔ آپ نے فرمایا۔ پانچ باتیں مجھ سے یاد رکھو۔ پہلے یہ کہ جو کچھ تم کو رنج یا حد  
 پہنچے تو یہی کہ اللہ تعالیٰ کی قضا سے پہنچا ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی زبان کو نگاہ رکھ تاکہ خلقت تم سے  
 بچے اور تو عذاب خدا سے رہائی پائے۔ تیسرے یہ کہ پروردگار نے جو تیرے رزق کا وعدہ کیا ہے  
 تو اس کو سچا جان تاکہ تو مومن بنے۔ چوتھے یہ کہ موت کے واسطے تیار رہ تاکہ غافل نہ مرجائے۔  
 پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کر تاکہ تو برائیوں سے بچنے والا ہو جائے۔ اور حضرت ابراہیم  
 بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دنیا کی کلام کر رہا ہے آپ  
 ٹھہر گئے۔ اور فرمایا۔ کیا تو اس بات سے بے خوف ہے کہ اس کلام کے سبب تم پر عذاب ہو؟  
 اُس نے کہا نہیں۔ تو فرمایا کہ پھر تو ایسی کلام کیوں کرتا ہے جس میں ثواب کی اُمید نہیں اور  
 عذاب سے بے خوفی بھی نہیں۔ عَلَيْنَا بِذِكْرِ اللَّهِ - تم پر اللہ کا ذکر کرنا لازم ہے۔ کسی  
 بزرگ نے حضرت ابراہیم بن ادھم کو خواب میں دیکھا عرض کی۔ اے معلم خیر کچھ مجھے نیک بات  
 کیجئے۔ آپ نے فرمایا:-

اَلْخَيْرُ كُلُّهُ فِي ذِكْرِ مَوْلَاكَ وَالْشَّرُّ  
 كُلُّهُ فِي حُبِّ دُنْيَاكَ -  
 تمام بھلائی تیرے مولیٰ کے ذکر میں ہے اور  
 تمام برائی تیری دنیا کی محبت میں ہے۔

حضرت کعب اجمار فرماتے ہیں کہ ہم نے کتب سابقہ میں جو انبیاء پر نازل ہوئیں یوں پایا  
 ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِي عَنْ مَسْئَلَتِي  
 اَعْطَيْتُهُ فَوْقَ مَا اَعْطَى السَّائِلِينَ -  
 جس شخص کو میرے ذکر نے اس بات سے روک  
 رکھا کہ وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو  
 سائلوں سے بڑھ کر عطا فرماتا ہوں۔



الْقَصْدُ حَقُّ تَعَالَى كَذِكْرِ سَبِّ عِبَادَتِهِ مِنْ أَفْضَلِ وَأَشْرَفِ هُوَ . كَيْونَكَ بَاقِي سَبِّ عِبَادَتِهِ  
 كِي مَقْدَارِ أَوْ رِقْتِ مَقَرَّرْ هُوَ . أَوْ ذِكْرُ كَانَتْ كَوْنِي وَرَقْتِ هُوَ أَوْ رَقْتِ مَقْدَارِ . بَلْكَ مَقْدَارِ كَيْونَكَ  
 اِسْ كِي كَثَرَتْ كَالْحَكْمِ هُوَ . چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ  
 اِسْ اِيْمَانِ وَالْوَيَادُ كَرُ وَاللَّهُ تَعَالَى كُو بَهْت  
 ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ (۲۲- الاحزاب: ۴۱) یاد کرنا۔

یعنی یاد کرو اُس کو ہر حال میں ۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ انسان چار حال سے خالی نہیں  
 یا خدا کی اطاعت میں ہو گا یا معصیت میں ۔ پھر یا تو نعمت میں ہو گا یا شدت میں پس اگر معصیت  
 میں ہو گا تو چاہیے کہ اس سے بچنے اور بچنے کے لئے حق تعالیٰ سے دُعا مانگے اور توبہ  
 چاہے ۔ اگر نعمت میں ہے تو اس کو شکر کے ساتھ یاد کرے ۔ اگر رنج و شدت میں ہے تو صبر  
 کے ساتھ یاد کرے ۔ الغرض انسان کو کسی حالت میں ذکر سے غافل نہ ہونا چاہیے ۔ حق تعالیٰ  
 ایمان والوں کی تعریف میں فرماتا ہے :-

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَّ  
 قُعُودًا وَّ عَلَى جُنُوبِهِمْ ۔  
 وہ لوگ ہیں جو اللہ کی یاد میں مصروف ہیں ۔  
 کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، لیٹ کر (ہر حالت میں ذکر  
 میں لگے ہوئے ہیں)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى - فَإِذَا أَقَضَيْتُمُ  
 الصَّلَاةَ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَّ قُعُودًا وَّ  
 عَلَى جُنُوبِكُمْ ۚ (۵/ النساء: ۱۰۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں :-  
 رَاتٍ وَّنِ خَشْكِي تَرِي ، سَفَرٍ وَّ حَضَرٍ ، حَالَتِ غَنَى ،  
 حَالَتِ فَقْرٍ ، مَرَضٍ أَوْ رَقْتِ فِي ، پُوشیدہ اور  
 ظاہر ذکر میں ہی رہو ۔  
 بِاللَّيْلِ وَ النَّهَارِ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ  
 وَ السَّفَرِ وَ الْحَضَرِ وَ الْغِنَى وَ الْفَقْرِ  
 وَ الْمَرَضِ وَ الصِّحَّةِ وَ السِّرِّ وَ الْعِلَانِيَةِ

بخاری و مسلم میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ :-

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا  
يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ - (متفق علیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مثال  
اُس شخص کی جو یاد کرتا ہے اپنے رب کو اور  
اُس کی جو نہیں یاد کرتا۔ زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

اس حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاکر کو زندہ اور غافل کو مردہ فرمایا۔  
اگرچہ ذاکر پہلے ہی زندہ ہوتا ہے لیکن مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حیاتی سے حیات  
حقیقی ابدی ہے۔ اور ایسی زندگی بجز یاوہالی حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ ایک ذکر ہی ہے  
جو ذاکروں کے دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور ان کے لئے حق سبحانہ و تعالیٰ کی معرفت کا سامان  
تیار کرتا ہے اور جنت کی ابدی حیاتی کے لائق بنا دیتا ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے :-

زندگانی نتوان گفت حیاتیکہ مراست

زندہ آنست کہ بادوست وصالے دارد

ترجمہ۔ یہ زندگی جو مجھ کو آب حاصل ہے یہ اصل میں حقیقی زندگی نہیں ہے۔ زندہ  
وہی ہے جو دوست کے ساتھ وصال رکھتا ہے۔

اور جو شخص ذکر سے بے بہرہ ہے وہ بمنزلہ میت کے ہے۔ کیونکہ وہ اس چیز سے خالی  
ہے جس سے دل زندہ ہوا اور خدا کی معرفت پیدا ہو۔ کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جس  
سے وہ تمام خلقت پر فائق ہے بجز استعداد معرفت الہی نہیں ہے۔ اور معرفت الہی کی  
استعداد دل ہی سے علاقہ رکھتی ہے دوسرے اعضاء سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ دوسرے  
اعضاء دل کے تابع اور خدمتگار ہیں۔ دل اُن سے اس طرح خدمت لیتا ہے۔ جس طرح  
بادشاہ رعیت سے اور مالک غلاموں سے۔ اور دل کو اطمینان بجز ذکر الہی کے حاصل  
نہیں ہوتا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

الْأَبْدَانُ لِلَّهِ طَمَعُ الْفُلُوبِ

(۱۳/ الزمرد: ۲۸)

خبر از اللہ ہی کی یاد سے دل اطمینان پاتے ہیں۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلَى جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ جُمُودَانُ - فَقَالَ سِيرُوا هَذَا جُمُودَانُ سَبَقَ الْمُفْرِدُونَ قَالُوا مَا الْمُفْرِدُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتُ -  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے سفر کر کے مدینہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کا گدرا ایک پہاڑ پر ہوا جسے جمدان کہا جاتا ہے (اور وہ مدینہ سے تھوڑے فاصلے پر ہے) تو آپ نے فرمایا تیز تیز چلو آؤ یہاں میں سے اپنے آپ کو جمدان سے بچنے والے اور اکیلے چلنے والے آگے بڑھ گئے صحابہ نے عرض کیا - یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ مرد اور عورتیں جو خدا کو بہت یاد کرتے ہیں۔

یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو خاص خدا ہی کی عبادت اور یاد کے واسطے خالص کر لیا ہے۔ اور خدا کے ذکر کے لئے لوگوں سے خلوت اور تنہائی اختیار کر لی ہے۔ اور خلق سے گوشہ کھینچ لیا ہے۔ اور ماسوائے حق کو چھوڑ دیا ہے۔ اور دوستوں کی محبت اور شہوت کے اسباب کو چھوڑ کر ذکر الہی میں مشغول ہیں۔ یہی مقام تفرید ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِلًا اِنْ هُمْ يَكْسِلُ وَبَاوِپُونِدْ سب سے منہ موڑ اور خدا سے رشتہ جوڑ۔ مگر افسوس ہماری حالت پر کہ بات بات میں ہم اپنے نفس اور شیطان کے مکرو فریب میں جو ہمارے ذاتی دشمن ہیں پھنسے ہوئے ہیں اور ان کی رضا مندی حاصل کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر سے منہ موڑ کر خواب غفلت میں سوئے پڑے ہیں۔

بقول شہیدِ ایمان دوستِ شکستی

بہیں کہ از کہ بُریدی و بار کہ پیوستی

(دشمن یعنی نفس اور شیطان کے کہنے پر تو نے اپنے دوستِ حقیقی اللہ تعالیٰ کے



وعدے کو توڑ دیا۔ اُسے نادان ذرا دیکھ تو سہی کہ کس سے تو نے اپنا تعلق توڑا اور کس کے ساتھ جوڑا؟ بعض کہتے ہیں کہ مفردانِ وہ موقد (ایک کہنے والے) ہیں جو غیرِ خدا کو جانتے ہی نہیں اور اس کے سوا غیر کو دیدہ شہود سے نہیں دیکھتے۔ ایک ہی کہتے ہیں ایک ہی جانتے ہیں ایک ہی دیکھتے ہیں۔ ہر تن ذکرِ الہی کے واسطے خالص ہوئے ہیں۔ مشارق میں لکھا ہے کہ فَرَدُّ الذُّجُلِ اُس وقت بولتے ہیں جب آدمی اپنے تمام مال و اسباب و جان واد کو خدا کی راہ میں خرچ کر دے۔ اور پھر خلقت سے گوشہ خلوت اختیار کر لے۔ اور ذکرِ الہی میں مشغول ہو جائے۔ قانوس میں بھی مفرد کے یہی معنی لکھے ہیں۔ ترمذی کی ایک روایت میں المفردون کی جگہ یہ آیا ہے:-

اَلْمُسْتَخَرُّونَ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ اَنْقَالَهُمْ فَيَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ خِفَافًا۔  
وہ لوگ جو یادِ خدا میں شیدا و فریفتہ اور عاشق ہیں (اس کی یاد کے سوا اور بات نہیں کرتے اور نہ کسی اور کو یاد کرتے ہیں) ذکرِ خدا ان کے

گناہوں کے بھاری بوجھوں کو ان کے جسم سے اُتار دیتا ہے۔ اور روزِ قیامت کو وہ لوگ گناہوں سے پاک صاف ہلکے پھلکے اور بے تعلق ہو کر آویں گے۔

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ فقرِ الٰہی قیامت کو محشر میں اپنے آلات (ہتھیاروں) کو لے کر روزانوں بیٹھ جاویں گے اور کہیں گے کہ ہم کو تم نے اس جگہ کیوں روک رکھا ہے؟ اور ہمارا حساب و کتاب کیا مانگتے ہو۔ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم بہشت میں جاتیں اور وہاں جا کر آرام پائیں۔

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ  
وَسَلَّمْ اَلَا اَنْبِئُکُمْ بِخَيْرٍ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْكَا  
لَهَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَزْفَعَهَا فِی  
دَرَجَتِکُمْ وَاَخِیْرُ لَکُمْ مِنْ اِنْفَاثِ  
حضرت ابوذر دار سے روایت ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے سب عملوں سے اچھا ہے اور تمہارے بادشاہِ خدا تعالیٰ کے نزدیک سب عملوں سے پاک اور

الذَّهَبِ وَالْوَرَقِ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِمَّنْ أَنْ  
تَلْقَوْا أَعْدَدُوا لَكُمْ فَتَضَرَّبُوا أَعْنَاقَهُمْ  
وَيَضَرَّبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟ قَالُوا: بَلَى  
قَالَ: ذِكْرُ اللَّهِ-

رَوَاهُ مَالِكٌ وَآحَمَدُ وَتِرْمِذِي وَابْنُ  
مَاجَةَ إِلَّا أَنَّ مَاجِرًا ذَقَفَهُ عَلَى أَبِي الدَّادَاءِ  
يَارُونَ نَعِ عَرَضَ كَيْفَا - يَارَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمُّ كُوَيْسَاعَمَلِ بَتَايِي - آيَةُ نَعِ فَرَمَايَا - وَهُ  
اللَّهُ كَا ذِكْرُ هَبِ -

پسندیدہ ہے اور تمہارے درجوں کو سب عملوں  
سے بلند کرنے والا ہے اور تمہارے لئے بہتر ہے  
سونا اور چاندی خرچ کرنے سے (اللہ کی راہ  
میں) اور وہ بہتر ہے تمہارے واسطے اس بات  
سے بھی کہ تم دشمنوں سے مقابلہ کرو اور ان کی  
گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟  
یادوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ایسا عمل بتائیے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر صدقہ، جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر سب عبادتوں سے  
افضل ہے پس جو کہتے ہیں کہ عبادت متعدی بغیر عبادت لازم سے افضل ہے۔ وہ کلیہ نہیں بلکہ  
وہ ذکر کے سوا دیگر عبادات پر مخصوص ہے۔

حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت ہے آپ  
نے فرمایا۔ ایک اعرابی رسول خدا صلی اللہ علیہ  
وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی یارسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سے اچھا کون آدمی  
ہے؟ آپ نے فرمایا۔ خوشخبری ہے اُس شخص  
کے لئے جس کی عمر لمبی ہوئی اور عمل نیک ہوئے  
پھر اُس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم سب عملوں سے زیادہ افضل اور ثواب والا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُسْرِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّ النَّاسِ  
خَيْرٌ؟ قَالَ طُوبَى لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ  
وَحَسُنَ عَمَلُهُ - قَالَ يَارَسُولَ اللَّهِ  
أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ أَنْ تَفَارِقَ  
الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِمَّنْ ذَكَرَ اللَّهَ  
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

کو نسا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اچھا عمل یہ ہے کہ دنیا سے جدا ہوتے ہوئے۔ تو ایسے حال میں مرے  
کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

یعنی ایسا ذکر جاری رہے کہ مرتے دم تک بھی غفلت پھٹکنے نہ پائے اور یادِ خدا میں مشغول ہو کر ہنستے ہنستے مرتے وقت عالمِ عقبے کی طرف جاتے۔ ع

یاد داری کہ وقتِ زاون تو ہمہ خنداں بُدندو تو گریاں  
آں چنناں زمی کہ وقتِ مُردن تو ہمہ گریاں بوند تو خنداں  
ترجمہ: یاد کر کہ تیرے پیدا ہونے پر تمام خوش تھے اور ہنستے تھے اور تو روتا تھا اب زندگی  
ایسے حال میں بسر کر کہ تیرے مرتے وقت تمام روئیں اور تو ہنستا مرے۔

وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ  
كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ كَلَاهُ إِلَّا أَمْرٌ  
بِمَعْرُوفٍ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ أَوْ  
ذِكْرُ اللَّهِ.

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ  
هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ غَرِيبٌ)

یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ذکر اللہ کے سوا باقی جو کلام ہے۔ وہ انسان کے  
واسطے وبال و عذاب اور موجبِ ندامت و حسرت ہے۔ انسان کو لازم ہے کہ اپنی قیمتی اور تھوڑی  
عمر کو بے ہودہ باتوں میں نہ گنوائے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ  
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ أَلْحَمَہُم نَبِیْ پاک صلی اللہ علیہ  
وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے پس بعض صحابہ  
نے کہا یہ آیت سونے اور چاندی کے بارے میں

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ  
وَالْفِضَّةَ أَلْحَمَہُم نَبِیْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ  
نَزَلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ - لَوْ عَلِمْنَا



اَتَى السَّمَالَ خَيْرٌ فَتَتَّخِذَهُ۔ فَقَالَ  
أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَ  
رُوحَةٌ مُؤْمِنَةٌ تَعِينُهُ عَلَى إِيْمَانِهِ۔  
(رَوَاهُ أَحْمَدُ۔ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

ذاکر، دل شاکر اور ایماندار بیوی ہے۔ جو اس کو ایمان پر مدد دے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الشَّيْطَانُ جَائِعٌ عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ فَإِذَا  
ذَكَرَ اللَّهَ خَشِيَ وَإِذَا غَفَلَ دَسَّوَسَ۔  
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْقِيقًا)  
بُرے دوسوے ڈالتا ہے۔

وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ  
ذَكَرُوا اللَّهَ فِي الْغَافِلِينَ كَمَا مُقَاتِلٌ خَلَفَ  
الْفَارِسَ وَذَكَرُوا اللَّهَ فِي الْغَافِلِينَ كَغَضَنٍ  
أَخْضَرَ فِي شَجَرٍ يَابِسٍ وَفِي رَوَايَةٍ  
مِثْلُ الشَّجَرَةِ الْخَضِرَاءِ فِي وَسْطِ الشَّجَرِ  
وَذَكَرُوا اللَّهَ فِي الْغَافِلِينَ مِثْلُ مُصْبَاحٍ  
فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَذَكَرُوا اللَّهَ فِي الْغَافِلِينَ  
يُرِيهِ اللَّهُ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ سَاحٍ۔  
وَذَكَرُوا اللَّهَ فِي الْغَافِلِينَ يُغْفَرُ لَهُ بِعَدَدِ

نازل ہوتی ہے۔ کاش کہ ہم جانتے کہ کونسا مال  
افضل و بہتر ہے تاکہ ہم اس کو لیتے اور ایسی  
وعید کے مستحق نہ بنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا سب مالوں سے اچھا مال زبان

حضرت ابن عباس روایت کرتے کہ رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے  
دل پر بیٹھنے اور چمٹنے والا ہے جس وقت ذکر خدا  
کرتا ہے دور ہو جاتا ہے اور واپس چلا جاتا ہے  
اور جب غافل ہوتا ہے۔ اس کے دل میں بُرے

مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں  
نے کہا کہ یہ حدیث مجھ تک پہنچی ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ غافلوں میں  
اللہ کا ذکر کرنے والا۔ بھاگے ہوؤں کے پیچھے  
لڑائی کرنے والے کی طرح ہے۔ اور غافلوں میں  
ذکر کرنے والا خشک درخت میں سبز شاخ کے  
مانند ہے۔ اور ایک روایت میں ہے بہت  
سے درختوں میں ایک سبز درخت کی طرح  
ہے۔ اور غافلوں میں ذکر کرنے والا اندھیرے  
گھر میں روشن چراغ کی طرح ہے اور غافلوں

کُلْ فَصَبِّحْ ذَا النُّجُومِ وَالفَصْبَحُ بَنُو آدَمَ  
وَالْأَنْجَمُ أَبْنَاءُ إِبْرَاهِيمَ - (مشکوٰۃ)

میں ذکر کرنے والے کو خدا تعالیٰ اس کی زندگی میں  
ہی اسے بہشت میں ہی اس کی جگہ دکھا دیتا ہے اور وہ

زندہ ہوتا ہے اور غافلوں میں ذکر کرنے والے کے گناہ بولنے والے اور نہ بولنے والے جانداروں  
جتنے بچتے جاتے ہیں۔ فصیح سے مراد بنی آدم یعنی انسان ہے۔ اور انجم سے مراد چار پائے ہیں۔  
اس حدیث میں ذاکروں کی کتنی فضیلتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔  
دوسرے ذاکر ہر وقت سر سبز یعنی خوش و خرم رہتا ہے۔ تیسرے اس کا دل نور معرفت میں پُر رہتا  
ہے۔ چوتھے یہ کہ ذاکر اپنی جگہ جیتے جی بہشت میں دیکھ لیتا ہے۔ پانچویں یہ کہ اس کے گناہ انسانوں  
اور حیوانوں جتنے بچتے جاتے ہیں۔

رَوَى أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَكَرُوا اللَّهَ  
عَلِمُوا الْإِيمَانَ وَبَرَأَوْهُ مِنَ النِّفَاقِ وَ  
حَصَّنُوا مِنَ الشَّيْطَانِ وَحُورٌ زَمَنَ النَّارِ -  
حضرت انس بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا  
اللہ کا ذکر ایمان کی نشانی ہے اور نفاق سے  
برأت ہے اور شیطان سے بچنے کا قلعہ ہے  
اور دوزخ کی آگ سے بچاؤ ہے۔

یعنی ذکر الہی سے نور ایمان چمکتا ہے اور نفاق دور ہوتا ہے شیطان کے داؤ میں نہیں  
آتا۔ اور قیامت کو دوزخ کی آگ سے رہائی ہے سبحان اللہ وہ دل کیا ہی خوش نصیب ہے  
جس میں اللہ کا ذکر جاری ہے۔ اور وہ آنکھ کیا ہی نیک بخت ہے جو شوق دیدار الہی میں  
گمیاں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ  
يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ  
حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات آدمی ایسے ہیں  
کہ اللہ تعالیٰ جن کو قیامت کے دن عرش کے  
سایہ میں ڈھانپ لے گا اس دن اور کوئی سایہ

نَسَافِي عِبَادَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَرَجُلٌ قَلْبُهُ  
مُعَلَّقٌ بِالنَّسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّأَا  
فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ  
وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ  
فَجَمَالَ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، رَجُلٌ  
تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا  
تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ  
ذَكَرَ اللَّهُ خَالِيًا فَاضْطَّ عَيْنَاهُ  
رَدَاةَ الْبُخَارِيِّ وَالْمُسْلِمِ

نہ ہوگا۔ ایک امام عادل اور دوسرا وہ جوان  
جس نے اپنی جوانی کا زمانہ عبادت الہی میں  
گزارا۔ اور تیسرا وہ آدمی جس کا دل مساجد میں  
لگا ہے۔ اور چوتھے وہ دو آدمی جو اللہ کے  
لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ اسی پر جمع  
ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں اور  
پانچواں وہ آدمی جسے حسن و جمال الی عورت  
نے (برائی کے لئے) اپنی طرف بلایا۔ تو  
اُس نے جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں

اور چھٹا وہ شخص جو اس طرح پوشیدہ صدقہ دیتا ہے کہ اس کے ہاتھ کو اس کا علم نہ ہو  
کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ اور ساتواں وہ آدمی جس نے خلوت میں اللہ کا ذکر  
کیا۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتیں۔

انس بن مالک ہی سے روایت ہے کہ ایک دن پیغمبر علیہ السلام کو عرفات پر تشریف فرما  
تھے اور میں آپ کی خدمت میں تھا۔ آپ نے دو گانہ نماز ادا کی۔ اور رُو بقبلہ بیٹھ گئے۔ اور  
کلمہ لا الہ الا اللہ آپ کی زبان مبارک پر جاری تھا۔ اور آپ کی دونوں مبارک آنکھوں  
سے اس طرح آنسو بہ رہے تھے کہ آپ کی داڑھی مبارک اور سینے سے ہوتے ہوئے زانوئے  
مبارک پر گر کر زمین پر ٹپکتے تھے۔ آپ کے گریہ کو دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔ تھوڑی دیر بعد  
آپ خاموش ہو گئے۔ اور میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے انس میں تیری آنکھوں کو تر  
دیکھتا ہوں میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کا یہ رونا دیکھ کر میں نہ سنبھل سکا اور رونے  
لگا۔ آپ نے فرمایا اے انس!

طُوبَى لِمَنْ تَحَرَّكَ لِسَانُهُ بِذِكْرِ اللَّهِ

مبارک ہو اس شخص کو جس کی زبان اللہ کے



وَفَاضَتْ عَيْنَاؤُ۔  
ذکر میں ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلیں۔

ذکر کی حالت میں رونا دو ہی سبب سے آتا ہے۔ یا تو غلبہ شوق دیدار الہی دل میں جوش مارتا ہے اور ذکر رو پڑتا ہے۔ یا بہ سبب خوف گریہ غالب آتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کی حالت میں رورہے تھے۔ یاروں نے عرض کی آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا کہ میں اس خوف کے مارے روتا ہوں کہ خدا جانے درگاہ الہی میں میرے اس ذکر کی قدر بھی ہوگی یا نہ۔ یا دل کی غفلت سے مجھے رونا آتا ہے۔ کہ زبان تو اس کی یاد میں ہے اور دل کو اس سے خبر نہیں۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

وَيْلٌ لِّمَنْ ذَكَرَ اللَّهَ بِلِسَانِهِ وَ  
قَلْبٌ غَافِلٌ عَمَّنْ قَالَ۔  
ہلاکت ہے اُس آدمی کے لئے جس کی زبان تو ذکر کرے اور دل غافل ہے اس سے جو وہ کہہ رہا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-  
وَلَا تُطِيعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ  
ذِكْرِنَا۔ (الکہف: ۲۸)  
اوپر بیروی نہ کیجئے اس کی غافل کر دیا ہے ہم نے جس کے دل کو اپنی یاد سے۔

کہتے ہیں کہ ڈرنے والوں کا ذکر بے قراری اور بے چینی پیدا کرتا ہے۔ اور رجوع کرنے والوں کا ذکر طلب شوق اور دیدار کی بڑھاتا ہے۔ اور محبتوں اور عاشقوں کا ذکر طرب اور خوشی پیدا کرتا ہے۔ آدمی کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے دل کو خدا کی یاد میں لگائے تاکہ سرورِ جہاد دانی اور حیاتِ ابدی حاصل ہو جائے اور دل مطمئن ہو کر حق سبحانہ کی معرفت کی استعداد پیدا کرے۔ پروردگار سب اہل اسلام کو اپنے ذکر و فکر کی ہدایت توفیق دے۔ آمین۔

# فصل ۵۔ مجالس ذکر اور ان میں حاضر ہونے اور اکٹھے بیٹھ کر

## ذکر کرنے کی فضیلت اور ترغیب میں

بعض ابناء زمان ذکر کی مجلسوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور عوام کو ان کا ممنوع ہونا سمجھا کر اہل اللہ سے بدظن کرتے ہیں۔ اور جانتے نہیں کہ اللہ جل شانہ ایسی مجلس پر فخر کرتا ہے۔ جیسے کہ اس حدیث شریف میں آیا ہے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ :  
مَا أَجْلَسَكُمْ هُنَا ؟ قَالُوا : اجْلَسْنَا نَذْكُرُ  
اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ  
وَمَنْ بِهِ عَلَيْنَا قَالَ : اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ  
إِلَّا ذَلِكُ . قَالُوا : اللَّهُ مَا أَجْلَسْنَا إِلَّا ذَلِكُ  
قَالَ : أَمَا إِنِّي لَمَّا اسْتَحْلَفْتُكُمْ تَهْنِئَةً لَكُمْ  
وَلَكِنَّهُ أَبَانِي جِبْرَائِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ  
عَزَّ وَجَلَّ يَبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ . (رواه المصنف)

حضرت معاویہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ایک حلقہ پر نکلے اور فرمایا تم کو اس جگہ کس چیز نے بٹھایا؟ انہوں نے عرض کی کہ ہم اللہ کی یاد کرنے بیٹھے ہیں۔ اور ہم اُس کی تعریف کرتے ہیں اس چیز پر کہ ہم کو اسلام کے واسطے ہدایت کی اور ہم پر اس کے ساتھ بڑا احسان فرمایا۔ فرمایا اے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی قسم کیا تم کو اسی چیز نے بٹھایا ہے؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم کو اسی چیز نے بٹھایا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

بے شک میں نے تمہارا جھوٹ کے واسطے تم کو قسم نہیں دی۔ بلکہ میرے پاس جبرائیل آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تمہیں فخر سے یاد کرتا ہے۔

دیکھو اس حدیث میں اہل ذکر و مجلس ذکر کی کس قدر فضیلت ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ حق تعالیٰ ملائکہ پر فخر کرتا ہے۔ وائے ہمارے حال پر کہ ہم اس فضیلت

سے محروم ہیں۔ ایسے ہی ایک اور حدیث میں بنی آدم کی ملائکہ پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ وَأَبْنَى سَعِيدٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَنْكُرُونَ  
اللَّهَ إِلَّا أَحَقَّتْهُمُ الْمَلَكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ  
الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ  
وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عُنْدَهُ۔

(رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے  
روایت ہے کہ ان دونوں نے فرمایا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی قوم نہیں بیٹھتی درآنحالیکہ  
خدا کو یاد کرتی ہے مگر یہ کہ فرشتے ان کے گرد احاطہ  
کر لیتے ہیں اور ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور خدا کی  
رحمت کے آثار و انوار ڈھانپ لیتے ہیں اور

ان پر آرام و حضور اترتا ہے

(اور جو اس وقت نورانیت اور اطمینان اور حضور قلب اور دل جمعی اور ذوق و شوق  
ان کو حاصل ہوتا ہے یہ اُس کا اثر ہے) اور خدا ان کو اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو  
اُس کے پاس ہیں اور اس کی درگاہ کے مقرب ہیں یعنی فرشتوں پر ظاہر کرتا ہے جو اپنے  
واسطے پاکیزگی پر ہمیز گاری اور تسبیح و تقدیس کا دعویٰ کرتے تھے اور انسانوں پر فساد اور  
خوئیزی کا الزام لگاتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں  
نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے  
تحقیق اللہ کے کسی فرشتے ہیں جو راہوں میں  
پھرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے  
ہیں۔ پس جب کسی قوم کو ذکر کرتے ہوئے پاتے  
ہیں تو آپس میں پکارتے ہیں ایک دوسرے کو  
جلدی آؤ اپنے مطلب کی طرف (یعنی ذکر والوں  
کی ملاقات اور ذکر سننے کی طرف) فرشتے ان کو

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ  
فِي الطَّرِيقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا  
وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَنَادَوْا  
هَلُمَّ إِلَى حَاجَتِنَا فَيُحَقِّقُونَهُمْ بِأَجْنَاحِهِمْ  
إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قُلْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُمْ  
أَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي قَالَ



يَقُولُونَ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيُحَمِّدُونَكَ  
 وَيُحَمِّدُونَكَ. قَالَ: يَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟  
 قَالَ: يَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْكَ. قَالَ: يَقُولُ:  
 لَوْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟  
 أَسَدَلَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَحِيُّدًا وَالْكَثْرَةَ لَكَ  
 تَسْبِيحًا. قَالَ: يَقُولُ: فَمَا يَسْأَلُونَ؟ قَالُوا:  
 يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ. قَالَ: يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟  
 قَالَ يَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ يَارَبِّ مَا رَأَوْهَا. قَالَ:  
 يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ  
 أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَ  
 أَشَدَّ لَهَا طَلَبًا قَاعَظَمُ فِيهَا رَجْفَةً. قَالَ:  
 فَمَا يَتَعَوَّذُونَ. قَالَ: يَقُولُونَ: يَتَعَوَّذُونَ  
 مِنَ النَّارِ. قَالَ: يَقُولُ: فَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ:  
 يَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ يَارَبِّ مَا رَأَوْهَا. قَالَ:  
 يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ:  
 لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا  
 خَافَةً. قَالَ: يَقُولُ: فَأَسْهَلُ لَكُمْ إِنِّي قَدْ  
 غَفَرْتُ لَهُمْ. قَالَ: يَقُولُ: مَلَائِكُ  
 مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيهِمْ وَكَانُوا  
 لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِلْحَاجَةِ  
 قَالَ: هُمْ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْتَقُونَ

اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں آسمان دنیا تک  
 فرمایا اے حضرت نے کہ پروردگار ان فرشتوں  
 سے ان کا حال پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ بہتر  
 جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں۔  
 فرمایا حضرت نے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ  
 تیری تسبیح کہتے ہیں (یعنی تجھ کو پاکیزگی سے  
 یاد کرتے ہیں) اور تیری بڑائی بیان کرتے ہیں  
 اور تیری تعریف و عظمت بیان کرتے ہیں۔  
 فرمایا حضرت نے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا  
 انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرمایا سرکارِ عالم  
 نے فرشتے عرض کرتے ہیں قسم خدا کی آپ  
 کو نہیں دیکھا۔ فرمایا حضرت نے اللہ فرماتا ہے  
 اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟  
 فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر تجھ کو دیکھتے تو  
 تیری بہت بندگی کرنے والے ہوتے۔ اور  
 بہت بزرگی بیان کرتے اور بہت تسبیحیں پڑھنے  
 والے ہوتے۔ فرمایا حضرت نے اللہ فرماتا ہے  
 کہ وہ کیا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں  
 کہ جنت مانگتے تھے۔ فرمایا حضرت نے اللہ فرماتا  
 ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا؟ فرشتے کہتے  
 ہیں نہیں خدا کی قسم اے رب انہوں نے

يَهْرَجَلِيْسُهُمْ (متفق علیہ) نہیں دیکھا۔ فرمایا حضرت نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

پس اگر وہ جنت دیکھ لیں تو اُن کا کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اگر اس کو دیکھ لیتے تو اُس پر بہت حرص اور طلب کرنے والے ہوتے اور بہت رغبت کرنے والے ہوتے۔ فرمایا حضرت نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ سے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں قسم ہے اللہ کی اے رب انہوں نے نہیں دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر اس کو دیکھتے تو اُس سے بہت بھاگنے والے اور بہت خوف کرنے والے ہوتے۔ فرمایا حضرت نے پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کہیں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُن کو بخش دیا حضرت نے فرمایا۔ ایک فرشتہ فرشتوں سے کہتا ہے کہ اہل ذکر میں فلاں شخص ہے جو ذکر نہیں۔ وہ اپنی کسی حاجت کے واسطے آیا تھا پھر اُن میں بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا۔

اس حدیث میں اہل ذکر و مجلس ذکر کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے نہایت عمدہ طور پر بیان فرماتی ہے۔ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کے وقت کہا تھا کہ یہ فساد اور فحش ریزیاں کریں گے۔ اس الزام کے رفع کرنے کے واسطے پروردگار ملائکہ سے اس طرح سوال و جواب کرتا ہے تاکہ ملائکہ پر فضیلت بنی آدم ظاہر ہو جائے۔ اخیر حدیث میں اہل اللہ کی صحبت کی بھی ترغیب فرماتی ہے۔ اور کہا ہے کہ اُن کا ہم نشین کبھی بد بخت نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہ بخشش کے لائق نہ ہو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ اہل اسلام کو لازم ہے۔ کہ ہمیشہ اپنے عمل کے ساتھ صحبت رکھیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ان لوگوں کے ساتھ صحبت رکھیں جو اللہ کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں یعنی جن کو بسبب کثرت ذکر دوام حضور حاصل ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ  
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم ایسی نہیں جو اللہ کے واسطے جمع ہو کر

لَا يُرِيدُ أَنْ يَذْلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ إِلَّا  
نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ أَنْ تَوَمُّوا  
مَغْفُورَ الْكُفْرِ قَدْ بَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ  
حَسَنَاتٍ - رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو يَعْنَى  
وَالطَّبْرَانِيُّ

اللہ کا ذکر کرے۔ مگر یہ کہ اُن کو پکارنے والا  
آسمان سے پکارتا ہے کہ کھڑے ہو اس مجلس  
سے اس حال میں کہ تمہارے واسطے بخشش  
کی گئی ہے اور تمہاری سب برائیاں نیکیوں  
سے بدل دی گئی ہیں۔

نیز مسند امام احمد میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں  
نے عرض کی: یا رسول اللہ! ذکر کی مجلسوں کی لوٹ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جنت ہے۔  
عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی دینیں  
جانب کچھ مردہوں گے جو نہ نبی ہوں گے نہ شہید  
اُن کے چہروں کی سفیدی دیکھنے والوں کی نظر  
کو ڈھانپ لے گی۔ انبیاء اور شہداء ان کا مرتبہ  
اور قرب دیکھ کر اسی مرتبہ کی تمنا کریں گے۔  
پوچھا گیا: یا رسول اللہ! وہ کون ہیں؟ آپ  
نے فرمایا: وہ مختلف قبیلوں کے لوگ ہیں جو  
اللہ کے ذکر پر جمع ہوتے ہیں (یعنی مختلف  
جگہوں کے لوگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں)  
اور کسی قرابت کی وجہ سے جمع نہیں ہوتے  
بلکہ محض اللہ کے ذکر کے واسطے جمع ہوتے  
ہیں) اور پھر حُجُن لیتے ہیں عمدہ کلام کو جیسے  
کھجوریں کھانے والا عمدہ کھجوروں کو چن لیتا ہے۔

رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ الْمُنْذَرِيُّ  
إِسْنَادُهُ لَا بَأْسَ بِهِ مُقَارِبٌ



صحیح مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ میں بروایت ابو ہریرہؓ اور ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً آیا ہے کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی مجلس ذکر کے واسطے نہیں بیٹھی مگر اُن کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ اور اُن کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔ معلوم ہو کہ جمع ہو کر ذکر کرنے میں نہایت ثواب ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر درو پڑھتے ہیں قیامت کے دن وہ مجلس اُن کے لئے وبال ہوگی چاہے تو ان کو عذاب اور چاہے تو ان کو بخش دیا جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ  
قَوْمٌ تَحْلِسُوا لِمُرِيدٍ كُرُوا لِلَّهِ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى  
نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ نَزْرَةٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَ  
إِنْ شَاءَ عَذَابُهُمْ وَإِنْ شَاءَ غُفِرَ لَهُمْ  
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ اور ابو داؤد اور حاکم نے یوں روایت کی ہے کہ کوئی ایسی قوم نہیں جو مجلس سے بغیر ذکر الہی کے اٹھ کھڑی ہو۔ مگر وہ کھڑی ہوتی ہے گدھے کے مردار کی مثل۔ اور وہ مجلس اُن پر قیامت کے دن حسرت ہوگی۔

إِسْ حَدِيثُ كُوَامَامِ أَحْمَدُ نَعْنِي رَوَايَتُ كِيَا هِي  
مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ  
لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ فِيهِ إِلَّا قَامُوا عَن  
مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ عَلَيْهِمْ  
حَسْرَةٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں :- معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی لوگ کسی چیز پر اتنی حسرت اور افسوس نہ کریں جتنا اس ساعت پر جس میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا۔

إِمَامُ غَزَالِي رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ أَحْيَاءُ الْعُلُومِ فِيهِ يَرْفَعُونَ  
قَالَ مَعَاذُ ابْنِ جَبَلٍ لَيْسَ  
يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ عَلَى شَيْءٍ إِلَّا  
عَلَى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا  
اللَّهَ سُبْحَانَهُ فِيهَا

حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدَ الْكَرِيِّ كَرُّ اللَّهِ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تَزَكَةٌ وَمَنْ اضْطَجَعَ مُضْطَجِعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تَزَكَةٌ.  
(رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں خدا کو نہیں یاد کیا۔ خدا کی طرف سے اُس پر حسرت و نقصان ہوگا۔ اور جو کوئی ایسی خواب گاہ میں پہلو کے بل لیٹے جس میں خدا کو یاد نہیں کیا۔ خدا کی طرف سے اس پر حسرت و نقصان ہوگا۔

یعنی ہر حال میں اُٹھتے بیٹھتے، خواب و بیداری، دن رات، رنج و خوشی اور صحت و بیماری میں خدا کے ذکر میں مشغول رہنا چاہیے۔ ورنہ جو وقت خدا کی یاد سے خالی گزرے گا۔ قیامت میں حسرت و ندامت اور شرمندگی کا موجب ہوگا۔ ع

پہرے اول شب آہنگ خواب آورم      بہ تبیح نامت شتاب آورم  
وگر نیم شب سر بر آرم ز خواب      ترا خواہم و ریزم از دیدہ آب  
وگر بامداد است راہم بہ تست  
ہمہ روز تا شب پناہم ز تست

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِذَا مَرَدْتُ بَرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَوُوا فِيهَا قَالُوا: وَمَا بَرِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: حَلَقُ الذِّكْرِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)  
آپ نے فرمایا۔ ذکر کے حلقے اور مجلسیں ہیں۔

ذکر کے حلقے اور مجلسیں جن میں لوگ اکٹھے ہو کر خدا کا ذکر کرتے ہیں۔ جو اُن کو جنت کے باغوں میں لے جائے گا۔ یا وہ ذوق اور حضور جو اُن کو حاصل ہوتا ہے۔

بہشتی نعمتوں کی لذت و مزہ کی طرح معلوم ہوتا ہے بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ صوفی کو صبح کے وقت مناجات یا مراقبہ میں جو ذوق و لذت حاصل ہوتا ہے وہ دُنیا میں بہشتی لذتوں کا نمونہ ہے سبحان اللہ! مجلس ذکر اور ذاکرین کے کیا ہی عمدہ فضائل ہیں کہ اس جہان میں بیٹھے خدا کو یاد کر رہے ہیں۔ اور عقبیٰ اور بہشت کی نعمتوں کے مزے اور لذتیں لے رہے ہیں۔ ایک حکیم نے کہا کہ خدا نے دُنیا میں ایک جنت بنایا ہوا ہے جو کوئی اس میں داخل ہو گیا۔ اس کی دونوں جہان کی زندگی پاک و صاف ہو گئی لوگوں نے اس سے پوچھا کہ وہ بہشت کون سی ہے؟ اُس نے کہا۔ مجلس ذکر جس مجلس کی یہ بزرگی ہو اُس مجلس سے بھاگنا بُری بد نصیبی اور نادانی ہے۔ اور ایسی مجلسوں سے بغض و کینہ رکھنا گویا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنا اور اپنی جڑ اُکھیرنا ہے۔ ایسے لوگوں کی صحبت کے حق میں اللہ کے رسول فرماتے ہیں :-

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنَّهُ قَالَ جَلِيسُ الصَّالِحِ يَكْفِرُ عَنْ  
الْمُؤْمِنِ أَلْفَ أَلْفِ جَلِيسٍ مِنَ  
تَجَالِيسِ الشُّوْءِ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ایک نیک مجلس یا نیک آدمی کی مجلس مومن  
سے بیسٹ لاکھ بُری مجلسوں کا کفارہ  
ہوتی ہے۔

یعنی اگر کوئی مومن بیسٹ لاکھ بُری مجلس میں بیٹھا اور اس کے بعد ایک دفعہ کسی  
صالح آدمی کی مجلس میں بیٹھے تو وہ تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہا انہوں  
نے نیک اور صالح ہم نشین کی مثال کستوری  
اُٹھانے والے کی ہے۔ اگر وہ تجھے کستوری  
نہ بھی دیوے تو اُس کی خوشبو تیری طبیعت کو  
پہنچے گی اور براہم نشین لوہار کی طرح ہے

رَوَى عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: مَثَلُ  
الْجَلِيسِ الصَّالِحِ كَمَثَلِ حَامِلِ الْمُسْكِ  
إِنْ لَمْ يُعْطَ مِنْهُ أَصَابَكَ مِنْ  
رِيحِهِ وَكَمَثَلُ الْجَلِيسِ الشُّوْءِ كَمَثَلِ



الْقَيْنِ إِنَّ لَّهُمْ مَحْرَقٌ ثِيَابَكَ يُؤَدِّيكَ  
مِنْ دُخَانِهِ۔

عَنْ شَهْرَابِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ :  
قَالَ : لُقْمَانُ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ إِذَا رَأَيْتَ  
قَوْمًا يَدُكُرُونَ اللَّهَ فَاجْلِسْ مَعَهُمْ  
فَإِنَّكَ إِنْ تَكُ عَالِمًا يَنْفَعُكَ عِلْمُكَ  
وَإِنْ تَكُ جَاهِلًا عِلْمُكَ وَلَعَلَّ  
اللَّهُ يَطْلُعُ عَلَيْهِمْ بِرَحْمَةٍ فَتُصِيبُكَ  
مَعَهُمْ۔ وَإِذَا رَأَيْتَ قَوْمًا لَا يَدُكُرُونَ  
اللَّهَ تَعَالَى فَلَا تَجْلِسْ مَعَهُمْ فَإِنَّكَ  
إِنْ تَكُ عَالِمًا لَا يَنْفَعُكَ عِلْمُكَ وَ  
إِنْ تَكُ جَاهِلًا يَزِيدُكَ غِيًثًا  
وَلَعَلَّ اللَّهَ يَطْلُعُ عَلَيْهِمْ بِسَخَطِهِ  
فَيُصِيبُكَ مَعَهُمْ۔

اگرچہ تیرے کپڑے نہ جلیں۔ پھر بھی اس کا  
دھواں تجھے تکلیف دے گا۔

شہر ابن حوشب نے کہا ہے کہ لقمان نے  
اپنے بیٹے کو فرمایا۔ اے میرے بیٹے  
جب تو کسی جگہ لوگوں کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے  
دیکھے تو تو بھی اُن میں بیٹھ جا۔ کیونکہ اگر تو  
عالم ہوگا تو تیرا علم تجھے نفع دے گا۔ اور  
اگر جاہل ہوگا۔ تو وہ تجھے علم سکھائیں گے  
اور شاید کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان  
کی طرف متوجہ ہو اور ان کی مجلس کے سبب سے  
تجھ کو بھی اللہ کی رحمت ڈھانپ لے۔ اور  
جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے  
تو ان میں مت بیٹھ۔ کیونکہ اگر تو عالم ہوگا تو تیرا  
علم تجھے نفع نہ دے گا۔ اور اگر تو جاہل ہوگا  
تو تیری جہالت اور گمراہی زیادہ بڑھ جائے گی۔ اور شاید کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا غضب و قہر  
مازل کرے۔ اور ان کی صحبت کے باعث تو بھی غضب الہی میں گرفتار ہو جائے۔

عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّهُ قَالَ : إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ  
كَلِمَتَيْنِ وَوَضَعَهُمَا تَحْتَ الْعَرْشِ  
قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ وَلَمْ يَعْلَمْ  
الْمَلَائِكَةُ عَنْ عِلْمِهِمَا وَأَنَا أَعْلَمُ

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ آپ  
نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے دو کلمے  
لکھے اور اُن کو عرش کے نیچے رکھا خلقت  
کے پیدا کرنے سے پہلے۔ اور اُن کا علم  
فرشتوں کو بھی نہیں۔ اور میں ان دونوں کو

عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّهُ قَالَ : إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ  
كَلِمَتَيْنِ وَوَضَعَهُمَا تَحْتَ الْعَرْشِ  
قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ وَلَمْ يَعْلَمْ  
الْمَلَائِكَةُ عَنْ عِلْمِهِمَا وَأَنَا أَعْلَمُ

بِهِمَا۔ قِيلَ: يَا أَبَا اسْحَقَ وَمَا هُمَا؟  
قَالَ: إِحْدَاهُمَا كَتَبَ لَوْ كَانَ  
رَجُلٌ يَعْمَلُ عَمَلِ جَمِيعِ الصَّالِحِينَ  
بَعْدَ أَنْ تَكُونَ صُحْبَتُهُ مَعَ الْفَجَّارِ  
فَأَنَا الَّذِي أَجْعَلُ عَمَلَهُ إِثْمًا۔ وَ  
أَحْشَرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَعَ الْفَجَّارِ  
وَالْآخَرَى لَوْ كَانَ رَجُلٌ يَعْمَلُ  
عَمَلِ جَمِيعِ الْأَشْرَارِ بَعْدَ أَنْ  
تَكُونَ صُحْبَتُهُ مَعَ الصَّالِحِينَ  
وَالْأَبْرَارِ وَيُحِبُّهُمْ فَأَنَا الَّذِي  
أَجْعَلُ إِثْمَهُ حَسَنَاتٍ وَأَحْشَرُهُ  
يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَعَ الْأَبْرَارِ۔

جاننا ہوں۔ پوچھا گیا۔ اے ابو اسحق وہ دو  
باتیں کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ایک  
تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اگر  
کوئی آدمی تمام صالحین کے عمل کرے اور  
اس کی صحبت فاجروں اور بدکاروں کے  
ساتھ ہو تو میں اس کے عمل کو گناہ بنا دیتا  
ہوں۔ اور قیامت کے دن فاسقوں اور  
فاجروں کے ساتھ اٹھاؤں گا۔ دوسری  
یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی تمام بدکاروں کے  
عمل کرے اور پھر اس کی صحبت صالح اور  
نیک آدمیوں سے ہو اور ان کو دوست  
رکھتا ہو۔ تو میں اس کے گناہوں کو نیکیاں  
بنا دیتا ہوں۔ اور قیامت کے دن میں اُس کو نیکیوں اور ابرار کے ساتھ اٹھاؤں گا۔

اس حدیث سے اہل اللہ اور ان کی صحبت کی فضیلت نہایت ہی اعلیٰ درجہ  
کی بیان کی گئی ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ جب کہ یہی لوگ وراثت محمدی کے مستحق ہیں۔  
چنانچہ ایک حدیث میں ہے۔

رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ أَنتُمْ  
هَاهُنَا وَمِيرَاثُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يُقْسَمُ فِي الْمَسْجِدِ۔ فَذَهَبَ  
النَّاسُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَتَرَكُوا السُّوقَ۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی گئی ہے کہ  
آپ ایک بازار میں جانچنے اور لوگوں سے  
کہا کہ تم اس جگہ بیٹھے ہو۔ اور محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کی میراث مسجد میں تقسیم ہو رہی ہے  
یہ سنتے ہی لوگ مسجد کی طرف چلے گئے۔ اور



فَرَجَعُوا وَقَالُوا يَا أَبَاهُ رِزْقَ مَا رَأَيْنَا  
مِيرَاثًا يُقْسَمُ - فَقَالَ لَهُمْ مَا رَأَيْتُمْ؟  
قَالُوا - رَأَيْنَا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى  
وَيَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ قَالَ فَذَلِكَ  
مِيرَاثُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ یہی حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی میراث ہے۔

فقیر ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو کوئی آٹھ (۸) قسم کے لوگوں  
کے ساتھ صحبت رکھے اُس کے لئے آٹھ چیزیں اللہ تعالیٰ زیادہ کرتا ہے۔ جو کوئی دو لمبندوں  
کے ساتھ بیٹھے اللہ تعالیٰ اُس کو دنیا کی محبت اور رغبت زیادہ کر دیتا ہے۔ اور جو کوئی  
فقراء کے ساتھ بیٹھے اللہ تعالیٰ اُس کے واسطے شکر اور رضا زیادہ کرتا ہے۔ اور جو  
کوئی بادشاہ کے ساتھ صحبت رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے تکبر اور دل کی سختی زیادہ  
کرتا ہے۔ اور جو کوئی عورتوں کے ساتھ صحبت رکھے اللہ تعالیٰ اُس کی جہالت اور  
شہوت اور اُن کی عقل کی طرف میلان زیادہ کرتا ہے۔ اور جس کی صحبت لڑکوں کے  
ساتھ ہو۔ اُس میں کھیل اور کُود زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور جو ناسقوں کی صحبت میں بیٹھے  
اُس کو گناہ کرنے پر دلیری زیادہ ہو جاتی ہے اور توبہ کرنے میں دیر کرتا ہے۔ اور جو  
کوئی صالحین کی صحبت اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ طاعت کی رغبت اور محبت اُس میں  
زیادہ کرتا ہے۔ اور وہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جو علمائے ربانی  
کی صحبت میں بیٹھے اُس کے لیے اللہ تعالیٰ علم اور پرہیزگاری زیادہ کرتا ہے۔ کہتے  
ہیں کہ جو کوئی عالم ربانی کی صحبت میں جا کر بیٹھے۔ اور کوئی علم کی بات محفوظ اور یاد نہ رکھ  
سکے۔ اُس کو سات کرامتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ وہ متعلموں اور شاگردوں کا



وجہ پاتا ہے۔ دوسرے جب تک اُس کے پاس بیٹھا رہے خطاؤں اور گناہوں سے بچا رہتا ہے۔ تیسرے جب گھر سے نکلتا ہے اس پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ چوتھے، جب تک اُس کے پاس بیٹھا رہے تو جب اللہ کی رحمت اُس پر نازل ہوتی ہے تو اُس کی صحبت کے سبب سے اُس کو بھی اللہ کی رحمت گھیر لیتی ہے۔ پانچویں، جب تک اُس کا کلام اُسنائے گا نیکیاں اُس کے نام لکھی جائیں گی۔ چھٹے یہ کہ فرشتے پروں کے نیچے اُن کو اور اُن کے سبب سے اُس کو بھی ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساتویں جو قدم اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے وہ گناہوں کا کفارہ اور درجوں کو بلند کرنے والا اور نیکیوں کو زیادہ کرنے والا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ چھ کرامتیں اور دیتا ہے۔ اول یہ کہ علماء ربانی کی مجلس میں حاضر ہونے کی وجہ سے اس کی عزت اور حرمت بڑھ جاتی ہے۔ دوسرے، جتنے اس کی پیروی اور اقتدار کریں گے۔ اس کے نام میں اُن سب کے اجر و جتنے اجر لکھے جاتے ہیں بغیر اس بات کے کہ اُن کا اجر کچھ کم ہو۔ تیسرے، یہ کہ اگر ان سے ایک بھی بخشا گیا تو وہ باقیوں کے واسطے شفاعت کرے گا۔ چوتھے، یہ کہ اس کا دل فاسقوں اور بدکاروں کی مجلس سے سرد ہو جاتا ہے۔ پانچویں یہ کہ وہ متعلمین اور صالحین کے طریق میں داخل ہو جاتا ہے۔ چھٹے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو قائم رکھتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

كُونُوا رِبَايَ بَيْنَ يَدَيْكُمْ  
تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ (۳۔ آل عمران: ۷۹)

یعنی تم کتابِ ربانی پڑھ کر علماء و فقہاء ربانی بن جاؤ۔ یہ کرامتیں اور بخششیں تو اُس کے واسطے ہیں جس کو علم کی باتیں یاد نہ رہ سکیں۔ لیکن وہ آدمی جو یاد رکھ کر اس پر عمل کرے اور دوسروں کو بتائے اُس کو کئی گنا زیادہ فضائل حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم جمع ہو کر ذکر کرنے لگتی ہے

تو شیطان اور دنیا اُس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ شیطان دنیا سے کہتا ہے تو دیکھتی نہیں ہے کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ دنیا کہتی ہے چھوڑ دے ان کو جب یہ متفرق ہوں گے میں ان کی گردنیں پکڑ کر تیرے پاس لے آؤں گی۔ معلوم ہوا کہ جمع ہو کر ذکر کرنے سے شیطان وغیرہ کا قابو نہیں چل سکتا۔

حضرت مولینا مولوی عبد اللہ صاحب "معنی الواعظین" میں فرماتے ہیں کہ پہلے زمانوں میں سے ایک زمانہ میں مومن اور فاجر کے شیطانوں نے آپس میں ملاقات کی۔ اور ایک دوسرے کا حال دریافت کیا۔ مومن کا شیطان دُبل پتلا قریب بہلاکت تھا۔ اور فاجر کا شیطان موٹا اور تازہ۔ اُس نے کہا بھائی تیرے دُبل ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اُس نے کہا میں جس کے ساتھ ہوں وہ ہر وقت خدا کے ذکر میں لگا رہتا ہے کھانا کھاتا ہے تو بھی خدا کا نام لیتا ہے۔ اور میں بھوکا رہ جاتا ہوں۔ جب پانی پیتا ہے تو بھی خدا کا نام لیتا ہے۔ میں پیاسا رہ جاتا ہوں۔ جب کپڑا پہنتا ہے یا چلتا پھرتا ہے۔ غرض جو کام کرتا ہے اُس میں خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔ تو میں بے بہرہ رہ جاتا ہوں۔ اُس لیے یہ میرا حال ہے۔ پھر اُس شیطان نے جو موٹا اور تازہ تھا، کہا کہ میں جس کے ساتھ ہوں وہ تو کبھی خدا کا نام نہیں لیتا۔ نہ کھانے میں نہ پینے میں نہ کسی اور کام میں۔ اُس لیے میں اس کے کھانے پینے ہر ایک کام میں شریک رہتا ہوں۔ اور موٹا تازہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ غافل پر شیطان کا ہر طرح سے داؤ چل سکتا ہے۔ اسی واسطے بزرگان دین اپنے جمیع اوقات کو خدا کے ذکر میں گزارتے اور غفلت سے کوسوں بھاگتے ہیں اور غیر خدا سے اگرچہ کوئی ہو کچھ غور نہیں کھاتے۔

چنانچہ حکایات الصالحین میں حامد اسود رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا ایک مرتبہ میں ابراہیم خواص کے ہمراہ سفر میں تھا۔ اتفاقاً سانپوں کے جنگل میں پہنچے۔ میں نے کہا یہاں سے جلد نکل چلو۔ ایسا نہ ہو کہ رات ہو جائے اور سانپوں کے گھیرے



میں آجائیں۔ پھر اُن سے جہان بچاؤ ستوار ہوگی۔ ابراہیم نے یہ سُننے ہی وہیں بستر کر دیا۔  
 میں بھی مجبور ہو کر پڑا رہا۔ رات کو چاروں طرف سے سانپوں نے گھیر لیا۔ میں نے ڈر کر کہا  
 کہ سانپ، سانپ۔ ابراہیم نے فرمایا چپ رہ اور خدا کی یاد میں لگا رہ۔ پس میں نے  
 ذکر شروع کر دیا۔ اور سانپوں نے یہاں گنا شروع کیا۔ پھر میں غلبہ کی وجہ سے فراسا  
 قافل ہو گیا۔ یکایک سانپوں نے پھر گھیر لیا۔ ڈر کر چاہا کہ بھاگوں۔ ابراہیم نے جھڑک  
 دیا اور فرمایا اللہ کا ذکر کیوں نہیں کرتے۔ غرض اسی دُکھ سگھ سے رات گزاری۔ شیخ  
 نماز صبح اور وظیفہ معمولی کے بعد چلے۔ دیکھا تو اس مقام میں جہاں شیخ کا جا رہا  
 تھا۔ ایک بڑا کالا سانپ تھا۔ میں نے متعجب ہو کر پوچھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو تعجب  
 کرتا ہے۔ ابھی لڑکپن کی بوباس تجھ میں باقی ہے۔ رات کو جو ہم بفضلِ الہی محفوظ رہے  
 تو کچھ اچنبھا نہ تھا۔ بے شک اللہ کا ذکر سب بلاؤں کو رد کرتا ہے۔ افسوس کہ آدمی  
 خدا کا نام تو لیتا ہے لیکن اس کے مزہ سے آگاہ نہیں ہوتا۔ اور دھیان نہیں کرتا کہ  
 سب کو ادھر اکارت گیا۔ اس لیے کہ خدا کے نام کا مزہ دل سے نام لینے سے حاصل  
 ہوتا ہے نہ زبانی سے۔ صرف زبان ہی سے ذکرِ خدا کرنے والے اور دل سے خافل  
 کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص عمدہ خوشبو کو ٹاٹ وغیرہ پر لگائے۔ اور دل سے ذکر  
 کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کہ عمدہ لباس پر خوشبو لگائی جائے کہ ہر جگہ عزیز  
 اور دُور دُور تک پھلتی اور پسندیدہ خاطر عوام و خواص ہوتی ہے۔ ہاں یہ بات ضرور  
 ہے کہ زبان سے ذکر کرتے کرتے دل میں بھی ذکر کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص  
 کسی وجہ سے ذکر نہیں کرتا۔ نہ ذکرِ لسانی نہ جنانی تو وہ سب جہان سے بُرا ہے مردانِ خدا  
 دل زبان، بلکہ ہر ایک اعضا سے خدا کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں جیسا کہ حضرت  
 بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ زمین پر پڑا ہے  
 اور ہزاروں بھڑس اُس پر لپٹی ہیں اور اُس کا گوشت توڑ توڑ کر لے جاتی ہیں۔ اور وہ



زبان شوق سے اللہ، اللہ، کہتا ہے میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ کتنی مدت سے یہ شخص اس طرح پڑا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ چالیس سال سے اس کا یہی حال ہے۔ میں نے اُس کا سراپنہ زانو پر رکھ کر چاہا کہ کچھ کہوں۔ بہنوڑ میں بات نہ کرنے پایا تھا کہ اُس نے آنکھ کھول کر اپنا سر زمین پر رکھ دیا اور کہنے لگا تو کون ہے کہ مجھ میں اور میرے دوست میں تفرقہ اندازہ ہوا۔ اور مجھ کو اُس کی یاد سے غافل کیا۔ غرضیکہ خدا کے بندے اُس کی یاد سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہوتے۔ ہر وقت اور ہر حالت میں اُس کی یاد میں لگے رہتے ہیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو دیکھو کہ باوجود اس قدر تکلیف اور بیماری کے بھی ایک ساعت غافل نہ ہوتے۔ حضرت یعقوب۔ زکریا یحییٰ علیہم السلام وغیرہ انبیاء اور اولیاء سب کے سب اسی کی یاد میں اپنے عزیز اوقات کو بسر کر گئے۔ بخلاف ہم لوگوں کے کہ محض نماز ہی کے ادا کرنے پر نازاں ہو کر دوسری قوموں پر فخر اور بڑائی کرتے ہیں۔ اور دلوں میں کچھ خیال نہیں کرتے کہ اُس کا ذکر دل سے بھی کیا جاتا ہے۔ بعض کیا ہزاروں ہمارے بھائی نماز کو بھی جواب دے بیٹھے ہیں۔ اور طرح طرح کے فسق و فجور میں پھنس کر اپنی عاقبت کو خراب کر رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

# فصل بیعت کی سنّت اور فضیلت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ بیعت کے مسنون ہونے میں اہل علم کا اتفاق ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت لی۔ آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کتنے امور پر ہتی کبھی ہجرت پر، کبھی جہاد پر، کبھی ادائے صوم و صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ وغیرہ پر، کبھی کفار کے معرکہ میں ثابت رہنے پر، کبھی سنّت کے تمسک اور بدعت سے بچنے پر، اور آب ایک ہی مطلب پر ہے لیکن یہ امر اس کی سنّت اور اصل غرض کو کچھ مضر نہیں۔ بلکہ غور اور تامل سے ثابت ہوتا ہے کہ اب بھی بہت سے امور پر بیعت ہوتی ہے مثلاً مرید جب شیخ کے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ احکام شرعیہ بحال آؤں گا۔ توبہ بھی اجمالاً کتنے امور کو مشتمل ہوتی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ نے اس فعل پر اپنی رضامندی ظاہر کی ہے۔ اور اس عہد پر ثابت رہنے والے کے واسطے بڑے اجر کا وعدہ کیا۔ چنانچہ فرماتا ہے:-

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ۔ (۲۶- الفتح: ۱۸)

تحقیق راضی ہوا اللہ مومنوں سے جس وقت بیعت کرتے تھے آپ سے درخت کے نیچے پس جان لیا اللہ نے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے پس ان پر تسلی نازل فرمائی۔ معلوم ہوا کہ اللہ راضی ہوتا ہے اور تسلی و سکینہ نازل ہوتی ہے۔ پھر فرمایا:- جس نے پورا کیا وہ کام جس پر اس نے عہد کیا تھا ساتھ اللہ کے پس قریب ہے کہ دے گا اللہ اس کو بڑا ثواب۔ (۲۶- الفتح: ۱۰)

اور فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا  
يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ  
أَيْدِيهِمْ (۲۶- الفتح : ۱۰)

جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ حقیقت  
اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے  
ہاتھوں پر ہے۔

اس آیت سے بیعت کی فضیلت اہل علم پر مخفی نہیں جب بندہ کو خدا نے اپنا  
خلیفہ اور نائب مقرر کیا تو ایک دوسرے کی بھی نیابت بطریق اولیٰ درست ہونی  
چاہیے پس مشائخ علیہم الرحمۃ کا سلسلہ نیابت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
تک پہنچتا ہے۔ ایک حدیث میں اللہ کے رسول فرماتے ہیں :-

طُوبَى لِمَنْ رَأَى رَأَى وَلِمَنْ رَأَى  
مَنْ رَأَى۔

خوشخبری ہے اُس کے لیے جس نے مجھ کو  
دیکھا یا اُس آدمی کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے :-

لَا تَقْسَ النَّارَ مَنْ رَأَى رَأَى أَوْ رَأَى  
مَنْ رَأَى۔

آگ نہ چھوئے گی اُس شخص کو جس نے مجھے  
دیکھا یا اُس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔

یہی مضمون مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی میں لاتے ہیں۔

## مثنوی

گفت طوبی مَنْ رَأَى مُصْطَفَا  
چوں چراغ نور شمع را کشید  
ہم چنین تا صد چراغ از نفل شد  
خواہ نور از واپس بستان بجا  
خواہ ہیں نور از چراغ آہن دریں

وَالَّذِي يَبْصُرُ لِمَنْ دَجَّحَى رَأَى  
ہر کہ دید آں را یقین آں شمع دید  
دیدن آہن لقائے اصل شد  
ہیچ فرق نیست خواہ از شمعداں  
خواہ ہیں نورش ز شمع غابریں



آپ خواہ از جو بخوخواہ از سبجو  
کاں سبوراہم مدو باشد ز جو

نور خواہ از مہ طلب خواہے ز نور

نور مہ ہم ز آفتاب است اے پسر

پس اس سلسلہ میں مسلسل ہونا کمال عزت و فخر ہے صحابہ کرام میں سے کوئی

ایسا نہیں ہے جس نے بیعت نہ کی ہو صحیح بخاری میں ہے غزوہ خندق کے روز

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مہاجرین و انصار کے واسطے دُعا فرمائی تو سب

نے عرض کی۔

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ

وسلم سے اسلام پر بیعت کی ہے جب تک

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا

حَتَّى الْإِسْلَامَ مَا بَقِينَا أَبَدًا۔

ہم زندہ رہیں گے۔

نیز صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:-

پندرہ سو آدمی تھے جنہوں نے حدیبیہ

کے روز آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ بیعت کی۔

كَانُوا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً

بِالَّذِينَ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحَدَيْبِيَةِ۔

بخاری شریف کی ایک روایت میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یوں آیا ہے:-

حضرت سلمہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ بیعت کی۔ پھر ایک دخت

کے سایہ میں جا بیٹھا پس جب لوگ کم ہو گئے

تو آن حضرت نے فرمایا۔ اے اکوع کے بیٹے

تو ہم سے بیعت نہیں کرتا؟ میں نے کہا میں

بیعت کر چکا ہوں۔ فرمایا دوبارہ بھی سلمہ

قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ شَجَرَةٍ

فَلَمَّا خَفَتِ النَّاسُ - قَالَ يَا ابْنُ

الْأَكُوْعِ أَلا تُبَايِعُ؟ قَالَ: قُلْتُ قَدْ

بَايَعْتُ قَالَ: وَآيُضًا قَالَ فَبَايَعْتُهُ

الثَّانِيَةَ۔

کہتے ہیں۔ پھر میں نے دوبارہ بیعت کی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیعت نہایت فضیلت رکھتی ہے چنانچہ آپ کو ایک شخص پر ترک بیعت کا گمان ہوا تو اُس کو بیعت کی رغبت دلائی۔ الغرض بیعت اور تلقین مشائخ کبار سے سنت ہے۔ اور یہی لوگ حق سبحانہ کے راستہ کی خبر دینے والے اور بتانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ

اے ایمان والو! پھر ایمان لاؤ اللہ اور اس

کے رسول کے ساتھ۔

وَرَسُولِهِ - (۵- النساء: ۱۳۶)

یہاں تجددِ ایمان سے مراد بیعت ہی ہے۔ پھر فرماتا ہے :-

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (۲- المائدہ: ۳۵) تلاش کرو اللہ کی طرف وسیلہ۔

سو وسیلہ سے بھی یہی بیعت مرشد مراد ہے۔ ارشادِ رحیمہ میں حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی

سے منقول ہے کہ ممکن نہیں کہ وسیلے سے ایمان مراد لی جائے۔ اس واسطے کہ خطابِ اہل

ایمان سے ہے۔ چنانچہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اس پر دلالت کرتا ہے۔ اور عملِ صالح سے

بھی مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے۔ اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہو سکتا۔

پس متعین ہو گیا کہ وسیلے سے مراد ارادت اور بیعت مرشد ہے۔ اور اس کے بعد فرمایا

وَجَاهِدْ وَإِنِّي سَبِيلُهُ یعنی مجاہدہ اور ریاضت کرو اُس کے رستہ میں یعنی ذکر و فکر

کے ساتھ تاکہ فلاح حاصل ہو جو عبارت ہے وصولِ ذاتِ پاک سے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

إِنْتَهَى مَخْلَصًا۔ روح البیان میں ابو یزید بسطامی قدس اللہ سرہ سے منقول ہے کہ

آپ نے فرمایا :-

مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ أُسْتَاذٌ

جس کا کوئی اُستاد (یعنی پیرِ طریقت) نہیں

فَإِمَامُهُ الشَّيْطَانُ۔

پس شیطان اُس کا پیشوا ہے۔

اور اُستاد ابو القاسم قشیری نے اپنے شیخ ابو علی دقاق سے روایت کی ہے کہ

منہوں نے فرمایا :-

الشَّجَرَةُ إِذَا ابْنَتَتْ بِنَفْسِهَا مِنْ  
غَيْرِ غَارِسٍ فَإِنَّهَا تَتَوَرَّقُ وَلَا تَتَمَرَّدُ

درخت جب بغیر بونے والے کے جسے تو  
اُس کو پتے تو ضرور نکلتے ہیں لیکن پھل نہیں لگتا

اور واقعی ایسا ہے جیسے حضرت ابو علی دقاق نے فرمایا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اُس درخت کو پھل بھی لگے۔ جیسے اُن درختوں کو جو نہروں کے کنارے اور پہاڑوں پر خود بخود جیتے ہیں پھل لگتا ہے لیکن ان کے پھلوں میں وہ مزہ نہیں ہوتا جو باغوں کے درختوں کے پھلوں کا مزہ ہوتا ہے۔ اور پودہ جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر کے لگایا جاتا ہے تو وہ نہایت ہی عمدہ اور بہت پھل والا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں تصرف کا دخل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت شیخ ابو علی دقاق نے یہ ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ جس طرح درخت خود بخود اُگتا ہے بے اثر ہوتا ہے۔ اُسی طرح بغیر ہر طریقت کے معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور جس طرح کہ بعض ایسے درختوں کو پھل بھی لگتا ہے مگر وہ پھل ذائقہ دار نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض اشخاص کو اگر بغیر شیخ کی صحبت کے کچھ حاصل بھی ہو تو وہ ایسا نہیں ہوتا کہ اُس سے کسی دوسرے کو فیض پہنچے۔ پھر اگر کسی دوسرے کو فیض بھی ہو تو وہ فیض اس قسم کا نہیں ہوتا جو بوسیۃ شیخ حاصل ہوتا ہے۔ لہذا شیخ کی نہایت ضرورت ثابت ہوئی۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ فرماتے ہیں :-

پیر را بگزین کہ بے پیراں سفر  
آں رہے کو بارہا تو رفتہ  
پس رہے را کہ ز رفتی تو بہر هیچ  
بر کہ او بے مرشد سے در راہ شد  
گر نباشد سایہ پیراے فضول  
غولت از رہ افگند اندر گزند

ہست بس پُر آفت و خوف و خطر  
بے قلاوہ اندر آں آشفتم  
ہیں مرد تنہا ز رہبر سر بیج  
اوز غولان گمراہ و در چاہ شد  
پس ترا سر گشتہ دار و بانگ غول  
از تو را ہے تر دریں رہ بس ماند



## ترجمہ

سیر کر، بے پیر عرفاں کا سفر  
تدقیر توں طے کر چکا ہے تو جو راہ  
پھر وہ رستہ جو کبھی دیکھا نہیں  
جو چلا بے راہبر اس راہ میں  
سیر اگر سر پر نہ ہو اے بوالفضل  
ہے بہت پُر آفت و خوف و خطر  
اس میں بے راہبر کے ہوتا ہے تباہ  
سچ بتا دیتا ہے بے راہبر کہیں  
وہ بہک کر گر پڑا ہے چاہ میں  
تجھ کو کر دے گی پریشاں بانگِ غول

غول پہنچائیں گے نقصاں سرسبز  
بہکے ہیں تجھ سے بھی کچھ چالاک تر

مطلب مولانا کا یہ ہے کہ اے مخاطب تو کسی پیرِ کامل کی تلاش کر کیونکہ یہ مہرِ  
کا راستہ نہایت پُر خوف اور پُر خطر ہے۔ اگر پیرِ مہرِ ارہبر نہ ہوگا تو نفس و شیطان تجھ پر  
قابو پالیں گے۔ اور تو الحاد کے گڑھے میں گرے گا۔ کعبہ کا راستہ جو سب کو معلوم ہے  
اور شب و روز مسافر اُس طرف آتے جاتے ہیں اُس جگہ تک بھی بلا راہبر آدمی آسانی  
سے پہنچ نہیں سکتا۔ پھر جس راستے (یعنی عرفان کے رستہ) میں کبھی قدم بھی نہ رکھا ہو،  
اس میں بغیر مُرشدِ کامل کے کس طرح منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔ پس اس راستہ میں ضرور  
راہبر چاہیے۔ ورنہ اُس کو شیطانی وسوسے کفر و الحاد کے گڑھے میں ڈال کر ہلاک کر دیں گے۔  
اگر تیرے سر پر مُرشدِ کامل کا سایہ نہ ہوگا تو نفسانی وسوسے تجھے ہمیشہ حیران رکھیں گے۔  
بڑے بڑے عقل مند لوگ اہل فلسفہ وغیرہ بلا مُرشد صرف عقل کے بھروسہ پر چلے اور شیطانی  
وسوسوں نے اُن کو گمراہ کر دیا۔ اس مقام پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ بعض لوگ ایسے  
بھی گزرے ہیں جنہوں نے بیعت نہ کی اور مرتبہ وصال تک پہنچ گئے۔ اس کے جواب  
میں مولانا رومی صاحب فرماتے ہیں۔ ۷۷

ہر کہ تہنا در ایں راہ را بُرید  
ہم بعونِ ہمتِ مرداں رسید  
دستِ پیر از غائبان کوتاہ نیست  
دستِ اوجڑ قبضۃ اللہ نیست  
غائبان را چوں چنیں خلعت مہند  
حاضراں از غائبان بیشک بہ اند  
غائبان را چوں نوالہ مے دہند  
پیشِ مہماں تا چہ نعمت ہا نہند

ترجمہ

جو گیا اس راہ میں تہنا مردِ دین  
ہمتِ مرداں سے پہنچا ہے کہیں  
غائبوں سے کب الگ ہے دستِ پیر  
ہاتھ ہے یہ قبضۃ ربِّ قدرتِ پیر  
غائبوں کو جب وہ خلعت دیتے ہیں  
بس تو حاضر غائبوں سے اچھے ہیں  
غائبوں کو دیتے ہیں وہ دولتیں  
حاضروں کو بخشتے ہیں نعمتیں

یعنی اگر کسی نے شاؤ و ناد در بلادِ وسیلہ مُرشد راہِ سلوک کو طے بھی کیا اور قرب حاصل کیا تو یقین کر لینا چاہیے کہ شخص بھی مردانِ خدا یعنی مُرشدانِ کامل ہی کی دُعا سے یہاں تک پہنچا ہے کیونکہ مُرشدِ کامل کی دُعا غائبوں کے حق میں بھی قبول ہو جاتی ہے۔ اس کا ہاتھ غائبوں سے کوتاہ نہیں ہوتا۔ وہ حاضر و غائب سب پر تصرف رکھتا ہے۔ پس جب کہ غائبوں کو جو دولتِ بیعت سے مشرف نہیں ہوتے۔ یہ انعام و خلعت عنایت فرما دیتے ہیں تو وہ لوگ جو کہ حاضر یعنی حلقہِ مُریدان میں داخل ہیں ضرور غائبوں سے بہتر رہتے ہیں۔ اور اُن کو اعلیٰ درجہ کی دولتِ معنوی مل جاتی ہے۔ اور جب وہ غائبوں کو بھی نوالہ یعنی تھوڑی بہتِ الطاف کو دیتے ہیں۔ تو اپنے مہمان یعنی مریدِ خالص کو کیا کچھ باطنی نعمتیں عنایت فرماتے ہوں گے۔ اس تقریر سے صاف معلوم ہوا کہ مُرشدِ کامل کی صحبت اور حضور سے جو دولتِ معنوی حاصل ہوتی ہے وہ غائب رہنے سے نہیں حاصل ہو سکتی۔ پس پیرِ کامل کی صحبت اور بیعت سے دُور رہنا باعثِ محرومی ہے۔

# فصل اصطلاحات نقشبندیہ کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ حضرات نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کی چند اصطلاحات ہیں جن پر ان کے طریقہ علیہ کی بنیاد ہے۔ ”رشتات“ میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ عبدالحق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طریقہ سنجگان نقشبندیہ کی بنیاد ان گیارہ کلمات پر ہے :-

(۱) ہوش دردم (۲) نظربردم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرو (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت (۹) وقوف زمانی (۱۰) وقوف عددی (۱۱) وقوف قلبی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اقوال الجلیل میں فرماتے ہیں کہ پہلی آٹھ خواجہ عبدالحق غجدانی سے منقول ہیں۔ اور پچھلی تین خواجہ نقشبند سے مروی ہیں۔

## ۱۔ ہوش دردم

ہوش دردم سے یہ مراد ہے کہ ہر دم کے ساتھ بیداری اور ہوشیاری رکھے اور ذکر زبانی اور ذکر قلبی حضور کے ساتھ ہو غفلت سے نہ ہو۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس طریقہ میں دم کی نگہبانی کرنی بہت ضروریات سے ہے۔ جو شخص دم کی نگہبانی نہیں کرتا۔ کہتے ہیں کہ فلاں شخص طریقہ بھول گیا۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس طریقہ میں اصل معاملہ دم ہی ہے۔ کوئی دم اندر آنے اور باہر جانے میں ضائع نہ ہو حضور کے ساتھ آئے جائے نہ کہ غفلت سے۔۔۔ بیت

دم بدم دم را غنیمت دان و ہمدم شو بدم  
واقف دم باش در دم بیج دم بے حسام دم



## رباعی

اُسے ماندہ زبجر علم پر ساحلِ عین      در بجز فراغت و بر ساحلِ شین  
 بردار صفا نظر ز موجِ کونین!      آگاہ بہ بجز باش بین النفسین  
 اگر کوئی دم کسی کا غفلت میں گزرا تو کسی نے گناہ سمجھا کسی نے کفر۔

## مثنوی

ہر آں غافلِ از دے یک نہان است      و در آں دم کا فرست اما نہان است  
 اگر آں کافر پیوستہ بودے      و در اسلام بر دے بستہ بودے  
 قیامت کے روز پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنے دم کہاں صرف کیے۔ تو جس  
 نے یاد حق میں صرف کیے ہوں گے وہ خلاصی پائے گا۔

## مثنوی

دستگیری کیجیو میرے خدا      تا کوئی دم ہوں نہ میں تجھ سے جدا  
 دم بدم ہوتا رہوں تجھ پر خدا      آرزو تجھ سے یہی ہے اے خدا  
 ہونزباں پر ذکرِ دل میں ہو حضور      ماسوا تیرے یہ دل ہو سب دور

نورِ وحدت کر دے مجھ پر آشکار

بس یہی ہے مدعا پروردگار

حضرت خواجہ مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی شرح رباعیات  
 کے آخر میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالخنا بسم اللہین کبریٰ قدس سرہ نے رسالہ  
 فواتح الجمل میں تحریر فرمایا ہے کہ جو ذکر حیوانات کے نفسوں پر جاری ہے۔ یہ ان کے

انفاس ضروریہ ہیں۔ اس واسطے کہ سانس کے آنے جانے میں خواہ وہ چاہیں یا نہ چاہیں وہ حروف جن کا اشارہ ہویت حق کی طرف ہے کہے جاتے ہیں۔ اور یہ وہی حروف ہیں جو اسم مبارک اللہ کے حروف ہیں۔ پس طالب ہوشمند کو چاہیے کہ جب یہ حروف تلفظ میں آئیں۔ حق تعالیٰ کی ہویت ذات ملحوظ ہو۔ اور سانس کے اندر آنے اور باہر جانے میں واقف ہو۔ تاکہ بتدریج نسبت حضور مع اللہ حاصل ہو جائے۔

### رباعی

باغیب ہویت آمد اے حرف شناس      انفاس ترا بود برآں حرف اساس  
باش آگہ ازاں حرف در امید و ہراس      حرفے گفتم شگرف اگر داری پاس

### ۲۔ نظر بر قدم

نظر بر قدم سے مقصود ہے کہ چلتے پھرتے نظر نسبت پا پر رہے تاکہ نامحرم پر نظر نہ پڑے۔  
اللہ کریم نے سورہ نور میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ارشاد فرمایا ہے :-  
قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ  
وَيَحْفَظُوا أَرْوَاحَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ  
إِنَّ اللَّهَ جَبَّارٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝  
(۱۸۔ النور: ۳۰)

آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ نہ بچھریں اپنی نگاہیں  
اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی۔ یہ (طریقہ)  
بہت پاکیزہ ہے اُن کے لیے۔ بے شک اللہ  
خوب آگاہ ہے ان کاموں پر جو وہ کرتے ہیں۔

اب میں کہتا ہوں کہ بڑا تیز تر شیطان کا وجود انسان میں ہے تو آنکھ ہی ہے۔ کیونکہ اور جتنے حواس ہیں جب تک اُن سے کوئی چیز مَس نہ کرے۔ ادراک نہیں کر سکتے۔ اور چشم وہ حس ہے کہ دور اور نزدیک سے اپنا کام لیتی ہے۔ تو انسان کو سوائے بند کرنے کے کچھ چارہ نہیں۔ بخاری و مسلم میں آیا ہے کہ سات آدمیوں کو اللہ کریم قیامت کے روز

عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اُس دن سوائے عرش کے کہیں سایہ نہ ہوگا۔ ایک شخص  
وہ ہوگا جس کو کوئی خوب صورت مالدار عورت اپنی طرف بلائے اور وہ جواب میں کہے  
کہ اِنِّیْ اَخَاتُ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ میں اپنے مالک سے ڈرتا ہوں۔ اور جتنی یہ  
آفتیں ہیں ان سب کا سبب نظر ہی ہے۔ طالب خدا کو چاہیے کہ ہرگز اپنی نظر کو ضائع  
نہ کرے۔ اگر ناگہاں کسی پر پڑ جائے تو اُسی وقت توبہ کرے۔ اگر دوبارہ دیکھے تو  
مواخذہ ہوگا۔ اور کیا تعجب ہے کہ کسی بلا میں مبتلا ہو جائے۔ اسی واسطے بعض سلف نے  
خدا تعالیٰ سے شرم کے مارے چالیس برس اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھایا۔ یہ لوگ اپنی  
نظر بالکل ضائع نہ کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ربیع بن خثیم اتنا آنکھوں کو نیچے اور سر کو جھکائے رکھتے تھے کہ بعض لوگ  
خیال کرتے تھے کہ یہ اندھا ہے۔ حضرت مسعود کے گھر بیس برس تک آیا جایا کرتے تھے جب  
آپ کی لونڈی اُن کو دیکھتی تو کہتی کہ آپ کا اندھا دوست آیا۔ حضرت یہ بات سن کر تبسم فرماتے  
اور کہتے بخدا اے ربیع اگر تم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو بہت ہی خوش ہوتے۔  
پس طالب خدا کو چاہیے کہ اپنی نظر کو یوں ہی ضائع نہ کرے۔ اگر کسی طرف نظر  
پڑے بھی تو عبرت کے ساتھ پڑے۔ فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے  
کہ نظر بر قدم سے مراد ہوسالک کا ہستی کی مسافت کو قطع کرنے اور خود پرستی کی گھاٹیوں کے  
طے کرنے میں جلدی کرنا یعنی جس جگہ اُس کی نظر منتہی ہو اُس پر فوراً قدم رکھے۔ اور جو  
ابو محمد رویم قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ :-

اَدَبُ الْمُسَافِرِ اَنْ لَا یُجَادِزَ  
هِمَّتَهُ قَدَمَهُ۔

مُسافر کا ادب یہ ہے کہ اُس کی ہمت اُس  
کے قدم کے آگے نہ بڑھے۔

انہی معنوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن حسامی  
قدس سرہ السامی نے تحفۃ الاحرار میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کی منقبت



اور تعریف میں یہ شعر لکھے ہیں :-

کم زدہ بے ہمدے و ہوش دم      در نگذشتہ نظرش از دم  
بس ز خود کردہ بسرعت سفر      باز من اندہ قدمش از نظر

### ۳۔ سفر در وطن

سفر دو قسم کا ہے۔ ایک ظاہر بدن سے ہے کہ ایک ملک اور صحرا کا سفر کرے اور خدا کی زمین میں نشانات و عجائبات دیکھے۔ یا زیارت حج یا مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفاً کی کرے۔ یا زیارت اولیاء و علماء یا زیارت قبور کرے۔ ان کی زیارت میں بہت برکتیں اور فائدے ہیں۔ دوسرا سفر باطنِ دل سے ہے کہ صفاتِ بشریہ خسیسہ سے صفاتِ ملکیتہ فاضلہ کی طرف نقل کرے۔ اور تحت التری سے ملکوت السموات تک کی سیر کرے۔ ان دونوں سے سفر باطن اشرف و افضل ہے۔ سالک پر واجب ہے کہ اپنے نفس کے حال سے واقف ہو کہ آیا اس میں کچھ ابھی محبتِ خلق اللہ اور ماسوی اللہ باقی ہے۔ یا کسی کی نسبت بغض و کینہِ عداوت و دشمنی وغیرہ پائی جاتی ہے کیونکہ غیر خدا کی محبتِ دل کے اندر بہت پوشیدہ چھپی رہتی ہے جب تک ان کو دل سے نہ نکال لے حلاوتِ ذکر ممکن نہیں جب ان امور میں سے کسی ایک کو بھی اپنے دل میں معلوم کرے۔ تو پھر از سر نو توبہ کرے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے جس نے اللہ کی محبتِ خالص کا مزہ چکھا تو اُس نے اُس کو طلبِ دُنیا سے باز رکھا۔ اور سب لوگوں سے اُس کو وحشی بنایا۔ مگر اُس سفر میں گھسنا نہایت دشوار ہے۔ اور اس کے واسطے کوئی رہبر، رفیق درکار ہے۔ اور اس راہ کے چلنے والے اور سیرِ ملکوت اور تماشا سیرِ جنت کا کرنے والے کم ہیں۔ حالانکہ اللہ کریم اس راستہ کی طرف چلنے کے واسطے خود ارشاد فرماتا ہے :-

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَ هُمْ وَكَايِلُ گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق (عالم)

میں اور ان کے اپنے نفسوں میں۔

فِي أَنْفُسِهِمْ - (۲۵- حشر سجدہ: ۵۳)

اور دوسری آیت میں فرمایا :-

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ ۝

وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝

(۲۶- الذاریت: ۲۰-۲۱)

اور زمین میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں  
اہل یقین کے لیے اور تمہارے وجود میں  
بھی (نشانیاں ہیں) کیا تمہیں نظر نہیں آتیں۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم نے اپنی معرفت کا راستہ اور اپنی  
پہچان کا طریق کُشادہ کر دیا ہے۔ اور تمام عالم شہادت میں ہر  
ایک قسم حیوانات و نباتات و جمادات جو کچھ دیکھنے میں آتا ہے۔ ان میں سے کوئی  
ایسی چیز نہیں جو خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر شاہد نہ ہو اور اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ مگر  
مگر اس کی تسبیح وہی سنتا ہے جو کان لگاتے اور حضورِ دل سے سُنے۔ ورنہ منکر اور غافل  
جو دنیا کی بہار پر فریفتہ ہیں۔ وہ نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں۔ وہ تو اس آیت کے مصداق ہیں

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ

الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ

غَافِلُونَ ۝ (الرّوم: ۴)

وہ جانتے ہیں دُنویٰ زندگی کے ظاہری پہلو

کو اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں۔

جو شخص ایسی نعمتِ عظمیٰ سے بے بہرہ اور بد نصیب ہو۔ وہ دو حال سے خالی  
نہیں یا تو وہ وعدہ اور وعید اور اُس کے دوزخ اور جنت پر ایمان نہیں رکھتا یا علانیہ  
بے وقوف ہے۔ علانیہ بے وقوفی تو یہ ہے کہ اپنے دل کو غیر کی محبتوں اور آرزوؤں سے  
پُر کر دیا۔ اور اپنے آنے جانے کو بھول گیا۔ اور معلوم نہ کیا کہ کس واسطے ہم یہاں آئے  
ہوئے ہیں اور ہم کو کہاں لے جاتیں گے۔ تو ایسے آدمی نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ یہ  
شخص معرفت کو کیسے حاصل کر سکے گا۔ ایسے غافل شخص کے حق میں اللہ کریم یوں ارشاد  
فرماتا ہے :-

وَكَائِنٌ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ  
وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا  
مُعْرِضُوْنَ ه (۱۳- یوسف: ۱۰۵)  
کیے ہوتے ہیں۔

اور فرمایا:-

اور کتنی ہی بے شمار نشانیاں ہیں جو آسمانوں  
اور زمین (کے ہر گوشہ) میں (سچی ہوتی) ہیں۔  
جن پر یہ گزرتے ہیں اور وہ ان سے روگردانی

اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْرِضُوْنَ ۝ بے شک وہ سُننے سے معزول ہیں۔

اس سے ظاہری کان مراد نہیں۔ کیونکہ وہ لوگ گوشِ ظاہر سے معزول نہ تھے۔ بلکہ  
باطن میں بہرے تھے۔ ظاہر میں تو ہر ایک حیوانات آواز سننے ہیں۔ مگر گوشِ دل اور حال سے  
وہ کچھ سنائی دیتا ہے جس کو سُن کر عاشقانِ الہی راحت پاتے ہیں۔ پس جس شخص کو یہ سفر  
نصیب ہو تو اُس کو زمین اور جنگلوں میں پھرنے سے کیا کام۔ اس کے واسطے آسمان کے  
اسرار ستارے، چاند، سورج دیکھنے سے کام نکل سکتا ہے تو جس شخص کے سر پر آسمان  
گردش کرتے ہوں اور کعبہ طواف کرتا ہو تو وہ شخص اگر کسی مسجد کے طواف کو جاتے تو خالی  
از تعجب نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ تو اپنے وطن اور جگہ پر ہی بیٹھے رہتے ہیں۔ اور باطن میں  
تماشا عرض سے تحت الثریٰ تک دیکھتے ہیں۔

### رباعی

یارب چہ خوش است بے ہاں خندیدن  
بنشین و سفر کن کہ بغایت خوب است  
حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں اس  
شعر کی شرح میں فرماتے ہیں :-  
کال پذیرائے صورت از نور است  
آئینہ صورت از سفر و دور است



کہ آئینہ صورت کی طرف سفر نہیں کرتا۔ کیونکہ صورت کا قبول کرنا اس کی اپنی صفا اور نورانیت کے سبب سے ہے۔ جو کچھ اُس کے مقابل آجائے اور صورت دکھائے اُس کی صورت اس میں منطبق اور متنقش اور منعکس ہو جاتی ہے۔ آئینہ کو صورت کی طرف حرکت کرنی نہیں پڑتی۔ اسی طرح جب دل کا حقیقی اور معنوی آئینہ صورت کو نیہ اور اشیاء موجودات کی صورتوں اور نقوشوں کی آتش اور غلاطت سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور طبعی خواہشوں کے ظلمات دور اور زائل ہو جاتے ہیں تو تجلیات ذاتیہ و صفاتیہ کے نور و صفا سے منور اور متجلی اور کیفیات صوری و معنوی کے قبول کرنے والا ہو جاتا ہے۔ اُس وقت ہر ایک چیز پر خطوط الہی لکھے ہوئے پاتا ہے۔ کچھ حاجت سیر و سلوک کی نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس کا سیر و سلوک ہی تصفیہ اور تصاقل و جہ قلب ہے۔ جب دل کو صفا اور صفاقت حاصل ہو گیا سفر سیر و سلوک سے مستغنی اور بے پرواہ ہو گیا۔ باقی رہی یہ بات کہ بعض ہمیشہ سفر کرتے ہیں۔ اور بعض مقیم رہتے ہیں۔ اور بعض اول سفر کرتے ہیں پھر مقیم ہوتے ہیں۔ اور بعض پہلے مقیم ہوتے ہیں پھر سفر کرتے ہیں۔ تو ان چاروں گروہوں کی نیت درست ہوتی ہے کیونکہ جو طالب مولیٰ ہوتا ہے وہ سوائے رضا۔ مولیٰ کے اور کچھ کام نہیں کرتا۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مبتدی کو سفر میں سوائے پریشانی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ طالب صادق کو چاہیے کہ کسی اچھے عزیز کی صحبت میں اقامت اختیار کرے۔ اور اُس کی خدمت بجالائے۔ اور وصف تمکین حاصل کرے پھر جہاں چاہے رہے۔

## ۴۔ خلوت در انجمن

حضرت محبوب سبحانی قُلب ربانی خواجہ بہاء الدین نقشبند لاثانی قدس سرہ کی خدمت میں کسی شخص نے عرض کی کہ آپ کے طریقہ کی بناء کس چیز پر ہے؟ آپ نے

فرمایا کہ خلوت در انجمن پر یعنی ظاہر بخلق مشغول ہو اور باطن بحق سبحانہ مستغرق۔ اور فرمایا کہ اس طریقہ کی نسبت باطنی اشتغال و استغراق ذکر میں اس درجہ کو پہنچتی ہے اور ایسا غلبہ ذکر کا دل کی حقیقت پر ہو جاتا ہے کہ اگر ذکر بازار میں آئے جاتے یا غیر آوازیں سُنئے تو اُس کو سوائے ذکر کے اور کچھ سنائی نہیں دیتا۔ نقل ہے کہ ایک شخص محبوب سبحانی مغوثِ صمدانی حضرت ابو یزید بسطامی قدس اللہ سرہ کے حجرہ میں ایک شخص نے آواز دی۔ ہَلْ أَبُویَزیدُ فی البیتِ؟ کیا ابو یزید گھر میں ہیں؟ فقال أَبُویَزیدُ ہَا فی البیتِ اَللّٰہُ حضرت ابو یزید نے فرمایا۔ نہیں گھر میں مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں کہ اگر طالب صادق ذکر میں کوشش کرے تو پانچ چھ روز میں ایسا غلبہ ذکر حاصل ہو جاتا ہے اور ایسی بے خودی دل پر احاطہ کرتی ہے۔ کہ اگر درخت کا کوئی پتہ بھی کھڑکے یا کوئی آواز اس کے سمع میں آئے۔ تو اس کو سب ذکر ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ ابتدا میں ہمارا حال ایسا ہی تھا۔ اور جو شخص اپنی کم ہمتی سے ذکر قلیل کرتا ہو اُس کو چاہیے کہ ہمت کرے ورنہ کمال ذات تک پہنچنا محال ہے۔ اور فرمایا کہ ہمارا طریقہ صحبت ہی ہے۔ اور خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں بڑی آفت ہے۔ اس زمانہ میں دفعِ ریاکاری کے واسطے اس سے بہتر کوئی علاج نہیں یا تو خدا کے واسطے علماء کی وضع اور لباس اختیار کرے اور باطن بحق رہے۔ اکثر عوام کو اس کے ساتھ عقیدت نہ ہوگی۔ یہی گمان کریں گے۔ کہ یہ تو مُلا ہیں۔ کتاب کے کپڑے ہیں۔ ان کو درویشی اور ولایت سے کیا نسبت۔ بخلاف فقراء کے یا مطلق ترکِ لباس کرے۔ ایک شخص نے خواجہ نقشبند سے پوچھا کہ کار و بار کی عین مشغولی میں توجہ الی اللہ رکھنا اور غافل نہ ہونا کیونکر متصور ہے اور اس پر کیا دلیل ہے۔ خواجہ علیہ الرحمۃ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے :-

رِجَالٌ لَا تُلْهِیْہُمْ تِجَارَةٌ وَلَا

وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتی تجارت اور

بَيَّحُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ - (۱۸/النور - ۳۷) نہ غریب و فروخت یا دہی سے۔

اور ایسے ہی ایک حدیث میں وارد ہے:-

الصُّوفِيُّ هُوَ الْكَائِنُ وَالْبَائِسُ۔ صوفی وہ ہے جو کائن اور بائن ہو۔ یعنی ظاہر  
بخلق اور باطن بحق مشغول ہو۔

بے شک جناب خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے طریقہ میں اب بھی ایسے بندے موجود  
ہیں مگر تھوڑے۔ وہ ایسے لوگ ہیں۔ اگر کسی مجلس میں جاتیں تو لوگ عزت نہ کریں۔  
اور اگر کسی سے کچھ مانگیں تو ان کوئی کچھ نہ دے۔ ان کی ظاہر پریشان حالت دیکھ کر  
لوگ ان کو پہچانتے نہیں لیکن خدا پر قسم کھا کر مانگیں تو خدا ان کی دُعا ضرور قبول کرے  
ظاہر میں تو لوگوں کے بیچ دنیا کی سب کارروائی کرتے ہیں۔ مگر باطن میں ایک دم بھی  
ان کا غفلت میں نہیں گذرتا۔ خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر فرمایا ہے۔ ع  
ازدروں شو آشناد از بڑوں بیگانہ باش  
ایں چنیں زیار و شش کم می بود اندر جہاں

## ۵۔ یاد کرو

یاد کرو کہتے ہیں ذکر کرنے کو۔ خواہ ذکر زبانی ہو یا دلی۔ نفی اثبات ہو یا فقط اثبات  
یعنی اسم اللہ۔ جیسے مُرشد تعلیم کرے۔ ذکر کا طریقہ اور اس کی تعلیم ہمارے نقشبندی  
خاندان میں یہ ہے کہ اول مُرید اپنا دل غیر خیالوں سے صاف کر کے شیخ کے مقابلہ میں  
رکھے۔ اور منہ اور آنکھیں بند کر لے اور زبان کو تالو سے لگائے۔ اور سانس کو ذکر  
کے ساتھ اٹھائے۔ اور مجازی دل باطن طرف زیرِ پستان ہے۔ اُس کو ہر سانس کے  
ساتھ تھوڑی سی حرکت دے۔ اور جو سانس نکلے ذکر کے ساتھ آئے جائے۔ تاکہ  
حلاوتِ ذکر کا اثر دل میں پیدا ہو۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احمر نے اپنے بعض



کلمات قدسیہ میں لکھا ہے کہ ذکر سے مقصود یہ ہے کہ دل ہمیشہ حق سبحانہ و تعالیٰ سے آگاہ رہے۔ محبت اور تعظیم کے ساتھ اگر یہ آگاہی اہل جمعیت کی صحبت میں حاصل ہو جائے تو خلاصہ ذکر کا حاصل ہو گیا۔ اور جو صحبت میں یہ آگاہی حاصل نہ ہو تو اسی طرح ذکر کرتا جائے۔ اور ایک سانس میں تین یا پانچ یا سات دفعہ ذکر کرے۔ اور حضورِ دل سے اللہ اللہ کہتا رہے۔ اور یقیناً جانے کہ میں اس کو یاد کرتا ہوں اور ذاتِ پاک مجھ کو یاد کرتا ہے۔ حتیٰ کہ قلب سے صورتِ لفظ محو ہو جائے۔ صرف معنی اسمِ پاک رہ جائیں۔ اس حد تک پہنچے۔ اور مداومت رکھنے میں انسان کو اختیار ہے لیکن رحمتِ الہی کی کشش کا اختیار نہیں۔ ہاں اس طرح کرنے سے جذبِ رحمت کی لیاقت ہو جاتی ہے۔ اور جس وقت سالک اس درجہ کو پہنچے تو اس کو لازم ہے کہ فتوحاتِ فیضی کا منتظر رہے۔ تاکہ جس طرح حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم پر امورِ حقہ مفتوح فرمائے ہیں۔ اس پر بھی منکشف فرمائے۔ اس صورت میں اگر سالک کا ارادہ سچا ہو گا۔ اور ہمت بھی درست ہوگی اور مواظبت بھی خوب کرے گا۔ اور دنیا کی باتیں دل میں نہ آنے دے گا تو بیشک اس کے دل میں نورِ مثل ستاروں کے چمکے گا۔ اور ابتداء حالت میں وہ ستارے مثل بجلی کے گذر جائیں گے۔ پھر کبھی نہ ٹھہریں گے۔ اور کبھی پے درپے وارد ہوں گے اور کبھی ایک حالت پر بھی ٹھہرے رہیں گے۔ اور کبھی دل میں نور کا شعاع مثل آفتاب نظر آئے گا۔ اور بعض اوقات حجاب اٹھائے جاتے ہیں۔ اور پردہ غیب سے بڑی عجیب باتیں علوم کی کھلتی ہیں۔ اور کبھی نسیم الطافِ یزدانی قلب پر چلتی ہے۔ بعض چیزیں جو لوحِ محفوظ پر مسطور ہیں نظر آتی ہیں اور سینہ کھل جاتا ہے۔ اور سیرِ ملکوت اس پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور فرشتے اور رُوحیں اور اچھی صورتیں انبیاء اور اولیاء کی نظر آنے لگتی ہیں لیکن ابتداء میں مجاہدے اور ریاضتیں درکار ہیں۔ چنانچہ اللہ کریم

ارشاد فرماتا ہے :-

وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ (۲۹/المزمل : ۸)

اور ذکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔

اس میں بھی اشارہ ہے کہ اے طالب کسی چیز سے علاقہ مت رکھ سوائے ذکر اللہ کے اور ہر کام اُسی کے حوالے کر اور اُسی کا ہو جا۔ اور فرماتا ہے ۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدًّا حَافِظٌ لِّقِيهِ ۝ (۳۰/الانشقاق : ۶)

اے انسان تُو اپنے رب کی طرف بہت کوشش کرنے والا ہے ۔ پھر تُو اُس سے ملنے والا ہے

اور فرمایا :-

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۝ (۶۱/العنكبوت : ۶۹)

اور جو مصروفِ جہاد رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لیے ۔ ہم ضرور دکھا دیں گے انہیں اپنے راستے ۔

اس رستہ میں کوشش کرنا بہت ضروری ہے ۔ اور کوشش ہرگز نہ چھوڑنی چاہیے ۔ گو دیر سے کچھ نظر آتے جس شخص نے سچے دل سے محنت کی اور خدا کا طالب ہوا اللہ کریم خود اُس کو اپنے رستے دکھاتا ہے ۔ سچ کہا مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ۷

مثنوی

غافل از دے یک زماں صدمہ گداں  
بلکہ بدتر موت سے یہ زندگی  
ورنہ ذاکر ہیں زمین و آسماں  
یادِ اُو سرمایہٴ ایماں بود  
یاد کر تُو یاد کر تُو یاد کر

زندگی یاد است نزدِ عارفان  
کیونکہ حاصل اس سے ہے شرمندگی  
دمبدم ہیں ذکر سے یہ تر زباں  
ہر گدا از یادِ اُوسلطان بود  
غفلت اپنی یاد سے آزاد کر

جب طالب کو یہ نور حاصل ہو جاتا ہے تو مستی اور بے خودی اور استغراق و مجردی میں اس قدر ہوتا ہے کہ سوائے ذاتِ واحد کی کسی کو نہیں دیکھتا۔ تو ایسے شخص کو صوفیائے کرام فانی در توحید کہتے ہیں۔ سچ کہا مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے۔

مثنوی

اتصالے بے تکلف بے قیاس      ہست رب الناس را با جان ناس  
کارِ ناداں کو تہ اندیش ہست      یاد کرد کسے کہ در پیش ہست

ایسا شخص ایک وقت میں کسی ایک رنگ دیکھتا ہے جن کا بیان کرنا محال ہے۔ اور ایسے شخص پر اللہ اپنی معیت ذاتی و صفاتی کی تجلی فرماتا ہے۔ اور واللہ بکل شئی قحیط نظر آتا ہے تو صوفیائے کرام ایسے شخص کو بالغوں میں گنتے ہیں۔ اور ناقصوں کو کامل کرنے والا اور صاحبِ موزون ہوتا ہے۔ اس مقام میں اگر تمکین حاصل ہو تو ہر وقت خوش رہتا ہے۔ اپنے خدا کے ساتھ۔ اور دونوں جہان کو رانی کے دانے کے برابر بھی نہیں دیکھتا۔ اور اگر تمکین حاصل نہ ہو تو اضطراب اور اشتیاق میں رہتا ہے اور کبھی اشتیاق میں اگر یوں بول اٹھتا ہے۔

شمعِ رُ و جلوہ کنناں تھا مجھے معلوم نہ تھا      صاف پردے میں عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
گل میں بلبل میں ہر اک شاخ میں ہر پتے میں      جا بجا اُس کا نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا  
ایک مدت حرم و دیر میں ڈھونڈنا حق      ریم بردل میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
بغلط ہستی موبہوم کو سمجھے تھے مگر      اور وطن اپنا جہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
سچ تو یہ ہے کہ سوا یار کے جو کچھ تھا حیات      وہم تھا شک تھا گماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

## ۶۔ بازگشت

بازگشت اُس کو کہتے ہیں کہ جب ذکرِ دل سے کلمہ طیبہ یا اسم اللہ کو نواپند رہ یا



کس مرتبہ کے۔ تو اس کے بعد زبان سے مناجات کرے۔ اے خدائے کریم تو اور تیری رضا میرا مقصود ہے میں نے دنیا اور آخرت کو تیرے لیے ترک کیا۔ تو اپنی محبت مجھ پر تمام کر۔ یہ کلمہ بازگشت ہر خطرہ بد کا نفی کرنے والا ہے۔ اور یہ کلمہ زبان سے کہنا ذکر کو خاص بنا دیتا ہے۔ اور ستر کو ماسوائے حق سے فارغ کر دیتا ہے۔ اگر شروع میں کلمہ بازگشت کے اندر صدق نیت حاصل نہ ہو تو ترک نہ کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے والد مرشد قدس سرہ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ ذکر میں بازگشت شرط عظیم ہے۔ لائق نہیں کہ سالک اس سے غافل ہو کیونکہ جو کچھ ہم نے پایا اسی کی برکت سے پایا۔ بازگشت سے اخلاص کرنا اس واسطے ذکر میں شرط عظیم ٹھہرا کہ ذکر کے دل میں سرور خاطر سے سوسہ پیدا ہوتے ہیں تو اس پر مغرور ہو جاتا ہے۔ اور اسی کو مقصود ذکر قرار دیتا ہے۔ حالانکہ یہ اس کے حق میں زہر قاتل سے زیادہ مضر ہے۔

## ۲۔ نگہداشت

نگہداشت کہتے ہیں خطرات اور حدیث نفس کو ہانکنے اور دور کرنے کو۔ یا یوں کہو کہ نگہداشت ایک طریقہ ہے جس سے خطروں اور وسوسوں اور غیر خیالوں سے دل پاک و صاف کر کے ملکہ راسخہ خلّو دل کا حاصل کر سکتے ہیں۔ سالک کو (لائق) لازم ہے کہ بیدار اور ہوشیار رہے کسی غیر خیال اور خطرے کو اپنے دل میں نہ رہنے دے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرے اور خیال کو ابتداءً ظہور ہی میں روک دے۔ ورنہ جب ظاہر ہو چکے گا تو نفس اس کی طرف مائل اور راغب ہو جائے گا۔ اور نفس میں اس کا اثر مضبوط ہو جائے گا تو پھر اس کا دور کرنا مشکل ہو گا۔ کل خطرات چار قسم پر ہیں۔ اول خطرہ شیطانی، جو

رغبتِ معصیت کے واسطے ہوتا ہے۔ دُوم خطرۂ نفسانی جو مطالبِ شہوات کے واسطے ہوتا ہے۔ سوّم خطرۂ ملکائی جو اِہام کو کہتے ہیں۔ چہارم خطرۂ رحمانی جو غفلت سے نکلنے اور طاعت کی طرف راغب ہونے کو کہتے ہیں۔ خطراتِ شیطانی و نفسانی آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ اور یہی فساد کی جڑ ہیں۔ جس وقت ذکرِ ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔ تو ذکر بھی جاری ہوتا ہے۔ اور دل میں باتیں بھی آتی ہیں۔ اور ذکر اور وسوسے اس طرح پے در پے آتے ہیں کہ دونوں کا سلسلہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ مبتدی کو ہوتا ہے۔ جس کو ابھی ذکر کرنے اپنا رنگ نہیں دکھایا۔ اور محبت نے جوش نہیں کیا۔ نہ ان شخصوں کو جن کا دل ذکرِ الہی سے مطمئن ہے۔ اور محبت کے پیالے پے در پے پی رہے ہیں۔ وہ تو سوائے حق کے اپنے نفس کو بھی بھول گئے ہیں۔ اور بعض احباب نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ صبح سے اشراق تک سوائے حق کے اُن کو کوئی غیر خیال ہرگز نہیں آتا۔ مگر یہ حالت ہر وقت نہیں رہتا۔ اس حالت کا مقبوض ابھی حاصل ہو جانا کو ایک گھنٹہ بھی ہو۔ بہت عمدہ اور بڑی غنیمت ہے جس طرح ہو سکے۔ اس دولتِ عظمیٰ کو حاصل کرنا چاہیے۔ کیونکہ انبیاء و اولیاء اللہ نے اس حالت سے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ اس حالت کے قدروان جناب سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک روز نماز میں آپ کی نظر ایک کپڑے کے نقوش پر پڑ گئی۔ سلام پھیر کر وہ کپڑا پھینک دیا۔ اور فرمایا۔

شَغَلَتْني عَنْ الصَّلَاةِ۔ یعنی اس نے مجھے نماز سے روک دیا۔  
ایک بار سونے کے حرام ہونے سے پیشتر آپ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔ خطبہ پڑھتے ہوئے اس پر نظر پڑی۔ آپ اسی وقت اُس کو اتار کر پھینک دیا۔ اور فرمایا۔

نَظَرْتُ إِلَيْهِ وَنَظَرْتُ عَلَيْكُمْ۔ میں نے اس کی طرف دیکھا اور تم پر نگاہ کی۔

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لذتِ نگاہ اور سونے کی انگوٹھی اور کپڑے کے نقوش ان سب کو دوسوسہ کا باعث سمجھا۔ اس لیے آپ نے ان کو پھینک دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ متاعِ دنیاوی و نقد و غیرہ کا دوسوسہ جب ہی دل سے دور ہو گا کہ اس کو علیحدہ کر دیا جائے آپ کے اصحاب بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت مالکؓ نے عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باغ میں نماز پڑھی۔ درختوں میں سے ایک جانور اودے رنگ کا اڑا۔ اُن کو وہ پرندہ اچھا معلوم ہوا۔ اور اُس کی طرف دیکھتے رہے اور یہ یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں پڑھ چکے ہیں۔ پھر بہت پچھتائے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آج یہ فتنہ مجھ پر گزرا ہے۔ اب وہ باغ آپ کی ملک ہے۔ اللہ جہاں چاہیں وہاں اُس کو صرف فرمائیں۔ ایک اور صحابی کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے باغ میں نماز پڑھی۔ خرما کے درخت پھلوں کے بوجھ سے جھکے پڑے تھے۔ اُن کو دیکھا تو اچھے معلوم ہوئے۔ اور یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ یہ ماجرا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا اور کہا کہ وہ باغ صدقہ ہے اُس کو اللہ تعالیٰ کے رستہ میں صرف کیجئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کو پچاس ہزار سے بچا اور اللہ صرف کر دیا۔ اکابر سلف نقصانِ نماز کے کفارہ کے لیے سکر و دوسوسہ کی جرّ کاٹنے کی تدبیریں کیا کرتے تھے۔ کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپ کو نماز میں غیر خیال آتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ سبحان اللہ نماز سے بڑھ کر اور کیا چیز ہے جس میں خیال آتے ہوں۔ اور یہ سچی بات ہے۔ تجربہ سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اگر یہ بات سچ نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ فرماتے۔

مَنْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَوْ يُحْدِثُ  
نَفْسَهُ فِيهِمَا بَشْيَئًا مِنَ الدُّنْيَا  
جس نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ان  
میں دنیا کی کسی چیز کی طرف خیال نہ کیا تو



غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ بخشنے جاتے ہیں اُس کے گزrے ہوئے گناہ۔

یہ امر اس دل میں ہو سکتا ہے جس پر محبتِ الہی حاوی ہو گئی ہو بعض اوقات ایسا فکر میں مستغرق ہوتا ہے کہ اگر کوئی اس کے پاس سے گزرے یا اس کی نظر کسی پر پڑے۔ اس کو مطلق خبر نہیں ہوتی۔ اور یہ بات دُنیا کے تفکرات میں بھی موجود ہے۔ اگر کسی کو خوفِ دوزخ یا حرصِ جنت یا ذکرِ الہی سے یہ استغراق نصیب ہو تو بعید نہیں۔ ہاں البتہ بنظرِ ضعفِ ایمان شاید و ناد رہے۔ اور منکر کا تو کوئی علاج ہی نہیں جب تک اُس کو دیکھ نہ لے۔ سو جس شخص کو یہ دل نصیب ہو۔ اُسی دل میں فرشتوں کا گزر اور الہامِ وحی کا آنا علیٰ حسبِ اختلافِ مراتب ہوتا ہے۔ اسی کو خطرہِ ملکائی اور رحمانی بولتے ہیں۔ ان دونوں کا دل میں آنا کئی طرح سے ہوتا ہے۔ کبھی تو آواز سے مطلب معلوم کر لیتے ہیں کبھی آیاتِ قرآنِ دل میں نظر آتی ہیں تو اس سے مطلب معلوم ہو جاتا ہے۔ اور کبھی بے خبر دل میں ڈال دیتے ہیں۔ اور بندے کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ علم کہاں سے آیا ہے۔ ان تین قسموں کو الہام کہتے ہیں۔ اور یہی نغمہ فی القلب ہے۔ اور یہ اولیاء اور اصفیاء کے واسطے ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جس ذریعہ سے وہ علم بندہ کو حاصل ہو۔ وہ خاص فرشتہ جو دل میں ڈالتا ہے نظر آئے۔ اُس کو وحی کہتے ہیں۔ یہ خاصہ انبیاء کا ہے دوسروں کا نہیں۔ توبہ توبہ کہ ہر بات چلی گئی۔ اصل مطلب جاتا رہا۔ غرض خطرے کے نہ آنے سے یہ مراد نہیں کہ مطلق خطرہ ہی نہ آئے بلکہ مراد یہ ہے کہ جس طرح کوڑا کرکٹ پانی کا چلنا بند نہیں کر سکتا۔ اسی طرح غیر خال اور خطرہ ذکر کا مانع نہ ہو۔ کیونکہ اس سے قبض اور بے لذتی ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کے مُریدوں میں سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے دل میں خطرہ گذرتا ہے یا نہیں۔ فرمایا گا ہے گا ہے گذرتا ہے۔ اور کبھی نہیں بھی گذرتا۔ پھر یہ شعر پڑھا ہے

بجوں بغایت تیز شد آل جور و آل  
الغرض خطرات نفسانی اور وسوسہ موقوف ہونے کی صورت میں فنا قلب حاصل  
ہوتی ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

## ۸۔ یادداشت

یادداشت سے یہ مراد ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ سے مدام آگاہ رہے۔ یا یہ مقصود  
ہے کہ ایسی توجہ خالص اس واجب الوجود کی حقیقت کی طرف باطن میں لگائے جو  
تخیلات اور الفاظ سے خالی ہو تاکہ حق سبحانہ و تعالیٰ سے دوام آگاہی بوجہ ذوق  
حاصل ہو جائے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ  
بعضوں نے کہا کہ حضور بے غیبت ہے۔ اور اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ حق  
ہے۔ یعنی جب بوجہ حُب ذاتی کے شہود حق کا غلبہ دل پر ہو جاتا ہے تو سوائے حق کے  
کچھ نظر نہیں آتا۔ سچ کہا ہے مولانا صاحب نے ۷

## مثنوی

مَحْنٌ أَقْرَبُ كُوْنِهِ سَمِجْ مگر  
عقل ظاہر ہیں کو کر تو دل سے دور  
عشق حق سے دل جلے جیسے کباب  
یعنی ہستی نیست کرتے ہیں عزیز  
اس لیے اس بھید سے ہے بے خبر  
دیکھ تو پھر ہر طرف اس کا ظہور  
یا کہ جیسے برف پیش آفتاب  
ماسوا حق کے نہیں رکھتے تمیز  
خلاصہ یہ ہے کہ یادداشت ذات مقدس کے دھیان کا نام ہے جو بلا ذریعہ  
الفاظ اور تخیلات ہو۔ اور یہ دولت منتہیان ولایت کو فنا کامل اور بقائے تمام  
کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے یاد کرو۔ بازگشت

نگہداشت اور یادداشت ان چاروں کی شرح میں یوں فرمایا ہے کہ یاد کرو۔ ذکر میں تکلف سے مراد ہے۔ اور بازگشت سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رغبت اس جب پر کرنی کہ ہر دفعہ کلمہ طیبہ یا اسم ذات کے بعد کہے ”خداوند اتو ہی میرا مقصود ہے“ اور نگہداشت اس رجوع کی محافظت کا نام ہے۔ اور یادداشت نگہداشت کے رسوم سے مطلب ہے۔

## ۹۔ وقوفِ زمانی

حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ وقوفِ زمانی سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت اپنے حال کا واقف رہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ سالک کا معاملہ وقوفِ زمانی ہی پر ہے۔ تاکہ سالک جانے کہ کیا حال ہے اور کیا صفت ہے۔ اگر حالتِ بسط ہو ذوق و شوق کے ساتھ تو شکر کرے۔ اگر قبض ہو تو توبہ کرے۔ حضرت مولانا یعقوب چرخ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو حضرتؒ نے حالتِ قبض میں استغفار کے لیے اور حالتِ بسط میں شکر کے لیے ارشاد فرمایا۔ پس سالک کو لازم ہے کہ ذکر کے وقت ہر ساعت کے بعد اپنے دل میں تامل کرے کہ غفلت تو نہیں آگئی۔ اگر غفلت آگئی ہو تو اُس کو دور کرے اور آئندہ اس کے ترک پر ہمت باندھے۔ حتیٰ کہ اس طرح کرتے کرتے بالکل غفلت دور ہو جائے اور دوامِ حضور حاصل ہو۔ اس کو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اس واسطے نکالا ہے کہ ہر دم میں علمِ العلم سے واقف ہونا یعنی دانست کو دریافت کرنا سالک متوسط کے حال کو پریشان کر دیتا ہے۔ اس کے حال کے مناسب توجہ الی اللہ کے بارہ میں استغراق ہے۔ تاکہ اپنے متوجہ ہونے کا علم بھی درمیان میں کاوٹ نہ پسیدا کرے۔ وقوفِ زمانی حقیقت میں محاسبہ نفس سے مراد ہے چھپا پنچہ حدیث



میں وارد ہے :-

الْكَيْسُ مَنْ ذَاكَ نَفْسُهُ وَ  
عَمَلٍ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ  
اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى  
اللَّهِ الْأَمَانِيَّ -

ہوشیار وہ تھا وہ آدمی ہے جس نے اپنے  
نفس کو دبایا۔ اور ما بعد موت کے واسطے  
عمل کیا۔ اور عاجز وہ ہے جس نے اپنے  
نفس کا کہنا مانا اور اللہ سے خواہش کی۔

اور قرآن مجید میں ہے :-

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ  
لِغَدٍ (۲۸/المحشر: ۱۸)

اور چاہیے کہ نفس دیکھے کہ اُس نے کل کے  
واسطے کیا بھیجا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ خطبہ میں فرمایا کہ  
حَاسِبُوا قَبْلَ أَنْ تَحَاسِبُوا  
وَزِنُوا قَبْلَ أَنْ تُوْزَنُوا وَاسْتَعِدُّوا  
لِلْغَرَضِ الْأَكْبَرِ -

اپنی جانوں کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ  
تم سے حساب لیا جائے۔ اور اُن کو وزن  
کرو پہلے اس کے کہ وزن کیے جاؤ۔ اور

غرض اکبر کے واسطے تیار ہو جاؤ۔

یعنی قیامت کے روز خدا کے سامنے ہو گے تو تمہاری کوئی چیز چھپ نہ سکے گی۔  
اسی واسطے عارفین ہر دم اور ہر ساعت گزشتہ کا حساب کرتے ہیں۔ اگر طبیعت  
میں نقصان دیکھتے ہیں تو باز گشت کرتے ہیں اور نئے سرے سے عمل کرتے ہیں۔

## ۱۔ وقوف عددی

وقوف عددی رعایت عدد کی ہے ذکر میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ  
نے فرمایا ہے کہ عدد کی رعایت ذکر قلبی میں خواطر متفرقہ کو دفع کرنے کے واسطے  
ہے۔ اور جو کلام خواجگان میں آیا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں کو وقوف عددی کے  
واسطے ارشاد فرمایا۔ تو اس سے ذکر قلبی برعایت عدد مراد ہے نہ فقط عدد کی رعایت

ذکر قلبی میں ذکر کو چاہیے کہ ایک سانس میں تین یا پانچ یا سات یا اکیس مرتبہ تک ذکر کرے پس طاق عدد کو لازم کرے۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ بہت کہنے کی شرط نہیں چاہیے بلکہ جس قدر کہے وقوف اور حضور کے ساتھ کہے تاکہ فائدہ ہو۔ اور جب ذکر قلبی میں اکیس مرتبہ تک پہنچے اور اثر ظاہر نہ ہو تو ذکر پھر شروع کرے۔ اور اثر کا یہ نشان ہے کہ نفی کے وقت وجود بشریت کی نفی ہو۔ اور اثبات کے وقت جذبات الوہیت کا تصرف ثابت ہو۔ اور جو خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اہل بدایت یعنی مبتدیوں کی نسبت علم لدنی کا پہلا مرتبہ انہی تصرفات جذبات الوہیت کے آثار کا مطالعہ ہو۔ جو حضرت خواجہ علاؤ الدین نے فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور حالت ہے جو مرتبہ قرب سے متصل اور موصول ہے۔ اور علم لدنی اس مرتبہ میں مکشوف اور ظاہر ہوتا ہے۔ اہل نہایت یعنی منتہیوں کی نسبت وقوف عددی جو اول مرتبہ علم لدنی ہے یہ ہے کہ ذکر اعداد کوئی کے مراتب میں واحد حقیقی کے سر بیان پر اس طرح واقف ہو جیسے کہ اعداد حسابی کے مراتب میں واحد عددی کے سر بیان سے واقف ہے یعنی ذکر واحد حقیقی کے اسرار اور بھیدوں کا واقف ہو۔ اور ہر ایک چیز جو ملک و ملکوت میں اس کو نظر پڑے اُس کی مُناجات سُنے کیونکہ کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ کی تسبیح و تقدیس نہ کرتی ہو۔ اگر عدد کی رُو سے دیکھیں تو بے حساب ہیں۔ اگر وحدت کی رُو سے دیکھیں کہ ہر چیز کا قیام حق سے ہے۔ تو پھر ایک ہی نظر آتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ یہ مشاہدہ آنکھ کی نظر سے بھی زیادہ ظاہر نظر آتا ہے۔

اعداد کون و صورت کثرت نمائشے است      فَالْکُلُّ وَاحِدٌ يَتَجَلَّى بِكُلِّ شَأْنٍ  
ایک بزرگ نے اس مضمون کو یوں نقل کیا ہے :-

کثرت چونیک درنگری عین وحدت است  
مارا اشکے نماںد ترا اگر دیں شکے است  
در ہر عدد کہ ہنگری از روتے اعتبار  
گر صورتش بہ بینی و در مادہ اش یکے است  
شرح عبارات میں یوں فرمایا ہے ۷

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد  
ساری است احد در ہمہ افراد احد  
زیرا کہ عدد گرچہ برون است از حد  
ہم صورت و ہم مادہ اش بہست احد  
یعنی اگرچہ اعداد حد سے باہر ہیں مگر صورت اور مادہ ایک ہی ہے مثلاً  
انسان کو روح، جسم، ہاتھ، پاؤں، رگوں، ہڈیوں اور ہر ایک عضو کے لحاظ سے  
دیکھیں تو کثرت ہے۔ اگر انسانیت کے لحاظ سے دیکھیں تو ایک ہی ہے۔ اور بہت  
سے ایسے شخص ہیں کہ انسان کو دیکھتے ہیں مگر اُن کے دل میں خیال ہاتھ، پاؤں اور  
روح و جسم کا جدا ہونا نہیں گزرتا۔ تو اُن دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ جب  
آدمی کو حالت استغراق و احد کے ساتھ ہوتی ہے تو واحد اور کثرت میں تفرقہ اور  
جدائی نہیں دیکھتا۔ اور جب عین کثرت کی طرف دیکھتا ہے تو خیال علیحدہ ہونے ان  
اشیاء کا گزرتا ہے۔ لیکن جب واحد مطلق کی رو سے دیکھتا ہے تو بجز ذات واحد کے  
کچھ نہیں دیکھتا۔ اور یہ حال کبھی بہت دیر تک ٹھہرتا ہے اور کبھی جلدی گزر جاتا ہے  
اور حقیقت میں یہ وقوف عددی ہے۔ جو علم لدنی کا پہلا مرتبہ ہے۔ اور علم لدنی وہ  
علم ہے جو اہل قرب اولیاء کو تعلیم الہی اور تقسیم ربانی سے معلوم و مفہوم ہوتا ہے۔  
وہ عقلی دلیلوں اور نقلی شواہد سے نہیں معلوم ہوتا۔ جیسے کہ قرآن مجید میں حضرت خضر  
علیہ السلام کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا  
یعنی سکھایا ہم نے اُس کو اپنے پاس

(۱۵/ الکہف: ۶۵)

سے علم۔

اور علم لدنی اور علم یقینی میں فرق یہ ہے کہ علم یقینی ذات و صفات الہی کے



اور اک کو کہتے ہیں۔ اور علم لدنی یہ ہے کہ بطریق الہام کے حق سبحانہ کے کلمات کے معنی اور اک کرے۔

## ۱۱۔ وقوف قلبی

وقوف قلبی دو معنوں پر بولا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ ذکر کا دل حق سبحانہ و تعالیٰ سے واقف اور آگاہ ہو۔ اور یہ مقولہ یادداشت سے ہے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے بعض کلمات قدسیہ میں لکھا ہے کہ "وقوف قلبی کہتے ہیں دل کی آگاہی اور حاضر ہونے کو حق سبحانہ کی جناب میں ایسی وجہ پر کہ دل کو کوئی ضرورت سوائے حق سبحانہ کے نہ رہے۔" یعنی ذکر کے وقت مذکور سے آگاہ ہونا شرط ہے تاکہ سوائے حق کے کچھ نہ رہے۔ اور اس آگاہ ہونے کو وصول اور وجود اور وقوف قلبی بھی کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ذکر دل سے واقف ہو۔ یعنی ذکر کرتے وقت قطعہ گوشت صنوبری شکل جو بائیں طرف زیر پستان ہے اور جس کو مجاز کے طور پر دل کہتے ہیں اس کی طرف متوجہ رہے۔ اور جس طرح ہو سکے اس کو ذکر میں مشغول کر کے مذکورہ سے غافل نہ ہونے دے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ ذکر مجلس اور عدد کی رعایت لازم نہیں گنتے تھے۔ مگر وقوف قلبی کو دو معنوں میں جو مذکور ہوئے ضروری اور لازم شمار کرتے تھے۔ اس لیے کہ ذکر سے جو کچھ حاصل ہے وہ وقوف قلبی میں ہے۔

عَلَى بَيْضِ قَلْبِكَ كُنْ كَأَنَّكَ طَائِرٌ      فَمِنْ ذَلِكَ الْأَحْوَالِ فَيْكَ تَوَلَّدَ

مرد

مانند مرغے باش بان بر بیضہ دل پاسبان      کر بیضہ دل زانند مستی و شور و قہقہہ

# فصل طُرُق وُصول الی اللہ یا خُدا تعالیٰ تک

## پہنچنے کے طریق

حضرت غوثِ صمدانی قطبِ ربّانی، امامِ طریقت، پیشواۓ حقیقت، خواجہ بہاؤ الدین نقتِ شبنہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں اللہ کریم تک پہنچنے کے تین طریق ہیں۔ اول رابطہ۔ دوم ذکر۔ سوم مراقبہ۔ اب ہم ان کا مفصل بیان لکھتے ہیں۔

### ۱۔ رابطہ

طالبِ صادق کو لازم ہے کہ پہلے اپنے عقیدے کو اہلِ سُنّت و جماعت کے عقائد کے مطابق دُرست کرے۔ اور نیکِ عمل اور سُنّت اور سلفِ صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیروی کرے۔ اور جو باتیں منع اور مکروہ ہیں اُن سے بچے۔ اس کے بعد اپنا مقصود دوامِ عبودیت یعنی دوامِ حضورِ حق سُبْحانہ و تعالیٰ سے حاصل کرے۔ دوامِ حضور کا حاصل ہونا سوائے رابطہ کے ممکن نہیں۔ رابطہ کے معنی روحانی اور باطنی نسبت اور تعلق کے ہیں۔ اور وہ ایسے سرِ طریقت کی صحبت اور ہم نشینی حاصل کرنے سے پیدا ہوتا ہے جو مقامِ مشاہدہ تک پہنچا ہوا ہو۔ اور تجلیاتِ ذاتیہ سے متحقق ہو۔ اس کا دیکھنا ہُمْ الَّذِینَ اِذَا اُذْکِرُوا اللّٰهُ کا حکم رکھتا ہو۔ سُبْحان اللہ! کیا فرمایا ہے مولانا روم صاحب نے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا  
گر تو چاہے ہم نشینی با خدا  
اُن کی صحبت مرده کو زندہ کرے  
زندہ ایسا ہونہ پھر ہرگز مرے  
اُو نشیند در حضورِ اولیاء  
ہم نشین ان کا ہو تُو لے با صفا

ان کی صحبت دلو کو کر دے ملک ہے اثر صحبت میں ان کی یاں تلک  
 ان کی صحبت میں ہوں علم جاہلاں یعنی وہ ہوں بہتر از صد عالماں  
 ان کی صحبت میں نہیں آتا شقی  
 یہ خبر دی مصطفیٰ نے اے تقی  
 بزرگوں نے کہا ہے :-

إِصْحَبُوا مَعَ اللَّهِ فَإِنَّ لَكُمْ  
 تُطِيقُوا فَمَعَ مَنْ يَصْحَبُ  
 مَعَ اللَّهِ۔  
 اللہ کے ساتھ صحبت اختیار کرو۔ اگر تم یہ  
 طاقت نہیں رکھتے تو ان لوگوں سے صحبت  
 حاصل کرو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں۔

یعنی جن کو باعثِ حُب ذاتی کے درگاہِ الہی میں درجہ قرب حاصل ہے۔ اگر  
 ایسے لوگ کسی کو اپنی توجہ سے باطنی بخشش کریں تو جلدی مقامِ مشاہدہ تک پہنچا سکتے  
 ہیں۔ کیونکہ ان کا دیکھنا اللہ کے ذکر کرنے کا فائدہ دیتا ہے۔ اور ان کی صحبت اللہ  
 کی صحبت کا نتیجہ دیتی ہے۔ جب کسی ایسے عزیز کی صحبت حاصل ہو کہ اُس کے  
 دیکھنے اور پاس بیٹھنے میں خدا یاد آئے تو جس قدر ہو سکے اس کو نگاہ رکھے اگر موجود  
 ہو تو اُس کے دونوں ابرو کے درمیان نظر رکھے۔ اور ایسا رابطہ کرے کہ سوائے  
 اُس عزیز کے کسی اور کی ہستی نہ رہے۔ اور اس کی صورت کو پیش نظر کر کے کسی حال  
 میں اس کو نہ بھولے۔ اس فعل سے مرید کے باطن میں یکایک محبت کی آگ بھڑک  
 اٹھتی ہے اور ماسوائے اللہ کو جلا کر رکھ دیتی ہے۔ اس میں جس قدر ہو سکے اپنے  
 پیر سے محبت پیدا کرے۔ اور ہر بات اور ہر امر عبادت اور عادت میں اس کی  
 اطاعت کرے تاکہ رابطہ غالب ہو جائے اور بے خودی میں آکر اپنے آپ کو عین  
 پیر جاننے لگے۔ تو اس میں جذب اور شوق اور گریہ حاصل ہو جاتا ہے۔ مولانا جامی  
 اپنے کسی مختصر رسالہ سلوک میں فرماتے ہیں کہ مجھ کو بیعت کے بعد ایسا قوی جذبہ حاصل



ہوا تھا کہ سُکر و غیبت میں فنا ہو جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس حالت میں جو شخص آپ کی دست بوسی کرتا تھا بے ہوش ہو کر گر جاتا تھا۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ لکھے گا ہے ذکرِ رابطہ میں یہ شعر پڑھتے تھے ۔

جائے گن در اندرونِ ہاوش را      دور گن اور اک غیبِ اندیش را  
کسی نے شوق میں آگریہ کہا ہے ۔

درو دیوار چو آئینہ شد از کثرتِ شوق      ہر حُبِ امی نگر م رُفے تِرامی بنیم  
اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور جمہور مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ فنا فی الشیخ ہونا بھی فنا فی اللہ ہے۔ بلکہ اعظم فنا فی اللہ ہے۔ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اول تجلی ذات و صفات پیدا کرو۔ تاکہ دونوں جہاں سے نجات پاؤ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ان شخصوں سے رابطہ پیدا کرو جو شہودِ ذات سے واصل ہو کر ماسوائے حق سے نجات پا گئے ہیں۔ ایسے شخصوں کی توجہ سے جلدی مقصود حاصل ہو جاتا ہے جو ساہا سال کے مجاہدوں اور ریاضتوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ ع

آئینہ بہ تبریز دید یک نظر شش شمس دین  
طعنہ زند بردہ و سحرہ کند بر چلہ

یہی لوگ صادقین ہیں۔ جن کی صحبت میں رہنے کا اس آیت میں حکم آیا ہے  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ (۱۰/التوبة: ۱۱۹)

صادقین جو ہے لفظ قرآن میں      حق نے فرمایا انہی کی شان میں  
گر تو چاہے وصل حق آئے بے خبر      کاملوں کا خاکِ پار ہو سر بسر  
اس صفت کا اگر ملے تجھ کو گدا      اُس کے اوپر جان و دل سے ہو فدا  
جب تلک ان کا نہ ہو گا خاکِ پار      رازِ حق ہرگز نہ ہو گا تجھ پہ و ا  
ان کے ظاہر پر نہ ہرگز نہ نظر      نورِ باطن ان سے حاصل کر بسر

یعنی ظاہر میں بُری ہے ان کی چال  
 اُن کے ظاہر میں اگر کچھ ہو خلل  
 پر نہیں واقف ہے تو اُسے خوشحال  
 تو نہ کرنا اس پر کچھ ہرگز عمل  
 ملت عشق از ہمہ دینہا جداست  
 عاشقان را ندید و ملت جداست  
 خضر و موسیٰ کا توفیقہ پڑھ عزیز  
 تاکہ ہو اس راز سے تجھ کو تیز

رابطہ کیا ہے یہ عینک ہے پیر  
 نور وحدت صاف آتا ہے نظر

اور خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے دو طرح معنی فرماتے  
 ہیں۔ ایک تو یہ کہ سچے لوگوں کے ساتھ صحبت اور محبت رکھنے سے باطن میں ان  
 کے اخلاق اور صفات حاصل ہو جائیں۔ دوسرا یہ کہ اپنے مُرشد سے محبت پیدا  
 کرے اور ایسا طریقہ اختیار کرے کہ ہمیشہ کی صحبت حاصل ہو۔ اس صورت میں ہرقت  
 آنکھوں کے سامنے رکھنا ضروری نہیں۔ بلکہ صورت سے معنی کی طرف رجوع کرنا چاہیے  
 تاکہ محبت اور مقصدِ اعلیٰ حاصل ہو۔ اور سچے لوگ وہ ہیں جن کی چشم بصیرت سے غیرت  
 اٹھانی گئی ہو اور سوائے حق کے ان کو کچھ نظر نہ آتا ہو۔ اگر ایسا ہادی مل جائے تو  
 طالبِ صادق کو چاہیے کہ اُس کے دل میں اپنی جگہ بنالے یعنی جس طرح ہو سکے ایسے  
 پیر کے ساتھ رضا حاصل کرے جس وقت شیخ کے دل میں طالبِ صادق کی محبت  
 جوش مارتی ہے تو اُس وقت شیخ اپنے رُوح کو طالب کے رُوح کے ساتھ خوب  
 زور سے بلا دیتا ہے۔ تاکہ شیخ کی رُوح کا کمال طالب کی رُوح میں اثر کر جائے تو  
 اس توجہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونوں رُوحوں کے ایک جاہ پر جمع ہو جانے  
 سے جو کچھ شیخ کی رُوح میں کمال ہوتا ہے وہ طالب کی رُوح میں سما جاتا ہے سبحان اللہ  
 حضرت باقی باللہ فانی فی اللہ قدس سرہ کی توجہ مشہور ہے۔ اکثر مشائخ اپنی کتابوں  
 میں لکھتے ہیں۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحبؒ بھی اپنی تفسیر میں لائے ہیں کہ ایک رُ

آپ کے مکان پر کئی مہمان آ گئے۔ اُس روز آپ کے ہاں کھانے کو کچھ موجود نہ تھا آپ کو اُن کے کھانے کے لیے فکر ہوئی۔ اور اُن کے لیے کھانا تلاش کرنے لگے۔ اتفاقاً ایک نانباتی کی دکان متصل تھی۔ وہ اس بات کی خبر پا کر ایک نوان روٹیوں کا بھرا ہوا اور نہایت عمدہ لذیذ اور مرغین کھانا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ مہمانوں کی خدمت سے فارغ ہو کر فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے؟ اُس نے عرض کی کہ مجھ کو اپنا سا کر دیجئے۔ فرمایا: تو اس حالت کو تحمل نہ کر سکے گا۔ کچھ اور مانگ۔ وہ اسی بات کا سوال کیے جاتا تھا اور خواجہ علیہ الرحمۃ انکار فرماتے تھے جب وہ بہت عاجزی کرنے لگا۔ تب ناچار ہو کر اپنے حجرے میں لے گئے اور تاثیرِ اتحادی کی توجہ فرمائی جب حجرے سے باہر نکلے تو خواجہ اور نانباتی کی شکل و صورت میں کچھ فرق اور تمیز نہ تھی۔ مگر یہ کہ حضرت خواجہ ہوشیار تھے اور نانباتی بے ہوش تھا۔ قصہ اُس نانباتی نے اُسی سُکر اور بے ہوشی میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ سچ کہا مولانا رومؒ نے

بود از دیدارِ حقائق و دُود  
ہم ز حق داں نہ از طعام و از طبق  
تا ز روح و از ملک بگذشتہ اند

قوتِ جبیل از مطبخ نہ بُود  
ہم چنین ایں قوتِ ابدالِ حق  
جسمِ شان را ہم ز نورِ اسرشتہ اند

### ترجمہ

تھی وہ دیدارِ خدا سے اے انہی  
حق سے تو جان آفرین نہیں کھانے سے  
تب ملک اور روح سے وہ بڑھ گیا

قوتِ جبیل کھانے سے نہ تھی  
قوتِ ابدالِ حق اس طور سے  
جسمِ ان کا نور سے پیدا ہوا

تو اب دیکھئے ایسے شخص کو جو درجہ ایکم میں حاصل ہوا۔ سالہا سال کے مجاہدوں



سے بھی حاصل نہ ہوتا۔ اگر یہ محبت طالب کو حاصل ہو تو چاہیے کہ تمام اطراف سے مُنہ پھیر کر عجز و نیاز کے ساتھ شیخ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اور اگر فاتب رہے تو بھی اپنے مُرشد کی طرف متوجہ رہے اور مال و جان اس پر قربان کرے نقل ہے کہ ایک فقیر نے کسی فقیر سے پوچھا کہ جب تم پر تمہارے پر خفا ہوتے تھے تو تمہیں کیا کہتے تھے۔ اُس نے کہا کہ ایک مجھ پر سخت خفا ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں فقیر ہوں۔ جب تم ہمارے پاس آتے ہو اللہ اللہ کہہ کرتے ہو اور جب باہر جاتے ہو سب کچھ بھول جاتے ہو۔ پھر اُس فقیر نے کہا کہ تم اس کے جواب میں کیا کہتے تھے۔ اُس نے جواب دیا کہ میں چپ ہو جاتا تھا۔ اُس فقیر نے کہا۔ تمہیں مناسب یہ تھا کہ تم اس طرح عرض کرتے کہ حضرت میں خدا کو کیا جانوں میں تو آپ ہی کو جانتا ہوں۔

ایک روز حضرت خواجہ عبداللہ احرار قدس فرمایا اپنے یاروں میں سے کسی کو فرمانے لگے اگر تم کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں نسبت حاصل ہو پھر کسی اور بزرگ سے کچھ حاصل ہو تو تم کو مناسب ہے کہ اپنے پیر ہی سے سمجھو۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت قطب الدین حیدر علیہ الرحمۃ کا مُرید حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب بھوک لگی تو پیر کے شہر کی طرف منہ کر کہنے لگا۔ قطب الدین حیدر شَیْئاً لِلّٰہ۔ حضرت شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ اُس کی بات سمجھ گئے اور آپ نے کھانا منگو کر کھلا دیا جب وہ کھا چکا تو کہنے لگا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ قطب الدین کہ آپ ہم کو ہر حال میں یاد رکھتے ہیں۔ آپ کے مُریدوں میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ حضرت یہ عجیب آدمی ہے کہ کھانا آپ کا کھاتا ہے اور شکر اپنے پیر کا بجالاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر کسی شخص نے مُریدی کا طریقہ سیکھنا ہو تو اس شخص سے سیکھے۔ کیونکہ مرید جہاں سے فیض اُٹھاتا ہے اپنے پیر ہی کی طرف سے سمجھتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ مرید اپنے دل کو شیخ کی محبت کے سوا ہر چیز سے خالی کر دے۔ اور اس کے فیض کا منتظر رہے۔ اگر حاضر ہو تو اس کے چہرے کی طرف

دیکھے۔ اگر غائب ہو تو اس کے تصور سے اسی طرح کام لے۔ مگر خدا جانے تو پیر کس کو سمجھتا ہے  
 یہ صادق وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور سنت و شریعت کی پابندی  
 میں ثابت قدم ہو۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فانی ہو۔ اور جس پر ایک نظر  
 کرے اُس کو ملک و ملکوت کے اسرار دکھائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور  
 پہنچائے۔ اور وہ ایک آئینہ اخلاق و اوصاف نبوی کا ہو۔ اور بعض اوقات زمین و  
 آسمان، عرش و فرش اور ملکوت و جبروت سب کچھ اس کو نظر آتے۔ اور اپنے مُریدوں کو  
 خاص وقت میں دیکھے۔ اگر اُس کا مُرید مشرق یا مغرب میں ہو تو اُس کے حال کی خبر  
 رکھتا ہو۔ اور اُس کے واسطے غائبانہ اللہ کریم سے دُعائیں مانگے۔ اور ان میں جو بُری  
 خصلتیں ہوں ان کو اپنی توجہ سے دور کرے۔ اور جو اُس کے مُرید حاضر یا غائب ہوں  
 اپنی توجہ کی قوت سے سب کو فیض پہنچائے۔ اگر اس قابل نہیں تو وہ پیری کے لائق نہیں  
 کیا عمدہ فرمایا ہے مولانا بعد الصمد نے مثنوی میں ۷

جب تلک حاصل نہ ہو تجھ کو کمال  
 کس کو کہتے ہیں کمال اے نیک نام  
 نور وحدت کا ہو دل پر یہ اثر  
 جس کو دیکھے چشم دل سے اے حبیب  
 جب تلک ایسا نہ ہو تجھ میں اثر  
 پیر جی ہوں یا کہ عالم بے نظیر  
 گوش دل سے سُن ذرا یہ گفتگو  
 دیکھ لے لکھتے ہیں شمس العارفین  
 خلق سے بیعت نہ لے اے خوش خصال  
 ماسویٰ حق کے محبت ہو حسبِ ام  
 ماسویٰ حق کے نہ کچھ آتے نظر  
 نور وحدت سے وہی ہو بانصیب  
 تیری پسیری مکر ہوگی سر بسر  
 یہ نہیں پیری کے قابل اے فقیر  
 کام آئے گی خدا کے روبرو  
 یعنی مولانا کے مُرشد مردِ دیں

کارِ مرداں روشنی و گرمی است  
 کارِ دونالِ حیلہ و بے شرمی است

// جس وقت ایسا پیرل جائے تو ہر حال میں وہ حقیقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے۔ اور ایسے مرتبہ کو پہنچ جائے کہ تمام اشیاء کو اپنے آئینے میں دیکھے۔ اُس وقت اس کو خلقت حجاب نہ ہوگی۔ بلکہ اپنی قوتِ جذبہ سے اور لوگوں میں تصرف کرے گا۔ اور اس حالت میں اپنے آپ کو غصہ سے بچائے کیونکہ غصہ اور حُب دُنیا اس نسبت کو خالی کر دیتی ہے اگر نسبت میں قصور واقع ہو جائے اور فیض ہو جائے تو ٹھنڈے پانی سے غسل کرے اگر اس سے بھی نسبت حاصل نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھے اور تو بہ میں مشغول ہو۔ اگر اس سے بھی نسبت حاصل نہ ہو تو آبِ رواں پر جائے اور سبزی پر نظر ڈالے۔ پھر ذکر میں مشغول ہو۔ اور بہت زور سے سانس نکالے۔ اور پھر تصویرِ شیخ کی طرف متوجہ ہو۔ اور تصویرِ شیخ کو خدا کی صفت سمجھے۔ یہ نہ سمجھے کہ اس ذاتِ پاک نے اس میں حلول کیا ہے بلکہ وہ ذاتِ پاک سُورت اور مثال سے پاک ہے۔ اور جو چیز ذہن میں آئے اُس سے وراء الوراہ ہے اس میں جس قدر طالب اپنے پر سے محبت رکھے گا۔ اسی قدر فیض پائے گا۔ اور تجربہ سے بھی معلوم کیا گیا کہ یہ راستہ سب راستوں سے نزدیک ہے۔ اس وقت مجھے اپنے مولانا و مُرشدِ ناوہا دینا کے اوصافِ حمیدہ لکھنے پر جوش آرہا ہے۔ میں قربانِ جاؤں آپ کے نام نامی پر کہ جس کی محبت نے دل میں جوش کیا ہوا ہے عقل تو یہی کہتی ہے کہ مُنہ سے اُن کا سخن برہنہ نہ کر۔ مگر جان کہتی ہے کہ میں بھوکے ہوں۔

### مثنوی

لب کو سی دیدہ کو بند کر اے زباں      تا نہ ہو خُونِ دل جانِ جہاں  
کر تمنا تو نہ اندازے سے دُور      ایک تنکے سے اُٹھے کب کوہِ طور



تب کس جان نے کہ اپنی جناح  
مونی ابن الوقت ہو اے خوش رفیق  
فَارْتَجِلْ فَاَلَوْ قَتَّ سَيْفٌ قَاطِعُ  
وعدہ مند انہیں شرط طریق

چپ رہو اے جان غول ریزی نہ کر  
شمس تبریزی سے توتیزی نہ کر

آپ کے اوصاف حمیدہ اور کرامات اگر لکھوں تو بے شمار ہیں۔ مگر تھوڑا سا  
حال جس سے آپ کی سچائی اور ولایت ثابت ہوتی ہے بیان کرتا ہوں۔

ایک روز میں، میاں حبیب اللہ، قطب الدین، پنید خان اور ان کے علاوہ  
اور اصحاب گیارہ کے قریب جمع تھے۔ جناب اُس وقت ایک جنگلِ مٹھن نام میں  
رونق افروز تھے۔ جس وقت ہم لوگوں نے قدمبوسی کی اور دیدار سے مشرف ہوئے  
تو آپ کو دیکھتے ہی سب دوستوں کو جذب ہو گیا۔ ان میں سے ایک دوست کی  
یہ حالت ہوتی کہ سب سے تنہا ہو گیا۔ ہم نے اس کی تنہائی کا سبب پوچھا۔ تو اُس  
نے جواب دیا کہ مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ دوسرے دن ہم سب رخصت ہوئے تو رستے  
میں وہ نماز اشراق پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ دو گھنٹے اس نے ایک رکعت میں گزار  
دیئے۔ فراغت کے بعد ہم نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ  
بھائی صاحب جس وقت سے میں نے حضرت صاحب سے ملاقات کی ہے۔ اُس  
وقت سے میرے سینے میں نورانیت کا چراغ روشن ہو گیا ہے۔ اور میرے دل کی  
یہ حالت ہے کہ سوائے حق کے کچھ نظر نہیں آتا۔ اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں اُس کو  
بیان نہیں کر سکتا۔ نماز کی یہ حالت ہے کہ اگر ایک سجدہ میں دن گزار دوں تو بھی  
شوق زیادہ ہے۔ اب تم مجھ کو خدا کے واسطے چھوڑ دو اور تم چلے جاؤ۔ پھر ہم سب  
اُس کو چھوڑ کر شیش کی طرف چلے گئے۔ پھر عصر کے وقت وہ شیش پر آ ملا۔ اسی حالت  
میں دن بدن ترقی ہوتی گئی۔

دیگر۔ ایک روز موسم گرما میں میں تنہا آپ کی خدمت میں گیا۔ تو آپ اسی جگہ میں تشریف رکھتے تھے۔ مجھے گرمی سے از حد تکلیف ہوتی۔ رات کو کھانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ آپ فرمانے لگے کس واسطے تم کھانا نہیں کھاتے عرض کی کہ قبلہ عالم بسبب گرمی کے میرا جی نہیں چاہتا۔ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے چاولوں کا لقمہ اٹھا کر فرط محبت سے میرے منہ میں ڈالا اور پھر اٹھایا۔ میں نے عرض کی کہ قبلہ عالم بالکل جی نہیں چاہتا۔ فرمانے لگے۔ اب کیا کریں۔ میں نے عرض کی کہ آپ دعا کریں کہ امجد کریم بارش کرے۔ آپ نے اُسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور میں آمین کہتا تھا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اذان دو۔ جب ہم نماز فریضہ سے فارغ ہو گئے تو ہمارے سر پر عدد گر جا۔ اور آپ فرمانے لگے میں مکان پر جاتا ہوں۔ آپ مکان پر تشریف لے گئے۔ اور میں نے ابھی دو رکعت سنت تمام نہ کی تھی کہ بارش سے میرے تمام کپڑے تر ہو گئے۔ اور اس قدر بارش ہوتی کہ جہاں نظر پڑتی تھی۔ پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ اسی طرح آپ کی برکت سے وہ وہ کام سرانجام ہوتے ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔

دیگر۔ راولپنڈی میں جناب قاضی نور شاہ صاحب رہتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر میں جن از حد تکلیف دیتا تھا۔ یہاں تک کہ چراغ گل ہوتے ہی ہر طرف سے اسباب گرنے پڑنے کی آواز آنی شروع ہو جاتی تھی۔ اور وہ ہر ایک چیز کو آپس میں ملا دیتا تھا۔ اور ہماری ایک لڑکی بھی اسی مرض میں فوت ہو گئی۔ اور دوسری کو بیماری شروع تھی تو ہم نے ایک روز حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ اور اپنی تکلیف سنائی۔ آپ نے دعا فرمائی۔ پھر میں نے عرض کی کہ حضرت غریب خانہ پر تشریف لے چلیں تو عنایت سے بعید نہیں۔ آپ نے منظور فرمایا۔ جس وقت آپ کا قدم مبارک گھر میں پڑا جن جاتا رہا۔ پھر ایک روز مجھے خواب میں ملا اور کہنے لگا کہ میں عرصہ دراز سے یہاں رہتا تھا۔ لو اب رخصت ہوا۔ اس ولی کی برکت کے

سبب پھر کبھی نہ آؤں گا۔

دیگر۔ ہمارے دوستوں میں سے ایک دوست پلید سے خان کی والدہ کو چالیس برس سے جن کی بیماری تھی۔ ہر چند معالجہ کیا جاتا تھا مگر فائدہ نہ ہوتا تھا۔ وہ بہت تنگ آگئی۔ اور اکثر فقیروں کے پاس جا جا کر بھی لاچار ہو گئی۔ اتفاقاً جناب حضرت صاحب کی خدمت میں یہ واقعہ پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا اس کو یہاں لاؤ۔ جب وہ آئی آپ نے کلمہ شہادت تلقین فرمایا اور باطن سے توجہ کی۔ آپ کی توجہ کی برکت سے وہ جن پھر کبھی واپس نہ آیا۔ آپ کی دعا سے بہت سے ناخواندے عمدہ دار بن گئے۔ اور بہت سے مسکین مالدار ہو گئے۔ بعض اوقات آپ کی توجہ کی یہ حالت ہوتی کہ تلقین کرنے کے بعد اُسی وقت آدمی بے ہوش ہو جاتا تھا۔ اور جو بے ہوش نہیں ہوتے تھے تو اُن کے دل میں ذکر کا جوش اور عجیب حالت اور شہود حق کا ظہور ہوتا تھا۔ اکثر اوقات آپ کے ساتھ توجہ میں مولینا غلام نبی اور سید جماعت علی شاہ صاحب بیٹھے تھے اور شاہ صاحب کی یہ حالت تھی کہ جس کی طرف توجہ کرتے اُس کو اُسی وقت جذبہ و شوق اور گریہ ہو جاتا تھا۔ اور آپ فرماتے تھے کہ شاہ صاحب محنت کش آدمی ہیں۔ ان کی حالت اکثر دنیا کی طرف سے سرد ہو گئی ہے۔ اور تنہائی کو پسند کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اس شخص نے اپنے نفس کو قابو میں کیا ہے۔ کھانے کے وقت ہر ایک شخص اچھی غذا کھاتا ہے۔ مگر وہ روکھی پر صبر کرتے تھے۔ حافظ جماعت علی شاہ صاحب پر آپ کی نظر مہربانی بہت تھی۔ جس روز آپ نے اُن کو تلقین فرمایا اور باطنی توجہ سے معمور فرمایا۔ تو حافظ صاحب کی اُس وقت یہ حالت تھی کہ مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپتے تھے۔ ایک برس تک ان کی یہی حالت رہی اور تلقین کے بعد اُسی وقت آپ نے تاج مبارک اُن کے سر پر رکھا اور موزون کیا۔ جس وقت مولانا و مرشد ناراولپنڈی تشریف لائے تو میں نے عرض کی کہ یا سیدی آپ نے شاہ صاحب کو بہت جلدی موزون کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا میں حکم کا بندہ



ہوں۔ اور نیز شاہ صاحب کی محبت اور علم و حلم مجھ کو پسند آیا ہے۔ اور مجھ کو فرمانے لگے کہ شاہ صاحب کی حالت دیکھو گے۔ اور ایک اور شخص کی نسبت فرمانے لگے۔ یہ میرے فرزند ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ان کے ساتھ کوئی حسد کرے گا تو میرے ہی ساتھ کرے گا۔ پھر شاہ صاحب موصوف نے آپ کے ساتھ محبت اور خدمت اس درجہ تک کی کہ اگر کوئی شخص آپ سے بیعت ہونے کے لیے آتا تو فرماتے کہ شاہ صاحب ان کو رستہ بتا دو۔ اور فرماتے کہ جس شخص نے شاہ صاحب سے بیعت کی اُس نے ہماری بیعت کی۔ اب دیکھئے کہ آپ کی توجہ اور مہربانی نے کیا کیا ظہور کیے ہیں۔ دوسرے شاہ صاحب کو تو والے یعنی مولانا اکبر شاہ صاحب اور مولانا مولوی صاحب بگے والے، آپ نے ایک نظر سے اُن کا حال متغیر کر دیا۔ اور مولوی صاحب مرحوم کی یہ حالت تھی کہ ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ اور شاہ صاحب کی یہ حالت ہے کہ رات بھر جاگتے رہتے ہیں اور درد و عشق و صداقت کے نشان نظر آتے ہیں۔ اکثر اوقات اپنی زبان مبارک سے شاہ صاحب کی صفت کیا کرتے تھے۔ اُسے دل تو کہاں تک آں جناب کے اوصاف کرامات بیان کرے گا۔ اس چھوٹی سی کتاب میں ہرگز گنجائش نہیں۔ اور آپ کے اصحاب کا کہاں تک ذکر کرے گا۔ ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ آپ کا خلق عظیم اس قدر تھا۔ کہ ہر ایک یا یہی سمجھتا تھا کہ جس قدر آپ کی محبت میرے ساتھ ہے شاید ہی دوسرے کے ساتھ ہو۔ جو شخص آپ کو دیکھتا تھا بول اٹھتا تھا۔ ہَذَا اَدْرٰی اللّٰہ۔ کہ اللہ کا دوست اور ولی ہے پس تیرے جیسے ناچیز شخص سے آں جناب کے اوصاف بیان ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔

۲۔ ذکر

ذکر از روئے لفظ اور لفظ کے کوئی یعنی اس موجودات سے ہے۔ اور بلحاظ

۱۔ اس سے مراد خود حضرت مولف رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

معنوں کے ربانی ہے یعنی ذکر خلقت اور اللہ تعالیٰ کے درمیان برزخ ہے۔ اور ذکر کے سبب ایسا تعلق حاصل ہوتا ہے جس کو علم لدنی کہتے ہیں جو سیکھنے یا سکھانے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ذکر اسم ذات اور نفی اثبات تجویز کی طرح ہے جس طرح کہ پہلے بچے جب تک بچتے نہ کریں پڑھنا نہیں آتا۔ اسی طرح طالب صادق جب تک ذکر اسم ذات اور نفی اثبات کو اچھی طرح نہ پکارتے درجہ نہایت تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس خاندانِ علیہ کے مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم نے دو طرح کا ذکر اختیار کیا ہے۔ ایک نفی اثبات دوسرا مجرد اثبات نفی اثبات سلوک کا فائدہ دیتا ہے اور مجرد اثبات جذبہ کے واسطے مفید ہے۔ ہمارے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم جذبہ کو مقدم سمجھتے ہیں۔ نفی اثبات کے ذکر کی ترتیب یہ ہے کہ لب کو لب پر رکھ کر منہ بند کرے۔ اور زبان کو تالو سے لگائے۔ اور دم کو روکے۔ مگر اس قدر کہ بہت تنگ نہ ہو جائے۔ اور حقیقتِ دل کو جو ایک لطیفہ دراکہ ہے جو ایک لمحہ میں زمین و آسمان پر سیر کر سکتا ہے۔ اور تمام جہان میں بھر سکتا ہے۔ سب فکر و دل اور اندیشوں سے خالی کرے۔ اور دل مجازی کی طرف جو بائیں طرف پہلو میں صنوبری شکل کا گوشت کا ٹکڑا ہے متوجہ کرے۔ اور ذکر میں اس طرح مشغول کرے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کو ناف کے متصل دائیں طرف سے کھینچے اور دائیں مونڈھے کو حرکت دے کر بائیں مونڈھے تک پہنچائے۔ اور کلمہ الا اللہ کی ضرب دل صنوبری شکل پر اس طرح زور سے لگائے کہ اس کی گرمی تمام اعضاء میں پہنچے۔ اور مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ کو بائیں طرف سے دائیں طرف لے جائے۔ اور جب لا الہ کے تو اس وقت یہ خیال کرے کہ کوئی موجود نہیں۔ اور تمام اشیاء نیز اپنے وجود کو بھی فانی اور نیست و نابود سمجھے۔ اور اثبات یعنی الا اللہ کہتے وقت یہ یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک موجود اور حق ہے۔ اور ہمیشہ کی بقا اسی کو حاصل ہے بعض مشائخ رحمۃ اللہ علیہم نے ذکر لا الہ الا اللہ اختیار کیا ہے۔ اور مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ

کا دل میں خیال رکھتے ہیں حضرت خواجہ امام ربانی یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیے کہ دن رات ذکرِ نفی اثبات میں مستغرق رہے اپنا سونا، جاگنا سب اسی پر لگائے۔ اور نماز فرض کے علاوہ نفلوں اور تسبیحوں کو ترک کر دے۔ فقط لا الہ الا اللہ پر ہی اختصار کرے۔ کیونکہ جہاں علمِ لدنی اور حکمت الہی ہو۔ وہاں نفلوں سے خدمت بجا لانا رحمت و تکلیف ہے۔ اور مخلوقات سے علاقہ قطع کرنے کے واسطے اور کوئی ذکر ظاہری و باطنی لا الہ الا اللہ سے کامل و شافی نہیں ہے اگرچہ دل پر ذکر جاری ہو جائے پھر بھی ذکر کی کوشش سے نہ ہٹے۔ خاص کر صبح شام اور عصر کے وقت ذکر کے واسطے وقف کرے۔

خواجہ امام علی حکیم ترمذی نے فرمایا ہے جو اپنے ایمان کی دولت چاہے اُس کو لازم ہے کہ اپنے ہر کام اور ہر جگہ میں لا الہ الا اللہ کہنے کی عادت کرے۔ شرکِ خفی کی تار بلی اور ظلمت اسی سے دور ہو کر نورِ ایمانی آفتاب کی طرح چمک اٹھتا ہے۔ سالکوں کے نزدیک شرکِ خفی ہی ہے کہ دل میں اشیاء موجودات کی صورتیں نقش ہوں۔ جب یہ حال ہو تو حق کی نفی اور غیر کا اثبات ہوتا ہے یہ ایک بڑا بھاری حجاب ہے جو سوائے ذکرِ لا الہ الا اللہ کے دور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسی سے غیر کی نفی اور خدا تعالیٰ کا اثبات دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی مقصود اور غرض ہے

## ذکرِ مجرد اثبات

اس کو ذکرِ خفی اور ذکرِ اسم ذات بھی کہتے ہیں۔ اس کی ترکیب اور طریق یہ ہے کہ مُنہ بند کر لے اور زبان تالو کے ساتھ لگائے اور آنکھیں بند کرے۔ اور قلبِ صنوبری شکل کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کے اسم کو خوب شد و مد کے ساتھ ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ کی مچلی تک پہنچائے۔ اور جو باہر کو سانس آتا ہے اُس سے



ہُو کی ضربِ دل پر لگاتے۔ اور زبانِ دل سے ذکر میں مشغول ہو جاتے۔ اور خدا کی ذاتِ بے یوں اور بے مانند کے معنی خیال میں رکھے بعض مشائخ رحمۃ اللہ علیہم اس ذکر کے بعد توئی منقُود اور توئی موجود کہنا بتاتے ہیں اور بعض اپنے پیر کا تصور رکھتے ہیں۔ ذکر کے وقت سانس روکنا عجیب لطف پیدا کرتا ہے اور شرح صدر کو مفید ہے۔ اس سے دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اور خطرے دل میں نہیں آتے۔ اور جب تمام اشیاء موجودات کو فنا کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے وجودِ قدیم کو بقا کی نظر سے مشاہدہ کرتا ہے تو ایک عجیب حلاوت پیدا ہوتی ہے۔ اسی ذکر پر مداومت کرنے سے توحید کی حقیقتِ ذکر کے دل میں قرار پکڑتی ہے اور اس کی بصیرت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو شرع، عقل اور توحید کے درمیان کچھ تناقض معلوم نہیں ہوتا۔ ذکرِ دل کی ایک صفت لازم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ایسے درجے کو پہنچتا ہے کہ حقیقتِ ذکر اور جوہرِ دل ایک ہو جاتے ہیں۔ اور غیر کا کوئی خیال دل میں نہیں آتا۔ ذکر مذکور میں فانی ہو جاتا ہے جب دل خیالِ غیر سے خالی ہوا۔ تو اس حدیثِ قدسی کے مطابق

لَا يَسْعَىٰ اَرْضِي وَلَا سَمَآءِي وَلَا لٰكِنْ  
يَسْعَىٰ قَلْبٌ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ۔

میری وسعت نہ زمین رکھتی ہے نہ آسمان  
لیکن مومن آدمی کا دل۔

تجلیاتِ جمال و صفاتِ ذاتِ الہی جلوہ ڈالتے ہیں۔ اور اذکر کُذکر کا وعدہ خوف اور آواز سے مجرّد آشکارا ہوتا ہے۔ اور کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ کی خاصیت ظاہر ہوتی ہے لیکن جب تک روحانیت کا وجود باقی ہے۔ اور فنا کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا ہے۔ وہ ذکر حقیقت میں خفیہ نہیں ہے۔ اور جب حقیقتِ فنا تک پہنچ جائے تو اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ باطنِ نفی سے بٹھرجاتا ہے۔ اور سوائے اثبات کے اور کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کا ذکر ہمہ تن اللہ، اللہ، اللہ ہوتا ہے۔ اور کلمہ حقیقت اور سر تک پہنچ جاتا ہے۔

وَحَقِيقَةُ الَّذِي كُورِعَ بَارَةً عَنْ تَجَلِّيَةِ  
الْحَقِّ سُبْحَانَهُ لِدَايَتِهِ بِذَاتِهِ مِنْ  
حَيْثُ الْاِسْمِ اَمْتَكَلِمَ اِظْهَارًا لِلْصِفَاتِ  
الْكَمَالِيَّةِ وَوَصَفًا بِالنُّعُوْتِ الْجَمَالِيَّةِ

اور ذکر کی حقیقت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ  
کی تجلی لذاتہ بذاتہ سے اعم تکم کی حیثیت سے  
واسطے ظاہر کرنے صفات کمالیہ اور وصف  
کرنے صفتوں جمالیہ اور کمالیہ کے۔

اور پہلی تجلی جو سالک پر آتی ہے وہ تجلی افعال ہوتی ہے جس کو محاصرہ کہتے ہیں  
اور پھر تجلی صفات جسے مکاشفہ کہتے ہیں۔ اور پھر تجلی ذات جس کو مشاہدہ کہتے ہیں۔  
حجۃ الاسلام نے فرمایا ہے کہ گمان نہ کرے کہ دل کا وزن ملکوت کی طرف بغیر مرنے  
اور سونے کے نہیں کھلتا۔ کیونکہ یہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اگر کوئی بیداری میں ریاضت  
کرے اور دل کو غضب شہوت اور اخلاق بد اور بُرے کاموں سے بچائے اور ایک  
خالی جگہ میں بیٹھے اور آنکھیں بند کرے اور حواس معطل اور بے کار چھوڑ دے۔ اور  
دل کو ملکوت کی طرف نسبت دیوے۔ اور اللہ، اللہ، اللہ ہمیشہ زبان دل سے  
کہتا رہے۔ یہاں تک کہ اپنے آپ سے اور تمام جہانوں سے بے خبر ہو جائے۔  
اس طرح مداومت کرنے سے دل کا وزن ملکوت کی طرف کھل جاتا ہے۔ تو ایسا  
شخص بیداری میں وہ کچھ دیکھتا ہے جو اوروں کو خواب میں مشکل دکھائی دے۔  
روحیں، فرشتے اور پیغمبران علیہم السلام کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اُن سے فائدے  
اور فیض حاصل کرتا ہے۔ اور ملکوت زمین و آسمان اس کی نظر کے سامنے ہوتے  
ہیں۔ غرضیکہ ایسے ایسے امور دیکھتا ہے۔ جن کا بیان ممکن نہیں لیکن یہ مقام سوائے  
مجاہدے اور ریاضت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ کریم قرآن مجید میں  
ریاضت اور مجاہدے کے واسطے ارشاد فرماتا ہے۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا  
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ اور فرماتا ہے۔

وَادْكُرْ اِسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ

اور ذکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا۔ اور

تَبَيَّنَ لَّاهُ (۲۹/المزمل: ۸)

سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔

اپنی سب تدبیریں اُسی کے حوالے کر دے۔ اور وہ خود تیرے سب کام کر دے گا۔  
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْ لَكَ وَكِيلًا (پ ۲۹/المزمل: ۹)  
جب تُو نے اس کو وکیل بنا لیا تو گویا اہل جہان سے فارغ ہو گیا۔ اب ان سے الگ  
ہو جا۔ اور ان میں مت مل۔

وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَاجْهْ لِمُ

اور صبر کیجئے ان کی (دل آزار) باتوں پر

جَهْرًا جَمِيلًا (پ ۲۹/المزمل: ۱۰)

اور ان سے الگ ہو جاتے بڑی خوبصورتی سے

ان آیات کے مضمون سے ریاضت کا اچھا سبق مل سکتا ہے۔ ریاضت سے  
دل صاف اور روشن ہو جاتا ہے۔ خلقت کی عبادت اور شہوت پرستی اور اشیاء موجودات  
کے شغل اور کاروبار سے نجات اور خلاصی پا جاتا ہے۔ اکثر محققین نے مجاہدے کو مشاہدے  
کا سبب اور علت فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

الْمُشَاهَدَاتُ مَوَارِثُ

مشاہدات مجاہدات کی میراث ہیں

لِلْمُجَاهِدَاتِ وَلَا يَسْتَقِيمُ إِلَهَائَاتُ

اور نہایت تصحیح ابتدا کے بغیر نہیں

إِلَّا بِتَصْحِيحِ الْبَدَائَاتِ وَذَلِكَ تَيَسُّرُ

ہوتی۔ اور وہ ترک عادات اور

إِلَّا بِتَرْكِ الْعَادَاتِ وَهَجْرَانِ

پسندیدہ چیزوں کے چھوڑنے سے

الْمَالُوفَاتِ -

میسر ہوتی ہے۔

بزرگوں نے فرمایا ہے جب تک صدق مجاہدہ نہ ہوگا بہتر کی صفاتی حاصل  
نہ ہوگی۔ صوفیوں کا یہی رستہ ہے۔ اور یہی نبوت کی راہ ہے۔ اور یہ گمان نہ  
کرے کہ یہ امور پیغمبروں ہی سے مخصوص ہیں۔ بلکہ ہر ایک آدمی فطرت میں اس  
کے لائق ہے۔ كُلُّهُ لَوْ دِيُوْلُدُ عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ - اسی کی طرف  
اشارہ ہے۔



وَلَمْ يَنْعَقِدْ أَنَّ اللَّهَ عَبْدًا  
يُشَاهِدُونَ فِي حَالِ الْيَقْظَةِ مَا لَا  
يُمْكِنُ لِغَيْرِهِمْ أَنْ يَرَاهُ إِلَّا فِي حَالِ  
التَّوَهُّمِ لَمْ يَهْتَدِ إِلَى حَقِيقَةِ الْإِيمَانِ  
بِالنَّبُوَّةِ -

جو شخص یہ اعتقاد نہ کرے کہ اللہ کے اکثر بندے  
حال بیداری میں وہ امور دیکھتے ہیں جو ان  
کے سوا دوسرے خواب کی حالت کے بغیر نہیں  
دیکھ سکتے تو اُس نے ابھی ایمان بالنبوت  
کی حقیقت کی طرف ہدایت نہیں پائی۔

۳۳۔ مراقبہ

طریق مراقبہ نفی اثبات کے طریق سے اعلیٰ ہے۔ اور جذبہ کے طریق سے بہت قریب اور نزدیک ہے۔ مراقبہ سے ملک و ملکوت میں تصرف و وزارت کے درجے کو پہنچ سکتا ہے۔ دوسروں کے باطن کو منور کر سکتا ہے۔ دل میں مقبولیت اور دوام حضور حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ جب تک پہلے قطع علائق نہ کرے۔ اور نفس کی مخالفت پر صبر نہ کرے۔ غیروں کی صحبت سے کنارہ نہ کرے۔ مراقبہ کی دوامی دولت حاصل نہیں ہو سکتی۔ مراقبہ کے معنی محافظت کرنے کے ہیں یعنی دل کی نگہبانی کرنی۔ تاکہ اس میں سوائے اللہ تعالیٰ کے غیر خیال داخل نہ ہو۔ اور دل کی توجہ کو حق سبحانہ کی طرف پھیرنا۔ یا مراقبہ کے معنی انتظار ہی کے ہیں۔ یعنی طالب صادق تمام اشیاء بلکہ اپنے وجود سے قطع تعلق کر کے حق سبحانہ کے حضور میں فیوض الہی اور جذبات غیبی کا منظر رہتا ہے۔ اہل تصوف کی مراد مراقبہ سے ایک حالت قلبی ہے جو ایک قسم کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور وہ طریقہ جس سے معرفت حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو دل کی باتوں اور باطن کے احوال کا عالم جانے اور سب بندوں کے عمل اور ہر ایک چیز پر اس کو رقیب اور محیط سمجھے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّخْتَصِّطٌ۔ اور فرماتا ہے اَللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ۔

میرے رب نے ہر ایک چیز کو گھیرا ہوا ہے۔ اور وہ سمیع و بصیر اور خفیہ و نگہبان ہے اور  
 دل میں بے چوں اور بے چگون کے معنی جو مبارک اسم اللہ سے مفہوم ہوتے ہیں بے واسطہ  
 کسی عبارت و الفاظ عربی، فارسی عبرانی وغیرہ کے دھیان رکھتا ہے تو بتدریج دل  
 اس اجلال کے ملاحظہ میں ایسا ڈوبتا ہے کہ اعضائے ظاہری کی طرف بھی التفات نہیں  
 کرتا جب ایسا شخص ظاہری طاعت کے لیے حرکت کرتا ہے تو اُس کا وجود اُس وقت  
 ایسا ہوتا ہے گویا کہ بے حس ہے جب اس کا دل مستغرق محبوب ہوتا ہے تو سب اعضا  
 اس کے راستے پر چلتے ہیں۔ ایسا وہی شخص ہے جس کو ایک ہی فکر ہو۔ اور اللہ کریم  
 نے اُسے سب فکروں سے بچا دیا ہو۔ ایسے شخص کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر اس کے  
 پاس کوئی آتے جاتے تو اُس کو خبر نہیں ہوتی۔ باوجود آنکھیں کھولے ہوئے کے  
 بھی نہیں دیکھتا۔ اگر اُس کو کچھ کہا جاتے تو باوجود بہرہ نہ ہونے کے بھی نہیں سنتا۔  
 سوائے بے چوں اور بے چگون کے معنوں کے اس کے چشم بصیرت میں کچھ نہیں رہتا۔  
 اور اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے۔ اور ایسے امور اور حالات اس پر طاری ہوتے  
 ہیں کہ اگر ان کو خود بھی بیان کرنا چاہے نہیں کر سکتا۔ اَنَا الْحَقَّ وَهُوَ الْحَقَّ  
 وَ اَنَا الْحَقَّ ہو جاتا ہے۔

اے برادر تو ہمیں اندیشہ مابقی تو استخوان و ریشہ  
 گر گل است اندیشہ تو گلشنی در بود خارے تو ہمہ گلشنی  
 انانیت نیست و نابود ہو کر تُوئی کا جہاں سر سے پاؤں تک جلوہ گر ہو جاتا  
 ہے جس طرف دیکھتا ہے اسی کا جمال دیکھتا ہے۔  
 بسکہ جہاں فکر و چشم بیمارم توئی ہرچہ پیدلے شود اند و در پندرم توئی  
 اس وقت جو چیز اس کے سامنے آئے یا اس کے دل میں گزرے اسی کا رنگ  
 اسی کی صورت پکڑ جاتی ہے۔

گر گل گزرد بخاطر گل باشی      و رہیل بے دستہ رہیل باشی  
تو جزوی و حق کل است گز رہے چند      اندیشہ کل پیشہ گئی گل باشی

یہ مراقبہ جو ہم نے بیان کیا ہے سستی کی سرحد اور مقام حیرت ہے۔ اس مقام میں  
سالک کا وجود نہیں رہتا۔ بلکہ تمام چیزیں اپنے آئینہ جمال میں دیکھتا ہے۔

تو دروگم شو کمال این ست و بس

تو مباش اصلاً وصال این ست و بس

مصرعہ۔ خبر درویش است مجملہ نیک و بد۔ یہ بڑا اعلیٰ مقام ہے۔ اور جتنے مقام  
ہیں زہد و توکل، ذکر، فنا، خلقی، فنا، رضائی، فکر اسما و صفات، سب اس مرتبہ  
کے نیچے ہیں۔ بزرگوں نے اس کا نام فنا الفناء رکھا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اس مقام  
سے اس کو ترقی بخشنے تو اس فنا کے بعد جو بقا ہے وہاں تک پہنچ جاتا ہے۔



# فصل نہدہم در صراطِ حق علیہ کے سلوک کا مختصر حال

لطائفِ عشرہ۔ اہل تصوف کہتے ہیں کہ نفس مبدیہ شہوات اور لذاتِ حسی ہے۔ وہ ایک لطیف بخار ہے جو جو قلب سے بذریعہ حرارتِ غریزی کے پیدا ہوتا ہے اور عروق کی راہ سے بدن کے تمام اعضاء و اجزاء میں جاری ہے۔ اور بدن کی حرکت اس سے ہے۔ اور بھوک و سیری اور حرص و ہوا اور تمام نفسانی صفات اسی سے قائم ہیں۔ رُوح حیوانی اطباء کے نزدیک یہی ہے۔ رُوح انسانی کا تعلق بدن کے ساتھ اسی نفس کے ذریعہ سے ہے۔ اور لطافت و کثافت میں دونوں طرف کی مناسبت کی وجہ سے رُوح اور بدن کے درمیان بطور برزخ کے ہے۔ اور رُوح کا تعلق نفس کے ساتھ ایسا ہے جیسے مرد کا عورت کے ساتھ۔ ان دونوں کے ملنے سے ایک لطیفہ پیدا ہوا ہے جس کو قلب کہتے ہیں۔ اور وہ ان دونوں کے درمیان معلق اور منقلب ہے۔ اور دونوں میں سے کسی ایک کے احکام کے غلبہ کی وجہ سے اسی کا تابع ہے محسوسات کا مدرک نفس ہے اور معقولات کا مدرک رُوح اور معقول و محسوس سے مرکب اشیاء کا مدرک قلب ہے پس چاہیے کہ ایسی اشیاء جو نہ معقول ہیں اور نہ محسوس جیسے کہ ذات و صفاتِ الہی ان کا مدرک کوئی اور ہو۔ پس ایک اور لطیفہ نہایت اعلیٰ و اصفیٰ پیدا کر دیا جس کا تعلق قلب کے ساتھ ہے اور اس کو سر کہتے ہیں۔ پھر ایک اور لطیفہ سر سے زیادہ اصفیٰ بھیج دیا۔ اور اس کو سر کے ساتھ متعلق کیا۔ اس کو خفی کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات کا کشفِ خفی سے ہوتا ہے۔ گویا سر کا اتصال ذات سے بحیثیتِ تلبس باسما و صفات کے ہے۔ اور خفی کا اتصال بحیثیتِ تجرّد اور تنزّہ کے۔ اس کے بعد ایک اور لطیفہ نہایت ہی اعلیٰ و

اصفی پیدا کیا۔ جو ان سب سے اشرف اور الطف ہے۔ اس کو اخفی کہتے ہیں لطیفہ  
 اخفی سے ذات کا انجذاب تجرد اور تنزہ کی قید سے بھی معرا اور منزہ اور مبرا ہے۔  
 کہتے ہیں کہ یہ لطائف روحِ علوی کے ہمراہ ہر ایک فردِ انسانی میں بطور امانت  
 رکھے ہیں لیکن بسبب کفر و شرک کی ظلمات اور صفات بشری کی تاریکی کے ظاہر  
 نہیں ہوتے۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کے بعد ظاہر ہو جاتے ہیں  
 اکثر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تجلیہ روح کے بعد یک لخت فاقض ہو جائیں۔ حضرت  
 مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ انسان دس لطائف سے مرکب ہے۔ ان میں سے  
 پانچ لطیفے عالمِ امر میں سے ہیں اور پانچ عالمِ خلق سے۔ جیسے کہ خود اللہ تعالیٰ  
 اپنی کلامِ قدیم میں فرماتا ہے۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَکْهَرُ (۸/ الاعراف: ۵۴) ترجمہ (اور میں لو  
 اُسی کے لیے خاص ہے پیدا کرنا اور حکم دینا) اور عالمِ امر کو جبروت کہتے ہیں۔ جیسے کہ عالمِ  
 ارواح و روحانیت ملائکہ ہے۔ ان کا وجود ظاہر چشم سے نظر نہیں آتا۔ بلکہ یہ امرِ الہی سے  
 بے واسطہ پیدا ہوئے ہیں۔ اس سبب سے ان کو عالمِ امر کہتے ہیں۔ اور پانچ عالمِ خلق  
 سے ہیں۔ ان کو ملک بھی کہتے ہیں۔ یعنی یہ چیزیں جو ظاہر چشم سے محسوس اور نظر آتی  
 ہیں۔ جیسے کہ عرش سے فرش تک یعنی اربعہ عناصر اور نفسِ ناطقہ کو عالمِ خلق کہتے  
 ہیں۔ اور قلب و روح، برزخ و خفی اور اخفی یہ عالمِ امر سے ہیں۔ اور اصل ان جوہروں  
 کا لامکانیت سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کئی ایک جگہ جسم  
 انسان میں امانت رکھ دیا ہے۔ اور اصل ہر ایک لطیفہ کی عالمِ امر سے ہے۔ چنانچہ  
 اصل نفس اصل قلب سے ہے۔ اصل باد اصل روح سے، اصل آب اصل مٹر سے،  
 اصل نار اصل خفی سے اور اصل خاک اصل اخفی سے ہے لیکن انسان بسبب  
 علاقہ دنیاوی کے اپنی اصل سے غافل ہو گئے ہیں۔ اگر خدا چاہے تو کسی مُرشدِ کامل  
 کی توجہ سے آگاہ کر دے۔

حَتَّىٰ يَصِلُوا إِلَى الْأَصْلِ ثُمَّ وَثَّمْ  
وَتَّمَّ حَتَّىٰ يَنْتَهِيَ إِلَى الذَّاتِ الْبَحْتِ  
الْمُعَرَّةِ عَنِ الصِّفَاتِ وَالشَّيْئُونََاتِ  
فَيَحْصِلُ لَهُ الْفَنَاءُ الْآتَوُّ وَالْبَقَاءُ  
الْكَمَلُ۔

یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں اصل تک، پھر اور  
پھر اور پھر وہ ذاتِ بحت (مجرد) جو صفات و  
شأنوں (کے تصور سے خالی ہو) تک پہنچ جائے  
پس فنائے اتم (کامل فنا کا مقام) اور بقا۔  
اکمل (یعنی مکمل ترین بقا کا مقام) میسر آتا ہے۔

اور انہی کو مقامِ عشرہ کہتے ہیں۔ اور جو عالمِ خلق کے تزکیہ کرنے والے ہیں۔ ان کا طے  
کرنا ان کے نزدیک واجب ہے۔ اور جن لوگوں کو جذب و عشق حاصل ہو وہ عالمِ امر کا  
تزکیہ کرتے ہیں۔ ان کو ان کی کچھ پرواہ نہیں۔ یہ مقام ان کو خود ہی حاصل ہو جاتے ہیں۔  
جیسے کہ ہمارے مولانا و مرشدنا کے طریقہ میں ہے۔ آپ جذب کو ہی مقدم سمجھتے ہیں۔  
اور غوثِ صمدانی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لطیفہ قلب  
کا نور زرد ہے۔ اس کی ولایت حضرت آدم علیہ السلام کے زیرِ قدم ہے۔ جس کو یہ  
نور حاصل ہو وہ اسی ذریعہ سے خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ ایسے شخص کو آدمی المشرب  
کہتے ہیں۔ اس لطیفہ کی جگہ باتیں پہلو میں زیرِ پستان ہے۔ دوسرا لطیفہ روح ہے  
اس کی جگہ داتیں پہلو میں پستان کے نیچے ہے۔ اس کا نور سُرخ ہے۔ اور اس کی  
ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیرِ قدم ہے جس کو یہ حاصل ہو اُس نے  
ولایت کا دوسرا درجہ حاصل کیا۔ ایسے شخص کو ابراہیمی المشرب کہتے ہیں تیسرا لطیفہ  
سُرخ ہے۔ اس کی جگہ سینے میں باتیں پستان کے اوپر ہے۔ اور یہ روح سے زیادہ لطیف  
ہے۔ اس کا نور سفید اور اس کی ولایت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیرِ قدم ہے جس  
کو یہ حاصل ہو اُس کو موسوی المشرب کہتے ہیں۔ چوتھا لطیفہ خفی ہے۔ اس کی جگہ اہل طرف  
پستان کے اوپر ہے۔ اور یہ لطیفہ سر سے زیادہ لطیف ہے۔ اس کا نور سیاہ اور اس کی ولایت زیرِ قدم  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے جس کو یہ نور حاصل ہو اُس کو عیسوی المشرب کہتے ہیں جس نے یہ حاصل کیا اُس نے چوتھا درجہ ولایت کا



حاصل کیا۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور محمد ہندویش لکڑی کاٹنے کے واسطے جنگل کی طرف گئے اور ہم آپس میں توحید کی باتیں کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ توحید میں انسان پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اگر کسی کو کہے کہ مرجا تو وہ مرجاتا ہے لیکن اُس نے نہ مانا۔ اور میں نے یہ بات منہ سے نکالی تھی کہ میری حالت میں تغیر آگیا۔ میں نے اُس کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مرجا۔ وہ اُسی وقت مر گیا۔ اور وہ موسم گرما تھا۔ میرا دل گھبرایا۔ قریب ایک سایہ تھا وہاں جا بیٹھا۔ تھوڑی دیر بعد میرے دل میں خیال آیا کہ کو محمد زاہد زندہ ہو جا۔ پھر وہ زندہ ہو گیا۔ یہ ماجرا حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اُسی وقت کہنا تھا کہ زندہ ہو جا وہ زندہ ہو جاتا۔ الغرض اولیاء اللہ سے جب ایسی باتیں ظہور میں آتیں تو اُس وقت عیسوی المشرب ہوتے ہیں سبحان اللہ! اس زمانہ میں مدعی تو بہت ہیں لیکن اگر امتحان لیا جائے تو بیمار بھی شفا نہیں پاتے۔ پانچواں لطیفہ اخفی ہے۔ یہ بہت ہی لطیف اور حضرت خلاق سے اقرب ہے۔ اس کا نو ذہن ہے۔ اس کی جگہ سینے کے درمیان ہے۔ اس کی ولایت زیر قدم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کو یہ نور حاصل ہو۔ اُس کو محمدی المشرب کہتے ہیں۔ اور جس کو یہ حاصل ہوا گویا اس کو ولایت پنجگانہ حاصل ہو گئی۔ اس کے حاصل ہونے کے بعد نماز میں نہایت ہی لذت پیدا ہوتی ہے۔ اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز اندھیرے میں پڑھنی بہت مفید ہے۔ اس سے اخفی بہت جلدی حاصل ہوتا ہے۔ ان لطائف عشرہ کا طے کرنا سوائے محبت شیخ اور مراقبہ کے ناممکن ہے۔ مراقبہ کی ترکیب و ترتیب اُد پر بیان ہو چکی ہے۔ اگر شوق و محبت شیخ دل پر غالب ہو جائے تو لطائف خود بخود طے ہو جاتے ہیں بعض کے نزدیک اگر چار گھڑی تک ذکر کرنے کے وقت خطرہ دل میں نہ آئے تو یہ لطائف خود بخود طے ہو جاتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک اگر انوار مثل ستاروں کے نظر آنے

لگیں تو سمجھنا چاہیے کہ پانچ لطیفے خلق اور پانچ امر کے جو عرش پر ہیں سب حاصل ہو گئے۔  
(لطائف کا بیان ختم ہوا)

پھر ان کے بعد سالک کا یہ حال ہوتا ہے کہ جہاں اُس کی نظر پڑے۔ اس کو حق ہی نظر آتا ہے۔ اور وہو معکواً اینما کنتم (ترجمہ۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو) کے معنی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس وقت کبھی تو سکوت پسند کرتا ہے اور کبھی ذکر زبانی یعنی تہلیل و تبلیح میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور کبھی ذوق و شوق اور گریہ میں ایسا محو ہوتا ہے کہ سوائے حق کے کچھ نہیں دیکھتا۔ یہ مرتبہ ولایت صغریٰ ہے اس کے حاصل ہونے کا یہ نشان ہے کہ سالک اس وقت لوگوں سے وحشت کرتا ہے۔ اور ہر وقت ذکر اور مقام حیرت میں رہتا ہے۔ اس کے بعد ولایت کبریٰ کی سیر کرتا ہے یعنی سالک کے ہر گز وریشہ میں ذکر جاری ہو جاتا ہے جس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ اس مقام میں تین طرح کا مراقبہ کرنا پڑتا ہے۔ اقربت کا جیسے کہ آیت شریف میں ہے وَهَنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ جَنَلِ الْوَرِيدِ (ترجمہ۔ اقدیم اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں) اس مراقبہ میں یہ تصور کرنا پڑتا ہے کہ اُس ذات پاک سے فیض آرہا ہے۔ اور وہ میری رگ گردن سے زیادہ نزدیک ہے۔ اور اس کا فیض لطائف خمسہ پر آتا ہے۔ اور جذبہ اور حضور اور بعض اوقات جذبہ تمام بدن میں ہونے لگتا ہے۔ اور بعض اوقات نسبت قلب میں بے مزگی پیدا ہوتی ہے تو اس وقت زبانی ذکر فائدہ بخش ہوتا ہے اس کے بعد سالک کے دل میں آیت شریف يُجِبُّهُ وَيُجَبُّوْنَہُ (اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اُن سے اور وہ محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے) کے مطابق یہ محبت جوش مارتی ہے کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے اور میں اُس کو دوست رکھتا ہوں۔ اس مقام میں سالک کو مقامِ عشرہ جس پر سلوک کی بنا ہے حاصل ہوتے ہیں۔ اول۔ ثوبہ۔ ثوبہ کا یہ حال ہوتا ہے کہ دل میں معصیت

کا خطرہ ہی نہیں گزرتا، کرنے کا تو کیا ذکر۔ دوم رضا یعنی جو کچھ خدا کرے اُس پر راضی ہوتا ہے اگرچہ اُس کی مرضی کے برخلاف ہو۔ ہمارے مُرشدِ نادِ مولینا ایک روز فرمانے لگے کہ تسلیم کی نشانی یہ ہے کہ اگر کوئی اُس کو بُرا کہے یا اُس کی بُری صفت کرے یا اچھی تو اُس کو یکساں معلوم ہو۔ نقل ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سُہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مُرید تسلیم کے مقام میں تھا۔ اُس کی صفت کسی نے آپ کے سامنے کی۔ آپ نے فرمایا اس مجہول خنزیر کی کیا صفت کرتے ہو۔ اور اس کے سوا کچھ اور بھی کہا مگر اُس شخص کا نہ چہرہ متغیر ہوا نہ کچھ حال بدلا۔ اس کے بعد آپ نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ مبارک ہو تمہیں۔ ہم نے تمہارا امتحان لیا تھا۔ ستوم تو کُل یعنی خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے۔ روزی کے واسطے اسباب ہونے کے سبب اُداس نہیں ہوتا۔ اور یقین کرتا ہے کہ روزی رسال موجود ہے۔ چہارم زہد یعنی دُنیا و ما فیہا سے منہ پھیرنا ہے۔ پنجم قناعت۔ ششم عزالت۔ ہفتم ملازمتِ ذکر۔ ہشتم توجہ۔ نہم صبر اور دہم مراقبہ۔ الغرض صبر و شکر۔ یقین و طمانیت اور کشفِ قبور اور کشفِ ارواح اس مقام میں حاصل ہو جاتے ہیں اور قبولِ تکلیفاتِ شرعیہ میں دلیل کا محتاج نہ ہونا اور ثواب و عذاب میں یقین کا قوی ہونا یہ سب دل پر کھل جاتا ہے۔ اور دل تو حیدرِ شہودی میں نرم ہو کر اس طرح پگھلتا ہے جیسے برف آفتاب کے سامنے ٹپ۔

عشقِ حق سے دل جلے جیسے کباب      یا کہ جیسے برف پیشِ آفتاب  
یعنی ہستی نیست کرتے ہیں عزیز      ماسوا حق کے نہیں رکھتے تیز  
کشفِ المحجوب میں لکھا ہے کہ خدا کے دوستوں کا دل ہرگز نہیں ٹھہرتا۔ عمر بھر  
جان طلب ہی میں رہتی ہے۔ سچ کہا مولانا نے ٹ۔

شَرِبْتُ الْحُبَّ كَأَسَا بَعْدَ كَأَسٍ  
فَمَا نَفَذَ الشَّرَابُ وَلَا دَوِيتُ



مرکز بھی ہمارا دل بے تاب نہ ٹھہرا کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا  
 ہر زمانے رُوئے جاناں را نقابے دیگر است  
 ہر حجابے را کہ طے کر دی حجابے دیگر است  
 بیان کشف قبور کی یہاں ضرورت نہ تھی مگر تھوڑا سا بیان کشف کا کر دیتا ہوں  
 حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کشف قبور اس کو کہتے ہیں کہ  
 جب آدمی کسی بزرگ کی قبر پر جائے تو ایک بار الحمد شریف اور تین بار سورۃ اخلاص  
 اور معوذتین پڑھ کر اُس کے رُوح کو بخشے اور مغرب کی طرف پیٹھ کر کے اُس کے منہ  
 کے مقابل دو زانو یا مرتب ہو کر بیٹھ جائے۔ اور اپنے دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے  
 اُس بزرگ کی طرف متوجہ ہو۔ تاکہ صاحب قبر کی نسبت ظاہر ہو جائے۔ اور اُس کی صوت  
 مثالیہ کو بصیرت کی چشم سے دیکھنے لگے۔ یہاں تک کہ اس سے باتیں کرنے لگے بشرطیکہ  
 دیکھنے والے کا دل مصفا ہو۔ اگر مصفا نہ ہوگا تو اس میں اختلاف ہے کیونکہ شیطان بھی  
 اپنی شکل کو مختلف شکلوں میں مشتمل کر سکتا ہے۔ اور قوتِ تخیل کو بھی صورتوں کے بنانے میں  
 بہت دخل ہے۔ اس واسطے ہمارے خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس  
 کشف کو معتبر نہیں سمجھتے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جب تک انسان کو کمال لطافت حاصل  
 نہ ہو وہ کیا جانے گا کہ یہ صورتِ شیطان ہے یا قوتِ تخیل کا اثر، تو اس سبب سے دھوکا  
 کھا جائے گا۔ ہاں جب دل کو تصفیہ اور تزکیہ حاصل ہو۔ اور دل کی حقیقت کا آئینہ  
 زنگینہ سے پاک و صاف ہو گیا ہو تو اس حالت کو معتبر سمجھتے ہیں۔ اسی طرح جو  
 آدمی ان کے پاس بیٹھتا ہے اُسی وقت اُس کی باطنی نسبت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور اس  
 کا حال معلوم کر لیتے ہیں۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بزرگوں کی قبروں  
 پر تشریف لے جاتے تھے اور ان سے استعانت جانتے رکھتے تھے۔ بلکہ خود بھی اس  
 کشف کو کرتے اور جانتے فرماتے تھے۔ غرض کہ ولایتِ کبریٰ میں سالک کی عجیب

حالت ہوتی ہے جسد، بخل، حقد، حُبِ جاہ اور عجب کا نشان ہی نہیں رہتا۔ اس کے بعد ولایتِ ملائکہ پیش آتی ہے۔ اور کمالِ لطافت اور نزاکتِ باطن میں حاصل ہو کر ملائِ اعلیٰ سے مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور فرشتے نظر آنے لگتے ہیں۔ اور اسرارِ مخفی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور دل کو حضور و عروج اور نزول حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ اس مقام میں خاک کو چھوڑ کر تینوں عناصرِ ہی سے کام لپڑتا ہے۔ اور کبھی تمام بدن نور کے سبب مثل آئینہ کے ہو جاتا ہے۔ اُس وقت عروجِ دل کا یہ حال ہوتا ہے کہ بسببِ لطافتِ روح کے گویا عرش پر ہی رہتا ہے۔ اس کی ترقی کے واسطے کثرتِ ذکر اور تہلیل اور نوافلِ ضروری چاہیے۔ مثنوی

نفس عاجزِ روح ہو فے ذی شعور  
جس گھڑی ہو اس اثر کا کچھ ظہور  
اس سبب سے ہے وہ عاجزِ سخت  
لیک تن سے جاں کو نسبت ہے پسر  
جان کہتی ہے رہوں کیوں فرش پر  
تن یہ کہتا ہے نہ جاؤں عرش پر  
تن نجس ہے نجس چاہے خاک کو  
یعنی جاں ہے پاک چاہے پاک کو  
اور بسببِ لطافتِ روحانی کے بدن مثل آئینہ کے ہو جاتا ہے۔ اور اس میں معجبِ لطافتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ہاں البتہ ابتداً حالت میں جو سلطانِ الاذکار میں صفائی پیدا ہو جاتی ہے وہ اور ہے اور یہ اور۔ اور اس کا فرق مثل پوست اور مغز کے سمجھنا چاہیے۔ ولایتِ علیا تمام ہوتی۔ اور اس ولایت کے بعد سیرِ کمالاتِ نبوت پیش آتے ہیں اور دوامِ تجلی ذاتی بے پردہ اسما و صفات کے اور حضورِ بے بہت حاصل ہوتا ہے۔ اور اس مقام میں ایک نقطہ طے کرنا تمام مقاماتِ ولایت سے بہتر ہے اس مقام میں دل مطمئن اور اس کو یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اور تپش و بے تابی اور توجید و جودی و آہ و نالہ سب زائل ہو جاتے ہیں۔ اور طبیعتِ نہایت ہی مطمئن اور لطیف ہو جاتی ہے۔ اس کی ترقی کے واسطے تلاوتِ قرآن مجید اور

نماز حضور اور درازنی قنوت اور اس کے سوا اور دعائیں فائدہ بخش ہیں۔ اگر صرف کلام اللہ ہو تو دو یا تین پارہ سے کم نہ پڑھے۔ اگر ناظرہ خوان ہو تو سورۃ اخلاص اور سورۃ یسین بہت پڑھے۔ اس کے بعد کمالات اولو العزم پیش آتے ہیں۔ اور انہی کامرا کرتے ہیں۔ اور حقیقت کعبہ ربانی پیش آتی ہے۔ اس مقام میں مراقبہ حقیقت کعبہ سے مراد ظہور سر اوقات عظمت و کبریائی ذاتیہ الہی سے ہے۔ یعنی سالک کے دل پر ایک بھید وارد ہوتا ہے اور فنا و بقا کے حاصل ہونے کے سبب اس وقت سالک تمام موجودات کو اپنی طرف متوجہ سمجھتا ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کی فرماں بردار اور تابع نہ ہو۔ جیسا کہ تذکرۃ الاولیاء میں حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں آیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں بعض اوقات مشرق و مغرب میں کوئی ایسی چیز نہیں جو ہم سے باتیں نہ کرتی ہو۔ یہاں تک کہ ہوائیں بھی کہتی ہیں کہ اے ابو الحسن کچھ ضرورت ہے تاکہ تم تم پر سونا ہو کر گریں۔ اور فرماتے ہیں کہ اگر مشرق یا مغرب میں کوئی شخص بیمار ہو یا اس کے پاؤں میں کانٹا لگا ہو یا بھوکا ہو تو مجھ کو اللہ کریم اُس سے آگاہ کر دیتا ہے۔

یاد حق گروئس جانست بود ہر دو عالم زیرِ فرمانت بود  
اس کے بعد مراقبہ حقیقت قرآن کرتے ہیں۔ اس وقت اسرارِ حروف مقطعات اور آیات متشابہات ظاہر ہوتے ہیں اور باطن کھل جاتا ہے۔ اور وقت قرأت قاری کی زبان شجرہ موسوی کا حکم پیدا کرتی ہے۔ اور قرآن مجید پڑھنے کے واسطے ہمہ تن زبان بن جاتا ہے۔ اور نورِ قرآن نازل ہونے لگتا ہے۔ اور اس کے بعد حقیقت صلوٰۃ ہے سبحان اللہ! اس بلند مقام کا کیا ذکر ہے۔ کہ حقیقت کعبہ اس کا دوسرا جز و معلوم ہوتی ہے جب سالک اس حقیقت سے کامیاب ہوتا ہے تو نماز میں دارِ فانی سے نکل کر دارِ الآخرت میں داخل ہو جاتا ہے۔



اَلصَّلٰوةُ مُعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ - یعنی نماز مومن کی معراج ہے۔ اور  
 اَرِحْنِيْ يٰبَلالُ قُرْآنَ عَيْنِيْ  
 فِي الصَّلٰوةِ - اے بلال مجھے راحت پہنچاؤ۔ میری  
 آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔  
 اسی نماز کی طرف اشارہ ہے۔

### مثنوی

دیکھ تو ان کی نماز اے ذی سیر  
 جب کریں تکبیر اُولیٰ و وہ تمام  
 جب پڑھیں قرآن کو با صدقِ دل  
 دیکھ کر انوار اس کے اے ذی سیر  
 یعنی ہستی نیست کرتے ہیں عزیز  
 جس کی ہستی نیست ہو پیشِ خدا  
 حق سے واصل غیر سے ہیں بے خبر  
 نورِ وحدت دیکھ لیں اے نیک نام  
 نورِ وحدت سے وہیں جاتے ہیں مل  
 سوختہ ہوتے ہیں عاشقِ سر بسر  
 ماسوا حق کے نہیں رکھتے متین  
 اس کو کہتے ہیں ملائکِ مرجب  
 خوب پہچانا خدا کو اے بشر  
 ماسوا حق کے گیا سب سے گذر

المختصر فوق مرتبہ حقیقتِ صلوٰۃ مقامِ عبودیت ہے۔ یہاں کسی کی مجال  
 نہیں ہے کہ عابد اور معبود میں فرق کرے۔ اس راہِ دور و راز میں کوتاہی نظر آتی  
 ہے لیکن الحمد للہ کہ نظر کے واسطے کس قدر گنجائش ہے۔ اس جگہ جو ذات کے محبوب  
 حرف ہیں اس کا مراقبہ کرتے ہیں۔ اور امرِ قیف یا مُحَمَّدٌ اسی طرف اشارہ ہو سکتا  
 ہے یعنی قدم آگے نہ رکھ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سیرِ نظر و سیرِ قدم سے یہ مراد  
 نہیں کہ وہاں مشہود و شاہد ہو۔ بلکہ یہ ایک صورتِ مثالیہ میں آیا تو اس کو سیرِ نظر کہا۔  
 ورنہ اس میں نظر کہاں اور قدم کہاں۔ بلکہ قدم رکھنے کی گنجائش ہی نہیں۔ ہاں البتہ

اس جگہ عبادتِ صلواتیہ سے ہدایتِ نظر و بصر کو ترقی ہوتی جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد معاملہ درار الوریٰ ثم درار الوریٰ ہے۔ سیرِ حقائق الہی اب تمام ہوا۔ اب سیرِ حقائق انبیاء علیہم السلام کریں گے۔ مگر اس میں یہ جاننا ضروری ہے کہ سیرِ حقائق الہیہ میں فضل الہی درکار ہے۔ اور سیرِ حقائق انبیاء علیہم السلام میں محبتِ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم درکار ہے جس طرح اللہ کریم اپنی ذات کو دوست رکھتا ہے اُسی طرح اپنے افعال و صفات کو بھی دوست رکھتا ہے۔ اول سالک کی سیرِ کمالات صفاتی و حقیقتِ ابراہیمی ہے۔ یہ مقام عجیب بابرکت ہے۔ اس میں تمام انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تابع ہیں۔ اسی واسطے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہوئے کہ اَتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا (۱۳/ النحل: ۱۲۳) (ترجمہ۔ پیروی کرو ملتِ ابراہیم کی) اور اسی سبب سے آپ اپنی نماز میں اور برکات میں حضرت ابراہیم سے تشابہ فرماتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰهٖمَ وَّ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهٖمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ۔ اس مقام میں خیر و برکت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کی ترقی کے واسطے درود شریف پڑھنا ضروری ہے اور اس میں خاص محبتِ حق تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد سیرِ حقیقتِ موسوی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ محبت اپنے محبوب کے ساتھ محبت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور باوجود ظہور محبت ذاتی کے کبھی شانِ استغناء بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور یہی سبب تھا کہ بعض موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بے باکانہ کلام کی ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰهُ سُبْحٰنَہٗ حِکَایَۃً عَنْ قَوْلِہٖ اِنْ هٰی اِلَّا فِتْنٰتُکَ۔ اس مقام پر درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَاَلْمُرْسَلِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی کَلِیْمِکَ مُوسٰی۔ ترقی بخش ہے۔ اور اس مقام میں ایک قسم کا شور و شوق پیدا ہوتا ہے کبھی سالک جوش میں آکر یہ بھی بول اُٹھتا ہے کہ اے

رب مجھ کو نظر آ۔ رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرُ إِلَيْكَ۔ اسی طرف اشارہ ہے۔ اور اس کے بعد حقیقت محمدی ہے۔ یہ مقام محبت و محبوبیت ذاتیہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اس مقام میں فنا و بقا خاص ظہور کرتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا اتحاد شوق پیدا ہوتا ہے کہ گویا دونوں ایک چشمہ سے پانی پی رہے ہیں۔ ہم آغوش و ہم کنار ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جس میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خدائے عز و جل کو اس واسطے چاہتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔ اس مقام میں درود شریف کی کثرت چاہیے۔ اس کے بعد سالک حقیقت احمدی میں داخل ہوتا ہے۔ اس مقام کی کیفیت دیدنی ہے گفتنی نہیں۔ اس مقام میں بھی درود پڑھنا مفید ہے۔ واضح ہو کہ محمد و احمد دونوں نام کلام اللہ میں آپ کے لئے آئے ہیں۔ سو ان دونوں کی ولایت علیحدہ علیحدہ ہے۔ اگر اس کی تشریح دیکھنی ہو تو مکتوبات میں واضح طور سے دیکھیں۔ اس کے بعد حب صرفہ ہے یعنی جس قدر یہ مرتبہ ذات مطلق لا تعین سے متصل ہے اسی قدر بے رنگی و علو اس کے لئے لازم ہے۔ کیونکہ جو چیز اول ذات مطلق سے تحت ظہور پر جلوہ گر ہوئی وہ حب ہی ہے جو منشاء و مبداء خلق و مخلوقات ہے۔

کُنْتُ كَذَرًا خَفِيًّا فَاجْبَبْتُ اَنْ  
اَعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لَاعْرِفَ۔

میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ پس میں نے چاہا کہ  
پہچانا جاؤں۔ سو میں نے مخلوق اس لئے

پیدا کی کہ میں پہچانا جاؤں۔

اس مدعا کے ثبوت کے لئے نص قاطع ہے۔  
وَهَذَا هُوَ الْحَقِيقَةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ  
عِنْدَ التَّحْقِيقِ وَمَا بَيْنَنَا أَوْ لَا هُوَ  
ظَلَمْنَا عَلَى هَذَا الْقِيَاسِ۔

اور یہی ہے وہ حقیقت محمدیہ جو تحقیق کے  
وقت ثابت ہوئی اور ہم نے پہلے ثابت  
کر دیا ہے۔ اس قیاس کے مطابق وہ اس  
کا پر تو ہے۔



اور حدیث قدسی۔

كُلُّكَ لِمَا خَلَقْتَ الْاَفْلاَکَ  
وَكُلُّكَ لِمَا اَظْهَرْتَ رُبُوبِيَّتِي۔  
ظاہر نہ کرتا۔

اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک پیدا نہ کرتا  
اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت

ایک رمز اس ماجرا سے ہے۔ فَاَفْهَرُ وَاَكْتَنُ مِنَ الْقَاصِرِينَ۔ لیکن یہ  
مقام سید الاولین والآخرین سے مخصوص ہے۔ یہاں حقائق انبیاء سے کسی کی حقیقت  
کا پتہ نہیں لگتا۔ اس کے بعد مرتبہ لاتعین حضرت علی الاطلاق ہے جہاں قدم اور وہم  
کا گزر نہیں۔ الحمد للہ اولاً و آخراً کہ سلوک مجددی ختم ہوا۔

بے شک آپ کا طریقہ سب طریقوں سے اقرب و اسبق و ادق و اسلم و اصدق  
اَدَل و اَجَل و اَرَف و اَمَل ہے۔ میں قربان جاؤں آپ کے نام پر۔  
حضرت امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

شکرِ ایں نعمتِ عظمیٰ بکدام زبان بجا  
آرد کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ مافقر را  
بعد از تصحیح عقیدہ بموجب آراء اہل سنت  
جماعت شکر اللہ تعالیٰ سبیحہ  
بسلوک طریقہ علیہ نقشبندہ مشرق سلخت  
وازمردیان و منتسبان ایں خانوادہ  
بزرگ گردانیدہ نزد فقیر یک گام دریں  
طریقہ زدن برابر ہزار گام طریق دیگر  
است نہ اسے کہ کمالات نبوت بطریق  
تبعیت و وراثت کشادہ می شود مخصوص  
اس نعمت عظمیٰ کا شکر کس زبان سے ادا کروں  
کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہم فقیر کو  
اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ  
سبیحہ کے بموجب عقائد درست کرنے  
کے بعد طریقہ عالیہ نقشبندیہ پر کامزن فرمایا  
اور اس خاندانِ عالی سے نسبت رکھنے والا  
اور اس کے مریدوں میں سے کر دیا فقیر کے  
نزدیک اس طریقہ پر ایک قدم چلنا دوسرے  
طریقوں پر ہزار قدم چلنے کے برابر ہے۔  
وہ کمالات نبوت جو پیروی کرنے یا وراثت

بایں طریق است۔

کے سبب حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہ صرف اس طریقہ سے مخصوص ہیں۔

نہایت دیگر ان تانہایت کمالات ولایت است۔ ازاں جا رہے۔ کمالات نبوت نکشادہ اند۔ ازیں جا است کہ اس فقیر در کتب و رسائل خود نوشتہ کہ طریق اس بزرگواراں طریق اصحاب کرام است علیہم الرضوان۔ چنانچہ صحابہ کرام بطریق وراثت از کمالات نبوت حظ وافر گرفتہ اند۔

دوسروں کی انتہا صرف یہ ہے کہ وہ کمالات ولایت کی انتہا کو پالیں۔ ان کے ہاں کمالات ولایت سے کمالات نبوت کی طرف راہ نہیں کھولی گئی یہیں سے یہ بات ثابت ہے جو فقیر نے اپنے کتب و رسائل میں لکھی ہے کہ ان بزرگوں کا طریقہ بعینہ وہی طریقہ ہے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ہے چنانچہ صحابہ کرام نے بطریق وراثت، کمالات نبوت سے بہت زیادہ حصہ پایا ہے۔

منتہیان اس طریق نیز ازاں کمالات بطریق تبعیت نصیب کامل می یابند۔

اس طریقہ پر چلنے والے منتہی اطاعت کے سبب کمالات نبوت سے پورا پورا حصہ پاتے ہیں۔

و بتدیان و متوسطان کہ ملزم اس طریق اند و محبت کامل منتہیان اس طریق دارند۔ نیز اُمید دارند اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ (آدمی اُسی کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھتا ہو) دور رہنے والوں کے لئے بشارت ہے۔

اس طریقہ کے بتدی اور متوسط بھی اس راہ کے منتہیان سے کامل محبت رکھنے کے سبب اُمید رکھتے ہیں کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ (آدمی اُسی کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھتا ہو) دور رہنے والوں کے لئے بشارت ہے۔

## نظم

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند  
 کہ بزد از رہ پنہاں بجرم قافلہ را  
 از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شاں  
 می برد و سوسہ خلوت و فکر چلہ را  
 قاصرے کر کند اس طائفہ را طعن و قصور  
 حاشا للہ کہ بر ارم بزباں اس گلہ را  
 ہمہ شیران جہاں بستہ اس سلسلہ اند  
 رو بہ از چیلہ چسپاں بگسلہ اس سلسلہ را

## ترجمہ

عجب ہی قافلہ سالار ہیں یہ نقشبندی  
 کہ لے جاتے ہیں پوشیدہ حرم تک و تافلے کو  
 دل سالک سے جذبہ ان کی صحبت اور الفت کا  
 مٹا دیتا ہے یک دم فکر خلوت اور چلے کو  
 اگر کوتاہ نظر کوئی لگائے طعن ان کو  
 نہ لاؤں میں کبھی اپنی زباں پر اس گلے کو  
 جہاں کے شیر باندھے ہیں سلسلہ میں  
 نہیں چیلے سے رو بہ توڑ سکتی سلسلے کو



## فصل. تصویرِ شیخ کے بیان میں

بعض ابنائے زمانِ تصویرِ شیخ کو شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ اس پر شرک کی تعریف صادق نہیں آتی۔ تصویرِ شیخ ہرگز ہرگز شرک نہیں ہے۔ اس کے شرک نہ ہونے کی ایک بڑی دلیل یہی کافی ہے کہ بزرگانِ دین میں اکابرِ عن اکابر اس کی تعلیم چلی آتی ہے۔ اور مشائخِ علیہم الرحمۃ نے اس کو ایک وسیلہٴ ہدایت و رہنمائی سمجھا ہے۔ اور بالیقین اکثر طالبانِ حق کو اس طریق سے فیض پہنچا ہے۔ پس اگر یہ شرک یا حرام ہوتا۔ معاذ اللہ منہ تو اس پر عمل کرنے سے انسان گمراہ ہو جاتا نہ کہ مراتبِ سلوک طے کرتا چلا جاتا۔ پس اس کو شرک یا حرام کہنا کوتاہ فہمی ہے۔ طالبِ صادق جب اپنے شیخ کا تصور کرتا ہے تو وہ اس کو معبود نہیں سمجھتا نہ شیخ کا ذکر کرتا ہے۔ نہ اُس کا نام لیتا ہے۔ نہ یہ سمجھتا ہے کہ شیخ میرے حالات کو دیکھ رہا ہے۔ بلکہ وہ خدا کا ذکر کرتا ہے۔ صرف اپنے ذہن کے پرانگندہ خیالات کو ایک طرف باندھ لیتا ہے اور مُرشد کو اپنے اور ہادی کے درمیان ایک رابطہ اور واسطہ سمجھتا ہے۔ جیسے کہ کعبہ عابد اور معبود کے درمیان ایک رابطہ ہے اسی طرح مُرشد درمیان ہادی اور ہدایت یا بندہ کے رابطہ ہے۔ نعمتِ ہدایت یا فیض جس کو ملنی ہوتی ہے فقط اللہ جل شانہ کی طرف سے ملتی ہے کسی دوسرے کو نعمت بخشی کا اختیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مُرشد کی ذاتِ پاک کو وسیلہٴ نعمت بخشی و واسطہٴ ہدایت و آلہٴ رہنمائی بنایا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ دینا چاہتا ہے مُرشد کے ہاتھ سے دلاتا ہے۔ اسی واسطے ہر طالبِ حق پر لازم ہے کہ مُرشد کو خدا کے فیض کا ہاتھ تصور کر کے باادب بیٹھ کر نعمتِ فیض حاصل کرے۔ جب دیدہٴ تصور سے چہرہٴ مُرشد صاف صاف نظر آئے تو خیال کرے کہ مُرشد

کی طرف سے فیض اور نعمت مجھے مل رہے ہیں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ایسا شخص ضرور فیضیاب ہوگا۔ مُرشد کو وسیلہ ہدایت اور آلہ فیض الہی جاننا ہرگز خلافِ شرع نہیں عوام الناس کے اعتراض و طعن و تشنیع کا کیا خیال۔  
 خلق می گوید کہ خسرو بُت پرستی می کند  
 آسے آسے می کنم با خلق و عالم کار نیست

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ القول الجلیل میں فرماتے ہیں

قَالُوا وَالرُّكْنُ الْأَعْظَمُ رُبُّ  
 الْقَلْبِ بِالشَّيْخِ عَلَى وَصْفِ الْمُحِبَّةِ  
 وَالْعَظِيمِ وَمِنْ لَحِظَةِ صُورَتِهِ قُلْتُ  
 إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مُظَاهِرَ كَثِيرَةٍ فَمَا مِنْ  
 عَابِدٍ غَيْبِيًّا كَانَ أَوْ ذَكِيًّا إِلَّا وَاقِدٌ  
 ظَهَرَ بِحُذَائِهِ صَارَ مَعْبُودًا لِلَّهِ  
 فِي مَرْتَبَتِهِ وَلِهَذَا السِّرُّ نَزَلَ  
 الشَّرْعُ بِاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالِاسْتَوَاءِ  
 عَلَى الْعَرْشِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ  
 فَلَا يَبْصُقْ قَبْلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللَّهَ  
 تَعَالَى يَكُنُّهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ - وَسَأَلَ  
 جَارِيَةَ سَوْدَاءَ فَقَالَ أَيْنَ اللَّهُ  
 فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ فَمَا لَهَا مِنْ أُنْذٍ  
 فَأَشَارَتْ بِأَصْبَعِهَا - تَعْنِي اللَّهَ

(مشائخ چشتیہ نے) فرمایا ہے کہ رُکنِ اعظم  
 دل کا لگانا اور کانٹھنا ہے۔ مُرشد کے  
 ساتھ محبت اور تعظیم کی صفت پر اور  
 اس کی صورت کا ملاحظہ کرنا۔ میں کہتا ہوں  
 حق تعالیٰ کے مظاہر کثیرہ ہیں۔ سو کوئی عبد  
 غیبی یا ذکی نہیں مگر کہ اس کے مقابل ظاہر  
 ہو کر اس کا معبود ہو گیا ہے۔ اور اسی بھید  
 کے سبب سے رُقبہ ہونا اور استواء  
 علی العرش نازل ہوا ہے۔ شرع میں اور  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
 کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے  
 مُنہ کے سامنے نہ تھو کے۔ اس واسطے  
 کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور قبلہ کے درمیان  
 ہے۔ اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ایک سیاہ لونڈی سے پوچھا کہ

أَرْسَلَكَ - فَقَالَ هِيَ مُؤْمِنَةٌ فَلَا  
عَلَيْكَ أَنْ لَا تَتَوَجَّهَ إِلَّا إِلَى اللَّهِ وَ  
لَا تَرْبُطَ قَلْبَكَ إِلَّا بِهِ وَلَوْ بِالتَّوَجُّهِ  
إِلَى الْعَرْشِ وَتَصَوُّرِ الثُّورِ الَّذِي  
وَضَعَهُ عَلَيْهِ وَهُوَ أَرْهَرُ اللَّوْنِ  
كَمَثَلِ لَوْنِ الْقَمَرِ أَوْ بِالتَّوَجُّهِ  
إِلَى الْيَقِينَةِ كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَكُونُ  
كَأَمْرٍ أَقْبَهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ -

اللہ تعالیٰ کہاں ہے تو اُس نے آسمان  
کی طرف اشارہ کیا۔ پھر حضرت نے پوچھا  
کہ میں کون ہوں۔ اُس نے اپنی انگلی سے  
اشارہ کیا۔ مراد اُس کی یہ کہ خدا نے آپ کو  
بھیجا ہے۔ پس فرمایا کہ یہ ایمان دار ہے  
پس اُسے سالک تجھ پر کچھ مضائقہ نہیں۔  
اس میں کہ تو نہ متوجہ ہو مگر اللہ کی طرف اور  
اپنا دل نہ لگا کر اُسی سے اگرچہ عرش کی طرف  
متوجہ ہو کر۔ اور اُس کا نور تصور کر کے جس کو

حق تعالیٰ نے عرش پر رکھا ہے اور وہ نہایت روشن رنگ ہے چاند کے رنگ کی مانند۔ یا  
قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے تو  
یہ امر اس حدیث کا گویا مرقبہ ہو گا۔ واللہ اعلم

اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد و مرشد حضرت شاہ ولی اللہ  
صاحب ارشاد رحیمیہ میں فرماتے ہیں۔

طریق سوم رابطہ ہے ایسے پیر کے ساتھ جو  
مقام مشاہدہ تک پہنچا ہوا ہو اور تجلیات  
ذاتیہ سے متحقق ہو۔ اُس کا دیدار ہو جب  
حدیث شریف ”وہ ایسے لوگ ہیں جب لوگ  
اُن کو دیکھیں اللہ کا ذکر کریں“ ذکر کا فائدہ  
دیتا ہے اور اُس کی صحبت ہو جب حدیث  
”وہ اللہ کے ہم نشین ہیں“ کے نتیجہ اللہ کی

طریق سوم رابطہ آں است کہ  
پیر کے کہ بمقام مشاہدہ رسیدہ باشند و  
بتجلیات ذاتیہ متحقق گشتہ باشند دیدارِ  
وہی بمقتضائے ”هُوَ الَّذِي إِذَا  
رَأَوْهُ أَذْكُرَ اللَّهُ“ فائدہ ذکر و ہمد و محبت  
وہی موجب ”هُوَ جُلَسَاءُ اللَّهِ“ -  
نتیجہ محبت مذکور و ہمد و چوں محبت چنیں



عزیز سے دست و پد و اثر آں را در خود  
 بیاید چندان کہ تواند آں را نگہ دارد و اگر  
 حاضر باشد نظر میان دو ابروئے وے  
 نگارد و چنان رابطہ نماید کہ بحر وجود آں  
 عزیز بیچ نماید و از وجود خود منسلخ گردد۔  
 و بوجود وے متصف گردد و اگر در اں  
 فتور سے واقع شود باز بہ صحبت وے  
 رجوع نماید تا از برکت او آں معنی پر تو  
 اندازد و ہم چہیں مرۃ بعد از مرۃ تا آں  
 زمان کہ کیفیت معہودہ ملکہ وے گردد و  
 و رغبت آں عزیز صورت وے را  
 خیال گرفتہ جمیع قوائے ظاہری و باطنی  
 متوجہ قلب صنوبری گردد و وہر خاطر کہ  
 تشویش دہد نفی کند تا کیفیت بیخودی  
 رونماید و بیچ طریق ازیں اقرب نیست  
 بسیار باشد کہ چوں مرید را قابلیت آں  
 باشد کہ در وے تصرف کند در اول  
 مرتبہ وے را بر مرتبہ مشاہدہ رساند۔

صحبت کا دیتا ہے جب ایسے عزیز کی  
 صحبت حاصل ہو۔ اور اس کا اثر اپنے میں  
 پائے جس قدر ہو سکے اس کو نگاہ رکھے  
 اور اگر موجود ہو تو اُس کے دونوں ابرو کے  
 درمیان نظر کرے۔ اور ایسا رابطہ کرے کہ  
 سوائے اس عزیز کی ہستی کے اور کسی کی  
 ہستی نہ رہے۔ اور اپنی ہستی سے نکل کر اس  
 کی ہستی سے متصف ہو جائے۔ اور اگر اس  
 میں کچھ فتور واقع ہو جائے تو پھر اُس کی  
 صحبت میں رجوع کرے۔ تاکہ اُس کی برکت  
 سے وہ امر حاصل ہو جائے۔ اور اسی طرح ایک  
 بار، دوبار، تین بار کرے۔ جب تک وہ  
 کیفیت معلومہ ملکہ نہ ہو جائے۔ ایسا ہی کرے  
 اور اگر وہ غائب ہو تو اُس عزیز کی صورت  
 خیال میں لا کر سب قوائے ظاہری و باطنی  
 سے متوجہ بطن قلب صنوبری کے ہو۔ اور  
 جو خطرہ پریشانی کرے اُس کی نفی کرے  
 تاکہ کیفیت بے خودی کی حاصل ہو۔ اور  
 اس طریق سے اور کوئی طریقہ بہت نزدیک نہیں ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مرید میں اگر ایسی  
 قابلیت ہو کہ پیر اس میں تصرف کرے تو پہلی ہی دفعہ میں مرتبہ مشاہدہ تک پہنچا دیتا ہے۔  
 نیز حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ القول الجلیل میں فرماتے ہیں :-

وَإِذَا غَابَ الشَّيْخُ عَنْهُ يُخَيَّلُ  
صُورَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بِوَصْفِ الْمُحِبَّةِ  
وَالْتَعْظِيمِ فَتَقْدُّ صُورَتُهُ مَا تَقْدُّ  
صُحْبَتُهُ۔

جب مُرشد اُس کے پاس نہ ہو غائب ہو تو  
اُس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے  
درمیان خیال کرے بطریق محبت اور تعظیم  
کے۔ تو اُس کی صورت وہی فائدہ دیتی ہے  
جو اُس کی صحبت فائدہ دیتی ہے۔

میں کہتا ہوں کیا کوئی ذی عقل یہ خیال کر سکتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے  
والد ماجد جن کے ذریعے علم حدیث ہندوستان میں شائع ہوا شرک کی تعلیم فرمایا کرتے  
تھے۔ حاشا جنابہم عن ذلک۔

الغرض علمائے صوفیہ کثرہم واللہ کے اقوال اور تعامل اسی قول کے موید ہیں کہ تصوُّر  
شیخِ شرک اور حرام نہیں بلکہ ذریعہ وصول الی اللہ کا ہے۔ کوئی محذور و ممنوع مشرعی  
شغل مذکور میں نہیں پایا جاتا۔ پس ربطِ قلب و کسبِ سعادت و جلبِ فیضِ علی و صفی  
لمحبت و التَّعْظِيمِ و اِزْدِیَادِ مَوَاسَّتِ و مَجَاسَّتِ کے واسطے شغل مذکور بالیقین جائز ہے کیونکہ  
علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ظاہر جس کا طریقہ تعلیم بھی بطورِ ظاہر متعین ہے۔ دوسرے علمِ باطن  
اس کی تعلیم بھی بطورِ مخفی مقرر ہے۔ اور ثانی اول سے انفع و اقویٰ و افضل ہے جب  
یہ افضل ہوا تو اس کا حاصل کرنا بھی لازم اور ضروری ٹھہرا۔ پھر اس کی تحصیل کے واسطے  
ایک مُرشد کا وسیلہ درکار ہوا جو امورِ باطنی سے بخوبی واقف اور مقاماتِ قدسیہ کو طے  
کر گیا ہو کیونکہ یہ علمِ باطنی خدا کے اسرار میں سے ایک ستر ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں  
کے دلوں میں اس طرح ڈالتا ہے جس سے کوئی فرشتہ اور بنی آدم آگاہ نہیں ہوتا۔ اسی واسطے یہ  
سترِ عظیم اُن دلوں پر منکشف نہیں ہوتا جن پر غفلت، معاصی اور ملاہی کے پردے پڑے ہوتے ہیں  
اسی واسطے تصفیہِ قلب کے طریقے طالب کی استعداد کے موافق متعین ہوتے تاکہ ان طریقوں پر عمل کرنے سے  
طالب کے دل کو صفائی حاصل ہو۔ پھر اس نورِ عظیم کے چمکنے کی جگہ بنے لیکن ان طریقوں

کی تعلیم بھی مُرشدِ کامل پر موقوف ہے۔ ازاں جملہ تصویرِ شیخ ہے جو دفعِ خطرات و جمعیتِ ہمت و جلبِ فیض کے لیے مجرب و معمول حضرات عرفائے عظام و اولیائے کرام قدس اللہ اسرارہم ہے۔ اور اکثر طریقوں میں اس کی تعلیم چلی آتی ہے۔  
”لوامع الانوار فی کشف الاسرار“ میں ہے۔

برزخ صورتِ محویہ مُرشد باشد  
برزخ مُرشد کی صورت ہے کہ وہ مُرشد  
کہ آں مُرشد واسطہ است میانِ حق تعالیٰ  
حق تعالیٰ جلّ شانہ، اور مُرید کے درمیان واسطہ  
و مُسترشد پس ذاکر را باید کہ در وقتِ ذکر  
بے پسِ ذاکر کو چاہیے کہ ذکر کے وقت مُرشد  
صورتِ مُرشد را در نظر خود متصور دارد  
کی صورت کو اپنی نظر میں تصور کرے۔ تاکہ  
تا از برکتِ آں بقربِ حق تعالیٰ برسد و  
اس کی برکت سے حق تعالیٰ کا قرب نصیب  
خود را وکل کائنات را در ہستیِ محق گم کند۔  
کی ذات میں گم کر دے۔

صاحبِ کتاب و صایا یعنی رسالہ قدسیہ علامہ نامی واقفِ اسرارِ خدا دانی مولینا  
زین الدین خوانی نے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی سے بناء بر بتکل و وجد ان  
خلوت کے فائدہ کی یہ آٹھ شرطیں نقل کی ہیں۔  
دوامِ الوجود۔ ہمیشہ با وضو ہونا۔ دوامِ الخلوٹ۔ ہمیشہ تنہائی اختیار کرنا۔ دوامِ الصوم  
ہمیشہ روزہ رکھنا۔ دوامِ السکوت۔ الا عن ذکر اللہ! اللہ کے ذکر کے سوا ہمیشہ خاموش رہنا۔  
دوامِ الذکر نفی الخواطر خیرا کان او شرًا۔ ہمیشہ ذکر کرنا اور خطرات کی نفی کرنا اچھے ہوں یا  
بُرائے۔ دوامِ ربط القلب بالشیخ۔ دل کا ہمیشہ مُرشد سے گانٹھے رکھنا۔ ترکِ اعتراض  
علی اللہ و علی الشیخ۔ اللہ تعالیٰ اور مُرشد پر اعتراض ترک کرنا۔ دوامِ الرضا۔ بقضاء اللہ تعالیٰ  
ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا۔

چنانچہ ان کی تفصیل رسالہ ”جوہر السلوک“ میں مسطور ہے۔ یہاں صرف شرطِ ششم



کی تصریح کبھی جاتی ہے۔

الْسادِسُ دَوَامُ رَبِطِ الْقَلْبِ  
بِالشَّيْخِ بِالْإِعْتِقَادِ وَالْإِسْتِمْدَادِ  
عَلَى وَصْفِ التَّسْلِيمِ وَالْمَحَبَّةِ  
وَالْمُتَخَلِّصِ وَيَكُونُ فِي إِعْتِقَادِهِ  
أَنَّ هَذَا الْمَظْهَرَ هُوَ الَّذِي عَيْنُهُ  
الْحَقُّ سُبْحَانَهُ لَا فَاضِلَةَ عَلَيْهِ وَلَا  
يَحْصُلُ لِي الْفَيْضُ إِلَّا بِوَاسِطَتِهِ  
دُونَ غَيْرِهِ وَلَوْ كَانَ الدُّنْيَا مَمْلُوءَةً  
مِنَ الْمَشَارِخِ وَمَتَى مَا يَكُونُ فِي  
بَاطِنِ الْمُرِيدِ تَطَنُّعٌ إِلَى غَيْرِ شَيْخِهِ  
لَمْ يَفْتَحْ بَاطِنُهُ إِلَى خَضْرَاءِ الْوَحْدَانِيَّةِ  
فَالْإِنْسَانُ فِي الْجِهَاتِ وَلَهُ بَدَنٌ وَ  
رُوحٌ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ مُنْزَعٌ عَنِ  
الْجِهَاتِ - فَحَكْمَتُهُ اقْتَضَتْ لِاسْتِفَافَتِهِ  
مَنْ هُوَ فِي الْجِهَةِ عَنِ الْقِيَاسِ الْحَقِّ  
الَّذِي لَيْسَ فِي الْجِهَةِ أَنْ عَيْنٌ  
لِلْبَدَنِ الْإِنْسَانِيِّ الْمُرَكَّبِ مِنْ  
الْكَثْرَاتِ الْكَثِيرَةِ جِهَةً وَاحِدَةً  
يَكُونُ تَوَجُّهُهُ مِنْ تِلْكَ الْجِهَةِ  
الْوَاحِدَةِ إِلَى الْخَضْرَاءِ الْوَاحِدِيَّةِ

چھٹی شرط یہ ہے کہ دل کو مُرشد کے ساتھ  
کاٹھنا اعتقاد اور استمداد کے ساتھ تسلیم  
اور محبت کی صفت پر۔ اور اس کے اعتقاد  
میں یہ ہو کہ یہ شیخ وہ مظهر ہے جس کو حق تعالیٰ  
نے میرے فیض دینے کے واسطے مقرر کیا  
ہے۔ پس مجھے سوائے اس واسطہ کے  
ہرگز فیض حاصل نہ ہوگا اگرچہ تمام دُنیا  
مشائخ سے پُرسو۔ اور جب مُرید کا باطن بجز  
شیخ کے کسی دوسری طرف لگا ہے تو اس  
کا باطن حضرت وحدانیت کی طرف ہرگز منفعت  
نہ ہوگا کیونکہ انسان جہات میں ہے۔ اور  
اس کا بدن اور رُوح بھی ہے۔ اور حق  
سُبْحَانَهُ و تعالیٰ پاک ہے جہات وغیرہ سے  
تو اس کی حکمت مقتضی ہوئی  
ذی جہت کو بے جہت کی طرف سے  
فیض پہنچانے کے کہ بدنِ انسانی کے  
واسطے جو کثرات کثیرہ سے مرکب ہے  
ایک جہت متعین ہو۔ تاکہ بذریعہ اس جہت  
کے حضرت واحدیت یعنی حق سُبْحَانَهُ کی طرف  
جو بے جہت ہے اس کی توجہ ہو۔ اور وہ

وَهِيَ الْكُعْبَةُ فِي عَالَمِ الْأَجْسَامِ وَالْبَدَنِ  
وَعَيْنَ الرُّوحِ الْإِنْسَانِي الَّذِي هُوَ مُخْبِطٌ  
أَنْوَارِ الصِّفَاتِ الْإِلَهِيَّةِ وَاحِدَةً يَكُونُ  
مِنْ تِلْكَ الْجِهَةِ تَوَجُّهُهُ إِلَيْهِ تَعَالَى  
وَتِلْكَ الْجِهَةُ هِيَ رُوحَانِيَّةُ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَالَمِ الْأَرْوَاحِ  
فَكَمَا لَا يَقْبَلُ الصَّلَاةُ إِلَّا بِالتَّوَجُّهِ إِلَى  
الْكُعْبَةِ لَا يَحْصُلُ التَّوَجُّهُ إِلَى اللَّهِ  
تَعَالَى إِلَّا بِتَبَاعِجِ رَسُولِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ وَالنَّسْبُ إِلَيْهِ وَرَبِطُ الْقَلْبِ  
بِنَبَوِيَّتِهِ وَإِنَّمَا هُوَ الْوَاسِطَةُ بَيْنَهُ  
وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى دُونَ غَيْرِهِ مِنْ  
الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتَهُمْ إِنْ كَانُوا أَنْبِيَاءُ اللَّهِ  
تَعَالَى وَكُلُّهُمْ عَلَى الْحَقِّ وَلَكِنْ  
لَا يَحْصُلُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فَيْضٌ إِلَّا  
مِنْ إِرْتِبَاطِ الْقَلْبِ بِمُحَمَّدٍ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَوَجَّهُ  
الْبَدَنُ إِلَى الْجِهَةِ الْوَاحِدَةِ وَ  
يَتَوَجَّهُ الرُّوحُ إِلَى الْجِهَةِ الْوَاحِدَةِ  
حَصَلَ لِلْإِنْسَانِ اسْتِعْدَادُ الْإِسْتِقَامَةِ  
مَنْ الْخُضْرَتِ الْوَاحِدَانِيَّةِ وَمِنْ هَهُنَا

جہت کعبہ ہے عالم اجسام اور بدن  
میں۔ اور اسی طرح رُوحِ انسانی جو انوار  
صفاتِ الہیہ کے ورود کی جگہ ہے اس کے  
لئے بھی ایک جہت مقرر کی۔ تاکہ اس جہت  
کے ذریعہ اس کی توجہ اللہ جل شانہ  
کی طرف ہو۔ اور وہ جہت رُوحانیتِ رسول  
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے عالم ارواح میں  
پس جس طرح نماز نہیں ہوتی مگر کعبہ کی طرف  
توجہ کرنے سے۔ اُسی طرح توجہِ الی اللہ  
حاصل نہیں ہوتی مگر رسول خدا علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کی فرماں برداری اور آپ کی نبوت  
کے ساتھ دل لگانے سے کیونکہ وہ واسطہ  
ہیں بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان۔  
آپ کے سوا دوسرے انبیاء علیہم السلام  
اگرچہ وہ بھی اللہ کے نبی ہیں اور سب حق  
پر ہیں لیکن فیض حاصل نہیں ہوتا مگر رسول  
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دل لگانے  
سے پس جب بدن ایک طرف متوجہ  
ہوتا ہے اور رُوح ایک طرف تو انسان  
کو استقامت کی استعداد حاصل ہوتی ہے  
حق تعالیٰ سے پس اس بیان سے معلوم

يُعْرِفُ أَنَّ الْمُنَاسِبَةَ بَيْنَ الْمُفَضِّضِ  
وَالْمُسْتَفِضِّضِ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالْإِسْتِفَاضَةِ  
شَرْطٌ وَقَدْ وَرَدَ فِي بَعْضِ الْأَحَادِيثِ  
عَلَى مَا أَثْبَتَ الْمُشَافِهُ قَدْ سَلَّمَ اللَّهُ أَسْرَأَهُمْ  
فِي كَيْفِهِمْ أَنَّ الشَّيْخَ فِي قَوْمِهِ  
كَالْبَيْتِ فِي أُمَّتِهِ - فَلَا بُدَّ لِلْمُرِيدِ  
أَنْ يَتَوَجَّهَ إِلَى الشَّيْخِ بِرَبْطِ قَلْبِهِ  
مَعَهُ وَيَتَحَقَّقَ أَنَّ الْفَضْلَ لَا يَجِيئُ  
إِلَّا بِوِاسِطَتِهِ وَإِنْ كَانَ الْأَوَّلِيَاءُ  
كُلُّهُمْ هَادِينَ مَهْدِيَيْنِ يَعْتَقِدُ  
كُلُّهُمْ وَيَدْعُوهُمْ لَكِنْ اسْتِمْدَادُ  
الْخَاصِّ وَالْإِسْتِفَاضَةُ يَكُونُ مِنْ  
رُوحَانِيَّةٍ شَيْخِهِ وَحَدَاةٍ - وَيَعْلَمُ  
أَنَّ اسْتِمْدَادَهُ مِنْ شَيْخِهِ  
اسْتِمْدَادُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ شَيْخَهُ مُسْتِمْدٌ  
بِشَيْخِهِ وَشَيْخُهُ بِشَيْخِهِ أَيْضًا  
هَكَذَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مِنَ الْحَقِّ جَلَّ  
اسْمُهُ - سُنَّةُ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ  
قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا -

ہو گیا کہ مغیض اور مستفیض کے درمیان ایک  
مناسبت شرط ہے۔ اس چیز میں جو استفاضہ  
کے متعلق ہے۔ اور نیز بعض احادیث میں  
وارد ہوا ہے جیسے کہ مشائخ قدس سرار ہم  
نے بھی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے کہ  
شیخ اپنی قوم میں نبی کی مثل ہے جیسے  
اپنی امت میں پس مرید کے لئے ضروری  
ہے کہ اپنے شیخ کے ساتھ دل لگائے اور  
یقین کرے کہ فیض اسی کے ذریعے پہنچے گا  
اگرچہ تمام اولیاء ہادی اور مہدی ہیں  
لیکن خاص استمداد اور استفادہ اور  
استفاضہ اپنے شیخ سے ہی حاصل ہو گا اور  
یہ بھی جانے کہ اپنے شیخ سے استمداد گویا  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے استمداد  
ہے کیونکہ اس کا شیخ اپنے شیخ سے متعلق  
اور مستمد ہے اور وہ اپنے شیخ سے -  
یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
تک یہ سلسلہ پہنچ جاتا ہے اور وہ حقیقت  
میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مستمد  
ہوتا ہے اور آپ حق سبحانہ و تعالیٰ سے -  
یہی طریقہ اللہ کا ہے جو گزر چکا ہے پہلے سے



فَالرَّبُّ الْقَلْبَ مَعَ الشَّيْخِ أَصْلُ كَيْدٍ  
 فِي الْإِسْتَفَاضَةِ بَلْ هُوَ أَصْلُ الْأُصُولِ  
 وَلِهَذَا أَبَالَغَ الْمُشَافِحُ قَدِّسَتْ أَرْوَاحُهُمْ  
 فِي رِعَايَةِ هَذَا الشَّرْطِ حَتَّى قَالَ  
 الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَيْلِيِّ قَدِّسَ سِرُّهُ  
 إِنَّهُ الْأُسْتَاذُ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْأَدْوَابِ  
 فِي صُنْعَةِ الْمُرْعَةِ فَلَمَّا أَنَّ الْمَطْرُقَةَ  
 وَالسُّنْدَانَ وَالْمَنْفَعَةَ وَالنَّفْعَ وَالنَّارَ  
 وَغَيْرَهَا مِنَ الْأَلَاتِ إِذَا اجْتَمَعَتْ  
 وَلَا يَكُونُ لَهُمْ أُسْتَاذٌ يَصْنَعُ  
 الْمُرْعَةَ لَا يَتَحَقَّقُ وُجُودُ الْمُرْعَةِ  
 كَذَلِكَ الشَّرْطُ الْإِطْلُاقُ السَّبْعَةُ الْجَنِيدَةُ  
 لِلْخُلُوعِ لَا يَتَصَفَّى بِهَا مُرْعَةُ الْقَلْبِ  
 بِدُونِ رَبِّطِ الْقَلْبِ مَعَ الشَّيْخِ  
 وَجَرَّبْنَاهَا فَوَجَدْنَا هَاكُمَا قَالَ  
 قَدِّسَ سِرُّهُ وَكَثُرَ الْمُرِيدُونَ  
 إِذَا انْقَطَعُوا عَنِ الْفَيْضِ وَالتَّرْقِي  
 لَا يَنْقُطِعُونَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْجِهَةِ  
 أَعْنَى عَدْمِ رَبِّطِ الْقَلْبِ بِالشَّيْخِ  
 بِالتَّسْلِيمِ وَالْإِذْعَانِ وَالْمُحَبَّةِ الصَّادِقَةِ  
 وَالْإِمْتِنَانِ - فَالْإِعْتِزَاضُ يَسُدُّ

اور اللہ کے طریقہ و سنت کو تبدیل نہیں  
 ہے پس شیخ کے ساتھ دل کا کاٹنا فیض  
 حاصل کرنے کے واسطے بڑا اصل ہے بلکہ  
 وہ اصل اصول ہے۔ اسی واسطے مشائخ  
 قدس سرہم نے اس شرط کی رعایت کی  
 نہایت تاکید فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ  
 شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ نے فرمایا  
 ہے کہ شیخ استاد ہے اس نسبت سے  
 جو شیشہ سازی میں سامان وغیرہ کو ہے  
 یعنی جس طرح کہ ہتھوڑا اور آہرن، پھوکن  
 اور کھالیں اور آگ وغیرہ آلات  
 سب موجود ہوں لیکن استاد کار نگہ نہ ہو  
 جو شیشہ گری جانتا ہو تو ہرگز شیشہ تیار  
 نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح شرط سب سے جنیدہ  
 اگرچہ موجود ہوں لیکن دل کے شیشہ کی  
 صفائی بغیر ربط قلب بالشیخ حاصل نہیں  
 ہو سکتی۔ ہم نے اس کا تجربہ کیا اور ایسا  
 ہی پایا جس طرح انہوں نے فرمایا۔ اور  
 اکثر مرید جب فیض اور ترقی سے بند رہ  
 جاتے ہیں تو وہ اسی سبب سے بند ہو  
 جاتے ہیں کہ شیخ کے ساتھ دل کو نہیں لگاتے

بَابُ الْفَيْضِ وَلِهَذَا أَقَالَ الْمَشَائِخُ  
فِي أَدَبِ الْمُرِيدِ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ  
يَدَيْهِ كَأَمَلِيَّتِ بَيْنَ يَدَيِ الْغَسَّالِ  
فَأَمَلِيَّتُ هَلْ يَعْتَرِضُ عَلَى الْغَسَّالِ  
إِنْ غَسَلَ عَضْوًا مِنْ أَعْضَائِهِ  
قَبْلَ عَضْوٍ آخَرَ أَمْ يُجَرِّكُهُ أَوْ  
يَتَصَدَّقُهُ هَمَّا يَرَى مِنَ الْمُصْلِحَةِ  
انتهی۔

اور ان کو یقین اور محبت صادقہ نہیں  
ہوتی۔ اور اعتراض کرنا فیض کے روانے  
کو بند کر دیتا ہے۔ اسی واسطے مشائخ نے  
آدابِ مرید میں کہا ہے کہ مرید کو شیخ کے  
سامنے اس طرح ہونا چاہیے جس طرح  
میت غسال کے آگے۔ اگر غسال کوئی  
عضو پہلے دھوئے اور کوئی پیچھے تو میت  
اس پر اعتراض نہیں کرتی یا اسے حرکت

دے یا وہ جس طرح مصلحت دیکھتا ہے اس میں تصرف کرتا ہے۔

اور رسالہ انتباہ فی بیان طریق وصول الی اللہ میں شیخ تاج الدین نقشبندی  
خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے :-

وَإِنْ لَمْ يَظْهَرْ مِنْ صُحْبَةٍ ذَلِكَ  
الْعَزِيزُ أَثَرٌ وَلَكِنْ حَصَلَتْ بِهِ  
مَحَبَّةٌ وَإِنْجِدَابٌ فَيَنْبَغِي أَنْ  
تُحْفَظَ صُورَتُهُ فِي الْخَيَالِ وَتَتَوَجَّهَ  
الْقَلْبُ الصَّوْبَ بِرَبِّ حَتَّى تَحْصَلَ  
الْغَيْبَةُ وَالْفَنَاءُ عَنِ النَّفْسِ وَإِنْ  
وَقَفْتَ عَنِ التَّرَقِّيِّ فَيَنْبَغِي أَنْ  
تَجْعَلَ صُورَةَ الشَّيْخِ عَلَى كَتِفِكَ  
الْأَيْمَنِ وَتَعْبُرَ مِنْ كَتِفِكَ  
إِلَى قَلْبِكَ أَمْرًا مُمْتَدًّا ثَابِتًا

اگر اس بزرگ کی صحبت کا اثر ظاہر نہ ہو لیکن  
اس سے محبت و جذب حاصل ہو تو چاہیے  
خیال میں اس کی صورت کو جمایا جائے اور  
قلب صنوبری کو خیال سے متوجہ ہو۔ یہاں  
تک کہ غیبت اور اپنی ذات سے فنا  
حاصل ہو جائے۔ اگر روحانی ترقی سے  
رُک جائے تو چاہیے کہ صورتِ شیخ کو اپنے  
دائیں کندھے پر رکھے۔ اور ایک راستہ اپنے  
دل تک ایسا تصور کرے کہ شیخ کو اس مضبوط  
راستہ سے لاکر اپنے دل میں بٹھالیا ہے۔

اس (مشق و عمل) سے پوری امید کی جاتی ہے کہ تجھے (اپنی ذات سے) غیبت اور فنا (کے مقامات) حاصل ہو جائیں گے۔ انتہی۔

اور اسی کتاب میں دوبارہ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے بوساطت شیخ مجدد پہنچتا ہے لکھا ہے کہ :-

دوسرا مقصد اس کا یہ ہے کہ مرشد کی شکل کو اپنے سامنے تصور کرے۔ پھر ذکر کرے کیونکہ الدقیق شواظ الطریق (پہلے ساتھی پھر سفر) ان کے حق میں ضروری ہے۔ اور نفسانی خیالات، شیطانی تصرفات اور ظلمانی وساوس کو دور کرنے کے لئے یہ پورا اثر رکھتا ہے بلکہ حضرت سلطان الموحدين برہان العاشقین، حجتہ المتکلمین، ایشیخ جلال الحق والشرع والدین مولینا قاضی خان یوسف ناصح قدس سرہ یوں فرماتے ہیں کہ مرشد کی صورت جو ظاہر ادبھی جاتی ہے۔ درحقیقت یہ آب و گل کے پردے میں حق تعالیٰ کے انوار کا مشاہدہ ہے۔ مرشد کی وہ صورت جو تنہائی میں بغیر جہانی پردے کے دل میں جمتی ہے وہ اصل میں جلوہ ہے مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ

بِالشَّيْخِ عَلَى ذَلِكَ الْأَمْرِ الْمُتَسَدِّ وَتَجَعَلَهُ فِي قَلْبِكَ يُرْجَى لَكَ بِذَلِكَ حُصُولُ الْعَيْبَةِ وَالْفَنَاءِ۔ انتہی

مطلوب دیگر آن است کہ صورت مرشد پیش خود تصور کر وہ۔ بعدہ ذکر گوید وَالرَّفِيقُ ثَوْرُ الطَّرِيقِ۔ در حق ایشان است۔ و برائے نفی خواطر نفسانی و ہوا جس شیطانی و وساوس ظلمانی اثر سے تمام وارد۔ بلکہ حضرت سلطان الموحدين برہان العاشقین، حجتہ المتکلمین ایشیخ جلال الحق والشرع والدین مولینا قاضی خان یوسف ناصح قدس سرہ چنیں سے فرمایند کہ صورت مرشد کہ ظاہر ادبہ می شود مشاہدہ انوار حق تعالیٰ است در پردہ آب و گل۔ اما صورت مرشد کہ در خلوت دل بے پردہ آب و گل خیال کردہ آید ہمانا جلوہ منطوق مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ می نماید و از ایں جا است کہ فی الفصوص



وَالْفُتُوْحَاتِ قَالَ التَّجَلِّي فِي صُوْرَةِ  
الْاِنْسَانِ اَجْمَعُ وَاَفْضَلُ تَجَلِّيَاتِ

(جس نے مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا) کا۔  
اسی طرح کی وہ بات جو فصوص اور فتوحات

میں آئی ہے کہ فرمایا (شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے) انسان کی شکل میں تجلی الہی جامع اور افضل ترین ہے۔  
اور یہی کتاب مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز میں مرقوم ہے

تجلی جو کہ حق تعالیٰ کا ظہور ہے پاک دل  
کی آنکھوں پر از روئے کلیت چار قسم کی

تجلی کہ ظہور حق است بر ویدہ دل  
پاک از روئے کلیت بر چار نوع است

ہوتی ہے۔ آثاری، افعالی، صفاتی اور  
ذاتی۔ اور یہ ساری تجلیات تب حاصل

آثاری و افعالی و صفاتی و ذاتی و ذریعہ  
حصول بسوئے ایں ہما تجلیات ملاحظہ

ہوتی ہیں۔ جب شیخ کی صورت دل کے  
صاف آئینے میں نظر آئے۔ اور سالک کو

صورت شیخ است در آئینہ دل صفا۔  
منزل کہ سالک را مز و الت آں در

اس عمل کا بار بار دہرانا بہت جلد مقصود  
اصلی تک پہنچا دیتا ہے۔ اور صفات بشری

اسرع الازمنہ بمقصود اصلی می رساند  
وصفات بشریت را در اندک اوقات

کو تھوڑے عرصے میں سالک سے مٹا دیتا  
ہے جیسا کہ شیخ عبدالحی لکھنوی کے مجموعۃ الفتاویٰ

می سازد۔ کہانی مجموعۃ الفتاویٰ للشیخ  
عبدالحی لکھنوی قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی

میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سُوْرَةُ یُوسُفَ  
میں۔ اگر یوسف علیہ السلام رب تعالیٰ

سُوْرَةِ یُوسُفَ۔ لَوْ اَنَّ رَاٰی  
بُرْهَانَ رَبِّہٖ۔

کی بُرہان نہ دیکھتے تو زینحی کی طرف قصد کرتے۔

اس مقام پر مفسرین کا اختلاف ہے کہ بُرہان سے کیا مراد ہے بعض نے یہ

لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اُس گھر کی ایک جانب یہ آیت لکھتی  
دیکھی۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزَّیْنٰی۔ یا ایک فرشتہ نے کہا کہ توبے و قونی کا کام کرنے کا ارادہ  
کرتا ہے۔ حالانکہ انبیاء کے دفتر میں تیرا نام لکھا ہوا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت

یعقوب علیہ السلام کی شکل مبارک آپ کو نظر آئی۔ اس طرح کہ اپنے ہاتھوں کو تاسف سے کاٹتے تھے تفسیر کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح آیا ہے۔ نیز تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ قتادہ اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کی صورت کو دیکھا اور وہ کہتے تھے۔ یُوسُفُ اَتَعْمَلُ عَمَلِ السُّفْهَاءِ وَاَنْتَ مَكْتُوبٌ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ۔ اور حسن و سعید بن جبیر و مجاہد وغیرہ صحاک فرماتے ہیں کہ گھر کا چھت پھٹ گیا اور یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ یعقوب علیہ السلام اپنی انگلی کاٹتے ہیں۔ اور ابن عباس سے یوں آیا ہے کہ حضرت یعقوب کی شکل نے آپ کے سینے میں ہاتھ مارا جس سے آپ کی شہوت انگوٹھوں کے راستے نکل گئی۔ معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جو بڑھان دکھائی گئی وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شکل مبارک تھی جو عبارت از تصور ہے پس جب حضرت یوسف علیہ السلام اسی تصور کے سبب سے گناہ سے بچ گئے۔ تو پھر کوئی ایماندار کہہ سکتا ہے کہ تصور شرک ہے۔ بھلا شرک بھی موجب ہدایت ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو عین گمراہی ہے۔ جس سے گروہ انبیاء علیہم السلام بالکل پاک ہے۔ دیگر صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

قَالَتْ كَانِي أَنْظُرُ إِلَى وَبَيْضِ  
الْيَتِيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُبَيِّتُ۔  
انہوں نے فرمایا کہ گویا میں حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی مانگ میں غوشیوں دیکھ رہی ہوں  
اور آپ تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔

نیز ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

وَاللَّهُ لَكَأَنِّي أَرَى رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُرَّةِ تَبَوُّكٍ۔  
قسم بخدا! گویا کہ میں اس وقت رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو غرۃ تبوک میں دیکھ رہا ہوں۔

ان حدیثوں میں کافی اَنْظُرُ اور کافی اُذی جو وارد ہے اُس کے یہ معنی ہیں کہ گویا  
میں دیکھتا ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ الخ

پس یہی تصور ہے۔ اس کے حاشیہ پر مولینا عبدالحی صاحب فرماتے ہیں۔

بِهَذَا الْحَدِيثِ وَأَمْثَالِهِ الْوَارِدَةِ فِي الصَّحَاحِ اسْتَبْطُؤُا جَوَازَ تَصَوُّرِ الشَّيْخِ وَلَهُ وَجْهٌ لِّكُنْهُ لَا يَفْجَحُ الْمُنَاطِرَ۔  
اس حدیث اور اس کی امثال سے جو صحاح میں وارد ہوئی ہیں اہل علم نے تصور شیخ کا استنباط کیا ہے۔ لیکن مناظر خاموش نہیں ہوتا۔

الغرض تصور شیخ کے جوازیں کوئی کلام نہیں۔ اس پر شرک کی تعریف صادق نہیں آتی۔ البتہ کوئی فرض واجب نہیں مستحسن ہے۔ مانعین کے پاس کوئی کافی دلیل نہیں۔ والسلام۔



# فصل حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریق وضو اور ادعیہ نونہ پڑھنا

طالبِ آخرت کو چاہیے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فریاداری  
دل و جان سے قبول کرے اور شرک و بدعت اور بد مجلسوں اور رسموں سے بچے  
تاکہ سعادت و ارین حاصل ہو۔ جن لوگوں نے جناب سیدنا و مولینا صلی اللہ علیہ وسلم  
کی اطاعت دل و جان سے کی۔ اُنہی میں سے غوث، قطب اور ابدال ہوتے۔  
اور جس شخص نے آپ کی اطاعت سے منہ موڑا وہ دونوں جہاں میں ہلاک ہوا۔  
ع۔ ہر در تھیں دُر کا ریا جادے جو اس در تھیں مڑیا  
اوسے دی اُس شان و دھانی جو اُس سے دل اڑیا

یا اللہ ہمیں جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ثابت قدم رکھ۔ اور جو  
لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں بردار ہوتے ہیں۔ اور جن کی آرزو میں شریعت  
نے مٹادی ہیں اُن کا تابع اور فرماں بردار رکھ۔ آمین آمین !

اب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وضو کا تھوڑا سا بیان کرتا ہوں۔  
اور جو وظائف اور ادعیہ اُن جناب پڑھا کرتے تھے تحریر میں لاکر شائقین کو خورسند  
کرتا ہوں تاکہ سالکانِ طریقہ علیہ نقشبندیہ اس پر عمل کریں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ جناب  
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اس قدر محو تھے کہ ایک جود ہو گئے  
تھے میں عنقریب آپ کے طریقِ عبادت کا مختصر حال عرض کروں گا۔ طالبِ آخرت  
کو بہت ضروری ہے کہ اس کو یاد کر کے اس پر عمل کرے تاکہ سعادت و ارین

حاصل ہو خصوصاً جو لوگ آپ کے عاشق ہیں وہ تو آپ کی متابعت ہرگز نہ چھوڑیں گے۔  
حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارک تھی کہ سفر و حضر، گرہ و سرا میں کبھی  
نصف شب اور کبھی تہائی رات لے کر بیدار ہوتے۔ اور بیدار ہوتے ہی یہ دُعا پڑھتے۔  
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَا نَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ الْبَعْثُ وَالنَّشُوْرُ۔  
اور یہ آیت بھی پڑھتے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ  
تَعْلٰمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّہُمْ یَعِدُوْنَ ۝ ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰی  
اَجَلًا ۝ وَاَجَلٌ مُّسَمًّیٌ عِنْدَکَ لَا تُعْرَا تُتْرَدُوْنَ ۝ وَہُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ  
وَفِی الْاَرْضِ ۝ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَہْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ ۝ (۴/ الانعام: ۳۱)  
پھر جائے ضرورت کی طرف تشریف لے جاتے۔ پہلے بایاں پاؤں رکھتے۔ پھر  
دایاں اور یہ دُعاے مسنونہ پڑھتے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبٰثٰتِ وَالْخَبَائِثِ۔

اور بیٹھتے وقت بائیں پاؤں پر زور رکھتے اور بعد فراغت تین ڈھیلوں سے  
استنجا کرتے اور دل میں یہ دُعا پڑھتے :-

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ۔

اور باہر نکلتے وقت پہلے دائیں پاؤں نکالتے۔ اس کے بعد پانی سے استنجا  
کرتے اور روبرو قبلہ بیٹھ کر وضو کرتے۔ اور وضو کے کام میں کسی شخص سے مدد  
نہ چاہتے۔ خود آفتابہ لے کر وضو کرتے اور ہاتھ دھونے سے قبل یہ دُعا پڑھتے۔  
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی

دِیْنِ الْاِسْلَامِ۔ الْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ۔

اور ہاتھ دھونے کے وقت یہ دُعا پڑھتے :-

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْيُمْنَ وَالْبُرْكَهَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشُّومِ وَالْهَلَكَةِ.

پھر پہلے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر بائیں پر۔ پھر دونوں کو ملا کر دھوتے۔ پھر مسواک کرتے۔ اور دائیں بائیں تین تین مرتبہ کرتے۔ اگر زیادہ کرتے تو طاق کی رعایت رکھتے۔ اول دائیں طرف اوپر کے دانتوں کو، پھر نیچے کے دانتوں کو پھر بائیں طرف اوپر اور نیچے اسی طرح کرتے۔ اور کلتی تین دفعہ فرماتے اور کلتی کا پانی دُور پھینکتے تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں۔ اور مضمضہ کرتے وقت یہ دُعا پڑھتے :-

اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَعَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى صَلَوةِ حَبِيبِكَ عَلَيْهِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ۔

اور ناک میں بھی تین دفعہ تازہ پانی ڈالتے اور بوقت استنشاق یہ دُعا پڑھتے :-  
اللَّهُمَّ ارْحَنِي رَاحَةَ الْجَنَّةِ وَارْضْ عَنِّي وَأَنْتَ عَنِّي رَاضٍ غَيْرَ غَضَبَانَ  
اور استنشاء یعنی ناک صاف کرتے وقت یہ دُعا پڑھتے :-

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمِنْ سُوءِ الدَّارِ بِمُحَرَّمَةِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ  
وَالِهِيَ الْكَابِرِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ۔

اس کے بعد پیشانی پر آبِ ہشتنگی سے پانی ڈالتے اور منہ دھونے کے وقت دستارِ مبارک کی چھپے ہٹا دیتے تاکہ جو چھائی سر پر بہنے ہو جائے۔ اور منہ دھوتے وقت احتیاط کرتے کہ کپڑوں پر پانی کا قطرہ نہ پڑے یعنی آبِ ہشتنگی سے پانی ڈالتے تھے۔

مسئلہ۔ اگر کسی کی داڑھی گھنی ہو تو بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری نہیں۔ اگر آنکھوں کی پلکوں پر میل یا سرمہ جمع ہو تو انگلی سے صاف کرے۔ آلِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ اور یقین کرے کہ وضو کرنے کے وقت منہ اور آنکھوں اور ہر ایک عضو کے گناہ دُور ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسا یقین نہ کیا تو بیشک اُس شخص نے قصور کیا اور اُس کا وضو بھی کامل نہیں ہوتا۔ اور منہ دھونے کے



وقت آپ یہ دعا پڑھتے :-

اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ بِنُوْرِكَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهُ اَوْلِيَائِكَ وَلَا تَسْوَدِّ وَجْهِيْ بِظُلْمَتِكَ يَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوْهُ اَعْدَائِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدًا لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ

مسئلہ - منہ دھونے کے بعد گھنی داڑھی کا خلال کرے۔ تین تین بار ہر عضو کو تر کرے۔ قیامت کے روز وضو کرنے والوں کے چہرے مثل چاند کے روشن ہوں گے اور عینی دُور تک پانی پہنچائیں گے۔ اتنی ہی دُور تک عضو منور ہوں گے اس کے بعد جناب دایاں ہاتھ اور بایاں ہاتھ کہنیوں تک دھوتے اور تین مرتبہ ان پر ہاتھ پھیرتے تاکہ خشک نہ رہ جائے۔ اور دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے :-  
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تُعْطِیْنِیْ کِتٰبِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔  
اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تُعْطِیْنِیْ کِتٰبِیْ بِشِمَالِیْ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ۔  
پھر آپ سارے سر کا مسح فرماتے اور یہ دعا پڑھتے :-

اَللّٰهُمَّ غَشِّیْنِیْ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِكَ وَاِظْلَمْنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدًا لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ۔

پھر آپ دونوں کانوں کا مسح اندر باہر نئے پانی سے کرتے اور یہ دعا پڑھتے  
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فِیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهُ  
اَللّٰهُمَّ اَسْمِعْنِیْ مُنَادِیَ الْجَنَّةِ مَعَ الْاَبْرَارِ۔

اس کے بعد گردن کا مسح اسی پانی سے انگلیوں کی پشت سے کرتے اور یہ دعا بھی پڑھتے :-

اللَّهُمَّ فَكَ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْأَغْلَالِ  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا  
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

اور کبھی یہ دُعا بھی پڑھتے تھے :-

اللَّهُمَّ ارْعَنْ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ وَرِقَابَ آبَائِي وَأَعِزَّنِي مِنَ  
السَّلَاسِلِ وَالْأَغْلَالِ۔

مسئلہ :- آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گردن کا مسح  
قیامت کے روز طوق سے بچاتا ہے۔ اسی طرح وضو ہر عضو کو بچاتا ہے۔

پھر آپ اول دایاں پھر بائیں پاؤں ٹخنوں سے اوپر تک تین تین بار دھوتے  
اور بائیں ہاتھ سے پاؤں کی انگلیوں کو نیچے کی طرف سے اوپر کو خلال کرتے اور  
خلال دایں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرتے۔  
اور پاؤں دھوتے وقت ہر مرتبہ اُن پر اس طرح ہاتھ پھیرتے کہ خشک ہونے کے  
قریب ہو جاتے۔ اور دایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دُعا پڑھتے :-

اللَّهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي وَقَدَمَ وَالِدَتِي عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ يَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَامُ  
فِي النَّارِ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ عَلَيْهِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

اور بائیں پاؤں دھوتے وقت یہ دُعا پڑھتے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ تَزِلَّ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَامُ  
الْمُنْفِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي النَّارِ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ  
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

اور وضو سے فارغ ہو کر یہ دُعا پڑھتے :-

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ  
عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَرَثَةِ الْجَنَّةِ النَّعِيْمِ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ  
الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وَاجْعَلْنِيْ عَبْدًا شَكُورًا وَاجْعَلْنِيْ  
اَنْ اَذْكُرَكَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَاُسَبِّحَكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ پھر اَعُوْذُ اَوْ بِسْمِ اللّٰهِ  
اَوْ سُوْرَه اِنَّا اَنْزَلْنٰهَا اَخْرَجْتَ هَتَمَ - اَوْ پھر یہ دُعا پڑھتے - اَللّٰهُمَّ اَشْفِنِيْ بِشِفَائِكَ  
وَدَاوِيْ بِدَوَائِكَ وَعَافِنِيْ مِنَ الْبَلَاءِ وَاَعْصِمْنِيْ مِنَ الْاَهْوَالِ وَالْاَمْرَاضِ  
وَالْاَوْجَاعِ -

مسئلہ: جو شخص وضو کے بعد یہ دُعا پڑھے تو اللہ کے حکم سے اُس کے وضو پر  
مہر کی جاتی ہے۔ اور عرش کے نیچے اُس کو پہنچایا جاتا ہے۔ اور وہاں خدا تعالیٰ کی  
تیسع پڑھتا رہتا ہے۔ قیامت کے روز تک تسبیح کا ثواب اُس شخص کے نامہ اعمال  
میں لکھا جاتا ہے اور فرمایا کہ اس امت میں عنقریب ایک قوم ہوگی کہ دُعا اور  
وضو میں حد سے تجاوز کرے گی۔ اس حدیث کو احمد، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے  
روایت کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ طہارت میں آدمی کا پانی پر جریص ہونا اس کے علم کی  
سمستی کی علامت ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ اُدھم یوں فرماتے ہیں کہ اول سوسہ  
جو شرف ہوتا ہے۔ وہ وضو میں زیادہ شک کر کے سے ہوتا ہے حضرت امام حسن  
رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ایک شیطان وضو کے اندر ہے جو آدمی پر ہنستا ہے  
جس کو دلہان کہتے ہیں۔ اگر انسان اس میں زیادہ شک کرے تو اس کی نماز اور  
ایسے ہی ہر ایک عبادت میں شک رہتا ہے پس ہر ایک انسان کو لازم ہے  
کہ ایسے وسوسوں پر دھیان ہی نہ کرے۔



# فصل ۱۲ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریق عبادت یعنی آپ کے نماز اور وظائف کا بیان

آں حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کے واسطے قبلہ رو ہوتے تو تمام ہمت سے متوجہ ہوتے اور اپنے پاؤں میں چار انگشت سے زیادہ فاصلہ نہ فرماتے اور بوقت تکبیر اپنے ہاتھوں کو کانوں تک لے جاتے اور آپ کی تمام انگلیاں رو قبلہ ہوتیں اور آپ ہاتھ زیر ناف باندھتے۔ اول دو رکعت نماز تحیۃ الوضوء ہلکی ادا فرماتے۔ اور پہلی رکعت میں بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے۔ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ مِمَّنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهَ مَقِفٌ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ أُولَٰئِكَ جَزَاءُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَبِعَمَلِهِمْ فِيهَا

اور دوسری رکعت میں یہ آیت پڑھتے :-

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ (النساء: ۶۴ و ۱۱۰)

پھر آپ تہجد پڑھتے۔ اور آپ کا معمول تھا کہ تہجد میں دو تین پارہ کلام اللہ ضرور پڑھتے۔ لیکن پہلی رکعت میں سب سے زیادہ، دوسری میں اس سے کم، تیسری میں اس سے کم، اخیر میں اس سے کم پڑھتے۔ اور تہجد کبھی بارہ رکعت کبھی آٹھ رکعت اور کبھی چار رکعت پڑھتے تھے۔ اور گاہے گاہے آپ کو تہجد میں نصف شب سے ایسی بے خودی اور محویت پیدا ہوتی کہ ایک ہی رکعت میں

صبح ہو جاتی۔ اور کبھی کبھی نماز تہجد میں سورۃ یسین، سورۃ سجدہ، سورۃ ملک، سورۃ مزمل، سورۃ واقعہ، چار قل اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھا کرتے۔ اور اکثر آپ کا معمول تھا کہ نصف شب لے کر اُٹھتے مگر گاہے گاہے تہائی رات اور کبھی اس سے بھی کم و بیش وقت لے کر بیدار ہوتے۔ اور گاہے تہجد پڑھ کر آپ استراحت فرماتے تاکہ صبح کی نماز اچھی طرح سے پڑھی جائے۔ اور کبھی صبح تک ہی مشغول رہتے۔ اور آپ کے خادموں میں سے جن کو یہ سورتیں یاد نہ ہوں تو وہ فاتحہ کے بعد تین تین بار قل ھو اللہ ہی پڑھ لیا کرتے مگر ایسے کم تھے اور تہجد کے بعد آپ نماز وتر پڑھتے۔ اور کبھی اول ہی شب میں پڑھ لیا کرتے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سُبْحِ اِسمِ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور دوسری میں قلْ یٰ اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھتے تھے۔ اور سورۃ اخلاص کے بعد دُعائے قنوت حنفیہ اور کبھی شافعیہ دونوں ہی ملا کر پڑھ لیتے۔ شافعیہ کی دُعائے قنوت یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنِیْ فِیْ مَنْ هَدٰیْتَ وَ عَافِنِیْ فِیْ مَنْ عَافٰیْتَ وَ تَوَلَّیْنِیْ فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْ مَا اَعْطٰیْتَ وَ قِنِّیْ شَرَّ مَا قَضٰیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَ لَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّ اَلَّیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالٰیْتَ۔

اور کبھی نماز تہجد کے بعد آخر سورۃ آل عمران اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِخْتِلَافِ الْاٰیٰتِ وَ النَّہَارِ۔ اخیر سورۃ تک پڑھتے۔ اگر ہو سکتا تو صبح کی نماز کی سنتوں سے پہلے شریفہ استغفار پڑھتے کبھی اس کے ساتھ تسبیح ملا لیتے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ فَاعْفُرْ لِیْ۔ اور کبھی کبھی یہ آیت کریمہ بھی ملا لیتے۔ اَللّٰهُمَّ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاعْفُرْ لِیْ پھر سنت فجر ادا کر کے فرضوں کو جماعت میں خود امام ہو کر ادا فرماتے۔ اور قرأت دراز پڑھتے اور کلام اللہ ایسا پڑھتے کہ ہر ایک شخص کے دل میں کشش اور رونما پیدا

ہو جاتا۔ اور بعض آدمی جو مرید بھی نہ ہوتے تھے ایسا کہا کرتے تھے کہ الفاظ گویا حضرت صاحب کے دل سے نکل رہے ہیں۔ اور اکثر سننے والوں کو گریہ اور وجد ہو جاتا تھا۔ آپ ہر ایک نماز اول وقت پڑھتے تھے۔ فرض ادا کرنے کے بعد اُسی جلسہ میں دس مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بَيِّنَاتٍ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ اور سات دفعہ اللَّهُمَّ اجْزِنِي مِنَ النَّارِ۔ اس کے بعد ایک دفعہ آیت الكرسي۔ پھر یہ آیت کریمہ ایک بار۔ وَ الْمَلِكُ إِلَهُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔ اور پھر ایک مرتبہ۔ حَوَّ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ غَافِرُ الذَّنْبِ وَقَابِلُ التَّوْبِ شَدِيدُ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَهُ الْمَصِيرِ پھر یہ آیت مبارکہ ایک مرتبہ پڑھتے تھے۔

قَسْبُحَنَ اللَّهُ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ۝ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ  
مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ ۝ (۲۱/الروم: ۱ تا ۱۹)  
پھر اس کے بعد قوم کی طرف رجوع کر کے دُعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے۔ اور دُعا  
کے بعد سب اصحاب کے ساتھ بل کر حلقہ فرماتے مولانا بدر الدین سرمندی فرماتے ہیں  
کہ حلقے میں آپ کے اصحاب کو اس قدر شش رُوحی اور جذبِ غیبی ہوتی تھی کہ زمین و  
آسمان کے اسرار کھل جاتے تھے۔ یہ تو آپ کے اصحاب کی ابتدائی حالت تھی۔ اور  
بڑے اصحاب کا تو کیا ذکر ہے جس شخص پر آپ کی نظر پڑتی تھی۔ وہ آپ کو دیکھ نہیں  
سکتا تھا۔ اور یکایک اُس کے دل میں ذکر جاری ہو جاتا تھا۔ سچ کہا ہے مولانا  
رحمۃ اللہ علیہ نے ۷

مثنوی

گر تو چاہے وصلِ حق اے بے خبر  
کاملوں کا خاکِ پا ہو سرسبز



اس صفت کا گریے تجھ کو گدا  
اُس کے اوپر جانِ دل سے ہوندا  
سب سے ہو آزادان کا ہو غلام  
جب ملے دیں کا مزہ تجھ کو تمام  
جب ملک ان کا نہ ہو وے خاک پائے  
راز حق ہرگز نہ ہو وے تجھ پر وا

اس کے بعد جناب کبھی دو اور کبھی چار رکعت نماز اشراق پڑھتے اور ان میں سورۃ شمس سے سورۃ الم نشرح تک چاروں رکعت میں چاروں سورتیں پڑھتے اور کبھی سُبْحِ اسْمِکَ اور اَلْکَوْشُوحُ اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور سورۃ اخلاص پڑھتے تھے۔ اس کے بعد دُعائے استخارہ اور گاہے گاہے اشراق کے بعد دو رکعت نماز استخارہ پڑھتے پہلی رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھتے تھے۔ اور کبھی پہلی میں سُبْحِ اسْمِکَ وَاَلْکَوْشُوحُ وَاَلْکَوْشُوحُ وَاَلْکَوْشُوحُ وَاَلْکَوْشُوحُ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی مرتبہ اور معوذتین ایک بار پڑھتے اور تشہد کے بعد دو دو استغفار اس طرح پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ  
وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ  
عَلٰی وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِّیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔  
اس کے بعد دُعائے استخارہ پڑھتے۔ دُعائے استخارہ یہ ہے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ  
مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَاَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَاَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلٰمُ  
الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ  
وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاَجَلِہٖ فَاَقْدِرْ لَیْ وَاَسِّرْہٗ لَیْ  
تَمَّ بَارِکٌ لِّیْ فِیْہٖ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ

وَعَاقِبَةُ أَمْرِیْ اَدْرِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اَجِلْہِ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْہُ  
وَ اَقْدِرْ لِّی الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ تَعَزَّ اَرْضِیْ بِہِ۔

اس کے بعد نمازِ چاشت ادا فرماتے۔ اور اس میں فاتحہ کے بعد سَبَّحِ اِنَّم۔  
وَالشَّمْسُ۔ وَاللَّیْلُ۔ وَالضُّحٰی۔ اَلْہٰ نَسْرُح۔ اخلاص اور معوذتین پڑھتے۔  
اور یہ نماز آٹھ رکعت پڑھتے۔ اس کا وقت دوپہر سے پہلے تک ہوتا ہے۔ اس کے  
بعد آپ خلوت میں تشریف لے جاتے۔ اور وہاں کبھی کلمہ طیبہ کا تکرار کرتے۔ اور  
کبھی قرآن شریف پڑھتے اور مراقبہ کرتے اور گاہے طالبانِ خدا کو جِدُّا طلب کر  
کے سب کے احوال پوچھتے۔ اور ہر ایک کو اس کی طلب کے موافق ارشاد فرماتے۔  
اور محبت سے طالبانِ خدا کو دیکھتے۔ اور بعض اوقات ایسا ہوتا کہ اُن کا پوشیدہ  
حال خود بیان فرماتے۔ اور بارہا ایسا ہوتا کہ جس وقت جناب زبانِ معارف سے  
کچھ حقائق اور دقائق بیان فرماتے تو فقط سُننے ہی سے وہ مقام حاصل ہو جاتا۔  
اور خاص خاص اصحاب کے ساتھ معارفِ مشکوفہ بیان فرماتے اور فرماتے۔ ان کو  
پوشیدہ رکھنا کسی سے مت ظاہر کرنا۔ اکثر آپ کے اصحاب خاموش رہتے۔  
اور خاموشی کو پسند کرتے۔ اس کے بعد جناب گھر تشریف لے جاتے تاکہ کھانا  
خوشیوں اور درویشوں کو تقسیم فرمائیں۔ حضرت کے گھر کا کھانا نہایت ہی لذیذ  
ہوتا۔ ایک دفعہ سلطانِ مبعہ لشکرِ سرہند شریف حاضر ہوا۔ آپ نے اُس کی دعوت  
کی۔ وہ کھانا کھا کر نہایت ہی خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ایسا لذیذ کھانا میں نے کبھی  
نہیں کھایا۔ اے جناب تین انگلیوں سے کھانا کھاتے بعض اوقات دو زانو بیٹھ  
کر اور کبھی گھٹنہ اونچا کر کے تناول فرماتے۔ اور بِسْمِ اللہ سے شروع کرتے اکثر کھانے  
سے پہلے یہ دُعا پڑھ لیتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّمَعَ اِسْمُہٗ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ الْاٰفَاقِ السَّمٰوِیَّ وَ

هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔  
 اور سورۃ لایلیٰ بھی پڑھتے۔ اور بعد از فراغت طعام یہ دُعا پڑھتے۔  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ اللَّطِيفَ الْمَلِيحَ بِغَيْرِ حَوْلٍ  
 وَلَا قُوَّةٍ۔

اس کے بعد یہ دُعا پڑھتے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَاسْقَانَا وَاشْبَعَنَا وَارْوَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔  
 اگر کسی کی دعوت تناول فرماتے تو یہ بھی پڑھتے :-  
 اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِكُلِّهِ وَلِبَازِلِهِ وَلِمَنْ كَانَ لَهُ شَيْئًا فِيهِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
 عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْلِحْ بِهِ وَسَلِّمْ۔  
 اور اگر میزبان ہو تا تو فرماتے۔ جَزَاكَمُ اللَّهُ خَيْرًا۔

اور کھانے کے بعد قیلولہ فرماتے۔ اور جس وقت مؤذن اللہ اکبر کہتا تو بھر دُسنے  
 کے ساتھ ہی بستر سے جلد ہی اتر آتے اور دُعاتے اذان پڑھ کر وضو کرتے۔ اور  
 پوشاک مستونہ پہن کر مسجد میں تشریف لاتے۔ اور تازے وضو سے دو رکعت نماز  
 نَحْمِیَّة، پھر چار رکعت نماز سُنت گزارتے۔ گاہے چار رکعت سُنت زوال بھی ادا فرماتے۔  
 اول رکعت میں آیتہ الکرسی۔ دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ۔ تیسری میں إِذَا  
 جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ أَوْ جُوبِطْهُ فِي سُوْرَةِ اخْلَاصٍ اور کبھی کبھی دوسری سُوْرہ میں بھی پڑھتے۔  
 اور نماز فرضیہ جماعت کے ساتھ ادا فرماتے۔ اسی طرح عصر اور شام گزارتے اور نماز  
 عشا بھی خود امام ہو کر پڑھتے۔ فرضوں کے بعد یہ دُعا پڑھتے۔ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ الْخَ  
 پھر کھڑے ہو کر دو رکعت سُنت مؤکدا پڑھتے۔ پھر چار مستحب پڑھتے۔  
 اور ان میں اکثر سورۃ سجدہ و ملک و کافرون و اخلاص پڑھتے۔ اور گاہے تراویح  
 رات کو پڑھتے۔ چنانچہ ماہ رمضان المبارک میں تراویح بیس رکعت پڑھتے۔ خواہ



کھرتے یا سفر میں اس سے کم نہ کرتے۔ اور رمضان شریف میں تین ختم کلام اللہ سے کم نہ پڑھتے۔ ہر چار رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ یہ دعا پڑھتے :-

سُبْحَانَ ذِي الْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعُظْمَةِ وَالْهِيبَةِ  
وَالْقُدْرَةِ وَالْكَبرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ - سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ  
سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ - اللَّهُمَّ اجْزِنِي مِنَ النَّارِ - يَا  
مُجِيزُ - يَا مُجِيزُ - يَا مُجِيزُ -

آپ ایسی نماز پڑھتے تھے کہ جو آدمی آپ کو دیکھتا فریفتہ ہو جاتا۔ اور آپ اس کے بعد ذکر و فکر میں بیٹھتے۔

اور جناب سونے کے وقت اپنے بستر پر یہ دعا پڑھتے :-

ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ - ایک دفعہ آیت الکرسی اور تین بار سورۃ اخلاص اور  
ایک دفعہ معوذتین اور تین مرتبہ کلمہ تجید اور تین مرتبہ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ  
كُلَّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ - پھر تینتیس بار سُبْحَانَ اللَّهِ اور تینتیس بار الْحَمْدُ لِلَّهِ  
اور چونتیس بار اللَّهُ أَكْبَرُ ایک بار کبھی دس بار یہ پڑھتے - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ  
لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ  
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - أَبَدًا أَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ -

اور ایک مرتبہ اَمِنْ الرَّسُولِ (سورۃ بقرہ کی آخری آیات) آخر تک پڑھتے اور  
ایک مرتبہ یہ آیت پڑھتے :-

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى  
الْعَرْشِ يَعْنِي الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ مَسْجَرَاتِ  
بِأَمْرِهُ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ اَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَ  
خُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَلَا تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا

وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (۸/الاعراف: ۵۴)  
اور ایک مرتبہ یہ پڑھتے :-

قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَدْعُوا وَالرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ  
وَلَا تُجْهَرُوا بِصَلَاتِكُمْ وَلَا تَخَافُتُمْ بِهَا وَابْتَغُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ  
لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ  
مِّنَ الدُّنْيَا وَكَثِيرٌ مِّنْ دُونِهَا ۝ (۱۵/بنی اسرائیل: ۱۱۰، ۱۱۱)

اس کے بعد گا ہے گا ہے ستوا دفعہ سبحان اللہ و بحمدہ تا آخر پڑھتے۔  
پھر دانتیں ہاتھ کو سر کے نیچے رکھتے اور قبلہ رو ہو کر ذکر خفیہ میں مشغول ہو کر دانتیں  
پہلو پر سو جاتے۔

حضرت کے اوصاف جمیلہ و عادات حمیدہ اگر عمر بھر لکھتا رہوں تو بھی ختم نہیں  
ہوتے لیکن طالب آخرت کے واسطے یہ تھوڑا سا بیان کافی و دافی ہے جن کو یہ  
دُعائیں یاد نہیں وہ یاد کر کے ان پر عمل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد مقام  
قرب حاصل ہوگا۔

آپ جب آیتین دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے :-

اللَّهُمَّ احْسَنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي وَحَرِّمْتَ وَجْهِي عَلَى النَّارِ -

اور اگر بازار میں سے گزرتے تو یہ دعا پڑھتے :-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ - لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ  
يُمِيتُ وَهُوَ سَمِيُّ لَا يَمُوتُ بَيِّدُهُ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - أَبَدًا  
أَبَدًا - دُوالجلال والاکرام ۝

# حزب البحر

## دعائے حزب البحر کے مؤلف شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

### کے مختصر حالات زندگی

آپ کا نام علی ابن عبد اللہ ہے اور کنیت نور الدین ابو الحسن۔ آپ کا نسب نامہ امام محمد بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے ملتا ہے۔ افریقیہ ملک مغرب میں ایک گاؤں شاذلہ آپ کا مسکن تھا۔ لفظ شاذلیہ کسی طرف منسوب ہے۔ باوجود نابینا ہونے کے ظاہری باطنی علوم میں کامل تھے۔ ابتدا میں چونکہ ظاہری علوم کی طرف رغبت زیادہ تھی اس واسطے اکثر علماء و فضلاء سے مناظرہ کرنے کا اتفاق ہوتا رہا۔ بعد ازاں ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے اور طریق تصوف اختیار کیا اور شاذلہ سے اسکندریہ میں تشریف لے آئے۔ یہاں شیخ ابو الفتح واسطی آگے ہی موجود تھے۔ آپ شہر کے باہر ٹھہرے اور شیخ ابو الفتح سے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ ایک شہر میں دو فقیر کیسے رہ سکتے ہیں۔ اتفاقاً اسی رات شیخ ابو الفتح کا انتقال ہو گیا اور آپ شہر میں داخل ہو گئے۔ شیخ ابن دقیق جو اُس وقت کے بڑے عالموں میں سے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ شاذلی سے بڑھ کر کسی کو عارف نہیں دیکھا۔ اور باوجود اس کے لوگوں نے ملک مغرب میں ان کو کفر و زندقہ سے متہم کر کے وہاں سے نکال دیا۔ اور اسکندریہ کے حاکم کو لکھا کہ تمہارے شہر میں ایک زندیق آ رہا ہے تم اس سے ہوشیار رہنا۔ ہم نے اسی وجہ



سے اس کو نکال دیا ہے۔ آخر اسکندریہ میں بھی لوگ آپ کو ایذا و تکلیف دینے کے درپے ہو گئے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ سلطان مصر کو ان کے قتل پر آمادہ کر دیا اور سلطان مغرب کی طرف سے اس کو ایسے خط دکھلائے جن میں ان کا خون مباح لکھا ہوا تھا۔

آخر شیخ شاذلیؒ نے بزورِ ولایت وہیں سے سلطان مغرب کی طرف ہاتھ بڑھ کر ایک پروانہ دستخطی سلطان پیش کیا۔ جس کی تاریخ ان پروانوں کے بعد کی تھی اور اس میں شیخ کے اوصاف حمیدہ درج تھے۔ بادشاہ مصر قتل سے باز آگیا اور شیخ کو بڑی عزت و حرمت سے اسکندریہ کی جانب رخصت کیا۔ پھر بھی لوگ ایذا رسانی سے باز نہ آئے۔ کسی نے بادشاہ کو لکھا کہ یہ کمیہا گم ہے۔ اور کسی نے کہا کہ یہ سیمیا گم ہے جب شیخ پر سخت ایذا تیں واقع ہوئیں۔ تو خدا تعالیٰ کی جناب میں رجوع کیا۔ اور ان مؤذلوں کی نسبت دُعا کی۔ چند روز بعد بادشاہ مصر نے شیخ کی خدمت میں ایک آدمی بھیج کر معافی مانگی اور دُعا کا طالب ہوا۔ اسکندریہ والوں نے جب بادشاہ کی رغبت ان کی طرف دیکھی تو ان کی ایذا رسانی سے رُک گئے۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ سلطان محمد بن قلاوون کا غراہی کسی جرم میں واجب القتل ٹھہرایا گیا۔ بادشاہ نے اس کے مار ڈالنے کا حکم صادر کر دیا۔ وہ رُویوش ہو کر اسکندریہ بھاگ آیا اور شیخ کی خدمت میں آکر پناہ لی۔ بادشاہ نے سخت دھمکی آمیز خط شیخ کی طرف لکھا کہ اس خط کے پہنچتے ہی اس کو میرے پاس بھیج دو۔ شیخ نے نہ بھیجا۔ تب بادشاہ نے غصے میں آکر ایک مصاحب خاص کے ہاتھ شیخ کو قتل کی دھمکی دی اور مفسد ٹھہرایا۔ شیخ نے اسی مصاحب خاص سے کسی من تانبا منگوایا۔ اور جس مجرم نے پناہ لی تھی اُس سے فرمایا کہ تو اس پر پیشاب کر دے۔ اُس نے پیشاب کر دیا تو وہ سارا تانبا سونا بن گیا۔ شیخ نے وہی سونا مصاحب کو دے کر بادشاہ کی خدمت میں

وانہ کیا۔ کہ یہ میری طرف سے بدیہ ہے۔ اور کہلا بھیجا کہ اس مجرم کے قصور کو معاف  
کیا جائے۔ بادشاہ اتنا سونا دیکھ کر خوش ہو گیا اور غز انجی کا قصور معاف کر دیا۔

الغرض شیخ کی کرامات اور خوارقِ عادات بے شمار ہیں۔ آپ کے کلماتِ قدسیہ  
میں سے ہے کہ جس علم کی طرف تمہاری طبیعت راغب ہو اور تمہارا نفس میلان  
کمرے اس کو چھوڑ دو۔ اور کتابِ دُست کو مضبوط پکڑو۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ  
عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ اپنے انبیاء اور اولیاء پر پہلے رنج و تکلیف  
مسلط فرماتا ہے۔ گھروں سے نکالے جاتے ہیں۔ بہتان و زور ان پر باندھے  
جاتے ہیں۔ پھر جب وہ صبر کرتے ہیں تو انجام کو دولت انہی کے ہاتھ ہوتی ہے۔  
اور فرماتے تھے کہ عالم کو مقاماتِ عالیہ عملیہ میں تکمیل نہیں ہوتی جب تک چار  
باتوں میں مبتلا نہ ہو۔ دشمن اس کی مصیبتوں پر خوش ہوں۔ اس کے دوست  
اس کو ملامت کریں۔ جاہل اس پر طعنہ کریں۔ علماء اس پر حسد کریں جب ان  
باتوں پر وہ صبر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسے ایسا امام و پیشوا بنا دیتا ہے کہ لوگ اس کی  
اقتدار کرتے ہیں۔

جس وقت سوار ہو کر آپ باہر نکلتے تو مقاماتِ عالیہ والے بڑے بڑے  
درویش اور اہل دُنیا ہر کاب ہوتے۔ اور کتنے ہی جھنڈے سر پر ہوتے۔ اور  
ایک نقیب آپ کے حکم سے آگے آگے پکارتا جاتا کہ جسے غوث و قطب کی ملازمت  
منظور ہو وہ شیخ شاذلی کا قد مبوس ہو۔ اور کبھی کبھی آپ فرمایا کرتے تھے کہ  
اگر شریعت کی لگام میرے منہ میں نہ ہوتی۔ تو میں تم کو کل کی بات اور قیامت  
تک کے حالات بتلاتا۔ آپ نے کئی حج کئے۔ اور آخر اسی سفر مبارک میں ذیقعدہ  
کے مہینے کی اخیر صحرائے عیناب میں انتقال فرمایا اور ۵۷۳ھ میں اس سرائے  
فانی سے ملک بھام کو تشریف لے گئے۔ اور اسی صحرا میں مدفون ہوئے اس



صحرا کا پانی نہایت شور تھا۔ آپؐ کے وجود مبارک کی برکت سے اس کا پانی شیریں ہو گیا۔ بعض نے آپؐ کا مزارہ مقام محضر میں لکھا ہے جو ملک عرب میں ایک موضع کا نام ہے۔ اس دُعا کے تالیف کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ قاہرہ میں سکونت پذیر تھے کہ حج کا زمانہ نزدیک آ گیا۔ اپنے یارانِ طریقت سے فرمایا کہ اس سال مجھے حج کرنے کا الہام ہوا ہے۔ تم جا کر کوئی جہاز تلاش کرو۔ وہ لوگ جہاز کی تلاش کو نکلے مگر کوئی جہاز اہل اسلام کا نہ ملا۔ صرف ایک نصرانی کا جہاز چلنے والا تھا۔ تاہم اسی پر معہ دوستوں کے سوار ہو گئے۔ ابھی جہاز قاہرہ سے تھوڑی دُور ہی گیا تھا کہ بادِ مخالف چلنے لگی اور جہاز وہیں رُک گیا۔ اور ایک ہفتہ وہیں گزر گیا۔ منکروں اور کافروں نے زبانِ طعن دراز کی اور یوں کہنے لگے کہ شیخ حجاب حج کے ارادہ سے جا رہے ہیں اور حج کا وقت بالکل قریب ہے۔ اور جہاز کی یہ حالت ہے کہ بادِ مخالف کی وجہ سے جنبش نہیں کر سکتا۔ اب دیکھئے شیخ حجاب کس طرح حج کرتے ہیں۔ حضرت شیخ اس بات کو سن کر بڑے رنجیدہ ہوئے اسی حالت میں آپؐ کو نیند آ گئی۔ خواب میں آپؐ کو اس دُعا کے پڑھنے کا الہام ہوا۔ آپؐ جب بیدار ہوئے تو فوراً وضو کر کے اس دُعا کو پڑھنا شروع کیا اور ناخدا سے فرمایا کہ ”لنگر اٹھا“ اُس نے عرض کیا کہ ”اگر لنگر اٹھاؤں گا تو اُسی وقت جہاز چکر کھا کر واپس جائے گا“ شیخ نے فرمایا کہ ”تو جہاز کو ضرور چلا اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھ“ جب اُس نے لنگر اٹھایا اُسی وقت ہوا موافق ہو گئی اور جلد ہی جہاز کنارہ پر جا لگا۔ اس کرامت کو دیکھ کر نصرانی کے لڑکے مسلمان ہو گئے۔ یہی کن وہ نصرانی مسلمان نہ ہوا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ شیخ دوستوں کے ساتھ ان لڑکوں کو ہمراہ لئے بہشت میں جا رہے ہیں۔ اُس نے بھی چاہا کہ پیچھے پیچھے چلا جائے۔ فرشتوں نے روکا اور جھڑکا کہ تو ابھی کافر ہے۔ بہشت میں داخل ہونے کے قابل



نہیں صبح اٹھ کر وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ اور شیخ کی صحبت میں رفتہ رفتہ مراتب عالیہ کو پہنچا۔  
**سند اجازت حزب البحر**

اس خاکسار (حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کو حزب البحر کی اجازت حاجی حرمین شریفین عالم باعمل حضرت مولینا مولوی عبداللہ صاحب نقشبندی مجددی سے ہے۔ اور ان کو سید شاہ عبدالغنی مجددی سے اور ان کو شاہ محمد اسحق دہلوی سے، ان کو حضرت مولینا ہادی گراماں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے اور ان کو اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی سے اور ان کو خواجہ ابوطاہر مدنی سے اور ان کو حضرت احمد نخعی سے اور ان کو حضرت عیسیٰ مغربی سے اور ان کو حضرت ابوالفضل اور ان کو حضرت ابوالعباس سے اور ان کو حضرت ابوسعید سے اور ان کو خواجہ عبید اللہ محمد سے اور ان کو خواجہ ابوالفضل محمد سے اور ان کو خواجہ ابوطیب سے اور ان کو حضرت ابوالحسن محمد اور ان کو خواجہ ابوالعزائم سے اور ان کو حضرت ابوالحسن شاذلی سے اور ان کو شیخ المشائخ امام طریقت محبوب سبحانی، غوث صمدانی حضرت خواجہ ابوالحسن علی شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے حاصل ہے۔

## حزب البحر کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریق

عامل کو چاہیے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے چند شرائط کا پابند ہو۔ ورنہ خوفِ حجت یعنی ہلاکت و ضرر ہے۔

پہلی یہ کہ کسی صاحبِ مجاز سے باقاعدہ اجازت حاصل کرے۔  
 دوسری یہ کہ حیواناتِ جمالی و جلالی کو ترک کرے۔

تیسری یہ کہ ان سلاکپڑا پہنے جیسے کہ احرام کے وقت پہنتے ہیں۔ اور سلا ہوا کپڑا نہ پہنے۔ اور وہ کپڑا سفید اور نیا ہو۔

چوتھی یہ کہ روزہ رکھے اور مسجد میں اعتکاف کرے اور رُوبہ قبلہ بیٹھے اگر وضو

جانتا ہے تو فی الفور وضو کر کے دو گنا ادا کرے اور حزب کو پورا کرے۔  
پانچویں یہ کہ کھانے اور پینے اور وضو و غسل میں حتیٰ المفتدور دریا کا پانی  
استعمال کرے۔

چھٹی یہ کہ صرف بخوکی روٹی نمک لاہوری ملا کر پکائے اور کھائے۔  
زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ ہمارے خاندان میں دو طرح سے ہے۔ ایک بڑا اور  
دوسرا چھوٹا۔ بڑا طریقہ یہ ہے کہ بدھ یا جمعرات یا جمعہ سے عروج ماہ میں بارہ دن  
تک روزے رکھے۔ اور دریا، تالاب یا کنوئیں کے پانی سے بعد نماز صبح یا بعد نماز  
عصر یا بعد نماز عشاء غسل کر کے تہ بند ناد وختہ باندھے۔ اور ایک چادر ناد وختہ اوپر  
اوڑھ لے۔ اور مسجد یا کسی اور پاک و صاف جگہ گوشہ تنہائی میں دو گنا ادا کرے۔  
اور دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے اور  
سلام کے بعد سورۃ یسین ایک بار اور آیتہ الکرسی چھ بار پڑھ کر جہات بستہ کی  
طرف دم کرے اور چھری سے اپنے گرد حصار کرتا جائے۔ حصار کرنے کے بعد الٹی  
چھری کی نوک کو زمین میں اس طرح سے کہ چھری کی پشت اپنی طرف ہو پڑھنے کے  
وقت سامنے نصب کرے۔ اور خود حصار کے اندر قبلہ رخ بیٹھ کر ایک مرتبہ دُعائے  
اعتماد پڑھے۔ پھر تیس مرتبہ دُعائے حزب البحر پڑھ کر حصار سے باہر آجائے۔  
ہر روز اسی طور سے حصار کر کے فجر و حزب البحر حصار کے اندر پڑھا کرے۔ اور اسی صبح  
رات کو آرام بھی کرے۔ اور جو کچھ خواب میں دیکھے کسی سے نہ کہے۔ بارہویں روز  
حزب البحر جمعہ دُعائے اختتام پڑھ کر اعتکاف سے باہر آئے۔

اور چھوٹا طریق یہ ہے کہ بدھ، جمعرات اور جمعہ تین دن میں انہی شرائط مذکورہ  
بالا کے ساتھ روزانہ ایک سو پینس بار بعد نماز عشاء پڑھا کرے۔ اور اگر کچھ باقی رہ  
جائے تو صبح کے وقت ختم کرے۔ اور شنبہ کے دن بعد نماز فجر ایک مرتبہ پڑھ کر

اعتمکاف سے باہر آجائے۔ اور ہر روز تین مرتبہ یعنی نماز فجر، عصر اور مغرب کے بعد ایک ایک مرتبہ پڑھا کرے۔ اور کسی حاجت کے واسطے اسم مناسب حاجت ستر مرتبہ یا سات مرتبہ یا پانچ مرتبہ پڑھ کر حزب البحر تمام کرے۔ اور جو شخص اس کی زکوٰۃ اس طرح نہ نکال سکتا ہو۔ ہر روز صبح کے وقت ایک بار پڑھ لیا کرے خیر و برکت سے خالی نہیں مگر ضروری ہے کہ کسی صاحب مجاز سے اجازت لے لے۔ ورنہ خطرہ عظیم ہے۔ زکوٰۃ حزب البحر شمس کے درجات کی مثل ہے۔ ایک برس کے تین سو ساٹھ روز ہوتے ہیں اگر تین روز میں پڑھے تو ہر روز ایک سو بیس بار پڑھے۔ اور اگر بارہ روز میں پڑھے تو ہر روز تیس بار پڑھے۔ اگر ہر روز ایک بار معہ اعتصام و اختتام پڑھا کرے تو ایک برس میں زکوٰۃ تمام ہو جاتی ہے۔ اور چاہئے کہ پڑھتے وقت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کی طرف متوجہ ہو۔ تاکہ زیادہ مؤثر ہو۔

## حزب البحر کے اشارات کا بیان

حروف ہجا کو اول سے آخر تک ایک دم میں پڑھے۔ اور حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا تصور کر کے امداد کا خواست گار ہو۔  
 زَلْزَلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا پر پہنچ کر واپس ہاتھ کی انگشت شہادت سے آسمان کی طرف تین بار اشارہ کرے۔

غُرُورًا پر اپنے مقصد کا دل میں خیال کرے۔  
 قَبَسْنَا وَانْصَرْنَا وَسَخِرْنَا هَذَا الْبَحْرَ اور کھلی عص کو تین بار تکرار کرے اور ہر بار ہر حرف کے کھلی عص کے ساتھ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باندھے اور کھولے اور کشائش مطلب کا خیال رکھے طریق انگلیوں کے بند کرنے اور کھولنے کا یہ ہے کہ لک پر سب سے چھوٹی انگلی اور پھر اس کے پاس کی اور سی پر بیچ



کی۔ اور ع پر شہادت کی اور ص پر انگوٹھے کو بند کرے۔ دوسری بار کٹھلی عص  
پر کھولے۔ اور تیسری بار پہلی طرح بند کرے۔ اور و انصُرْنَا پر پہنچ کر پہلی انگلی وَاَفْتَحْ  
لَنَا پر دوسری وَاَغْفِزْ لَنَا پر تیسری وَاَرْحَمْنَا پر چوتھی اور وَاَزِدْنَا پر پانچویں انگلی  
جیسے کہ اوپر مذکور ہے کھولتا جائے جب یَسِّرْ لَنَا اُمُورَنَا پر پہنچے تو اپنا مقصد و مطلب  
دل میں خیال کرے اور اللہ تعالیٰ سے چاہے۔

جب وَاَطْمِسْ پر پہنچے۔ دُشمنوں یا شیطانوں کو خیال میں لا کر داینبے ہاتھ کی  
مٹھی بند کر کے نیچے زمین کی طرف لا کر کھولے اور ان کے دفع ضرر کا تصور کرے۔  
جب شَآهَتِ الْوُجُوہِ پر پہنچے اس کو تین بار پڑھے اور ہر بار دستِ راست کی پشت  
کو زمین پر مارے اور دُشمنوں کی ہلاکت کا خیال کرے۔ یاد رہے کہ وَاَطْمِسْ عَلَی  
وُجُوہِ اَعْدَاۤئِنَا دُنْیَا وِی دُشمنوں کے واسطے اور شَآهَتِ الْوُجُوہِ دُنْیَا دُشمنوں کے  
واسطے مجرب و مفید ہے۔ اور اس مطلب کے واسطے عَنَّتِ الْوُجُوہُ بھی تین بار پڑھے  
اور پشتِ دست سے ہر بار زمین پر مارے۔

جب طَسَّ طَسَّ حَمَّ حَمَّ پر پہنچے اس کو تین تین بار پڑھے۔  
جب حَرَّ پر پہنچے۔ پہلی حَرَّ کو پڑھ کر داینبے طرف، دوسری کو بائیں طرف  
تیسری کو آگے اور چوتھی کو پیچھے پانچویں کو زمین کی طرف اور چھٹی کو پڑھ کر آسمان کی  
طرف دم کر کے یعنی پھونک لگائے اور ساتواں حَرَّ پڑھ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر ان  
پر دم کر کے ہاتھ اٹھاتے ہوئے رَفَعْتُ بِاَمْرِ اللّٰهِ سے وَالْعَاہَاتِ تک دعا مانگے۔  
اور تمام بدن پر جہاں تک ہاتھ پہنچیں پھیرے۔

جب کٹھلی عص پر پہنچے۔ ہر حرف پر دونوں ہاتھ کی انگلیاں بطریق مذکور  
بالا بند کر کے کَفَايْتُنَا پڑھے اور حَمَّ حَمَّ پر انگلیاں دونوں ہاتھ کی کھول کر  
حَمَايَتُنَا پڑھے۔

سِتُّو الْعَرْشِ سَے فِی نَوَاحِ مَحْفُوظٍ تک سات بار پڑھے۔  
 فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ تین بار پڑھے۔  
 اِنَّ وَلِیَّ اللّٰہِ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتَابَ وَهُوَ یَتَوَلَّى الصَّالِحِیْنَ تین بار پڑھے۔  
 حَسْبِیَ اللّٰہُ سَے رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ تک سات بار پڑھے۔  
 اِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ سَے هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تک تین بار پڑھے۔  
 لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کو تین بار پڑھے۔  
 دُرود شریف کو اخیر تک تین بار پڑھے۔

حزب البحر کے ان فقرات کے فوائد کا بیان جو خاص حاجتوں کے حصول کے

واسطے اسماءِ جلالی یا جمالی کے ساتھ ملا کر پڑھے جاتے ہیں۔

کفایتِ مہمات کے واسطے يَا اللّٰهُ سَے يَا رَحِیْمُ تک فقرہ ہے۔ اس کے  
 ساتھ يَا کَافِیَ الْمُهْمَّاتِ ملا کر ستر بار پڑھے۔

محافظت و ترقیاتِ باطن کے واسطے نَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ سَے غُیُوبِ  
 تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ يَا حَفِیْظُ ملا کر ستر بار پڑھے۔

مناہی اور معصیت سے باز رہنے کے واسطے اِسی فقرہ کے ساتھ  
 يَا عَاصِمُ کو ملا کر ستر بار پڑھے۔

رفعِ پرآگندگی کی خاطر و محوِ خطرات کے واسطے۔ فَقَدِ ابْتَلٰی سَے غُرُورًا  
 تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ يَا حَفِیْظُ ملا کر ستر بار پڑھے۔

اطمینانِ دل کے واسطے۔ فَتَبَتْنَاکَ سَے يَا مُثَبِّتَ الْقُلُوبِ ملا کر  
 ستر بار پڑھے۔

مغلوبی اعداء کے واسطے۔ فَبَيَّنَّا سَ تَاهَذَا الْبَحْرُ مَلَا كَرِ پڑھے اور آسمان  
کی طرف انگشت شہادت دستِ راست سے اشارہ کرے اور مقصدِ دل میں لائے  
کشتی میں سوار ہوتے وقت اس فقرہ کے ساتھ یَا حَفِیْظُ احْفَظْنِیْ مِنْ  
جَمِیْعِ الْبَلِیَّاتِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ مَلَا کَرِ ستر بار پڑھے۔

نصرت کے واسطے۔ اُنْصُرْنَا کے ساتھ یَا نَاصِرُ مَلَا کَرِ ستر بار پڑھے۔ یا  
اُنْصُرْ سَ نَاصِرِیْنَ تک فقرہ کے ساتھ اسی اسم کو مَلَا کَرِ ستر بار پڑھے۔  
تسخیرِ قلوب کے واسطے۔ سَخِّرْ لَنَا سے کُلِّ شَیْءٍ تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ  
یَا مُسَخِّرُ مَلَا کَرِ ستر بار پڑھے۔

رحم کے واسطے۔ وَادْحَمْنَا سے رَاحِمِیْنَ تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ  
یَا رَحِیْمُ مَلَا کَرِ ستر بار پڑھے۔

مغفرت کے واسطے۔ فَاغْفِرْ لَنَا سے غَافِرِیْنَ تک فقرہ ہے۔ اس کے  
ساتھ یَا غَفَّارُ مَلَا کَرِ ستر بار پڑھے۔

کشائشِ رزق کے واسطے۔ وَارْزُقْنَا سے رَازِقِیْنَ تک فقرہ ہے۔ اس  
کے ساتھ یَا رَازِقُ مَلَا کَرِ یا آیت شریف رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ  
تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًا اَوَّلَیْنَ وَاٰخِرَیْنَ وَاٰیةٌ مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ۔  
یا اِسْ وُ مَا کُوْیَاغِنِیْ اَغْنِیْ یَا رَازِقُ اُرْزُقْنِیْ رِزْقًا حَلَالًا طَیْبًا وَاَسْعَیْغِیْرِ  
حَسَابِ مَلَا کَرِ ستر بار پڑھے۔

ظاہری باطنی فتوحات اور کشائشِ رزق وغیرہ کے واسطے وَهَبْ لَنَا  
سَ قَدِیْرُ تک جو فقرہ ہے جب وہاں پہنچے تو پہلے جو وہ بارِ اسمِ یَا وَهَّابُ پڑھے  
پھر حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعائیں بارِ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَةً  
مِنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًا اَوَّلَیْنَ وَاٰخِرَیْنَ وَاٰیةٌ مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ



خَيْرُ الدَّارَيْنِ پڑھے۔ پھر ایک بار سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ پڑھے۔

ہر بلا سے محفوظ رہنے کے واسطے۔ وَاحْفَظْنَا سے حَافِظِیْنِ تک فقرہ ہے اس کے ساتھ یَا حَفِیْظُ ملا کر ستر بار پڑھے۔

ہدایت پانے کے واسطے۔ وَاهْدِنَا سے ظَالِمِیْنِ تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَا هَادِیْ ملا کر ستر بار پڑھے۔

حصولِ مقاصد کے واسطے۔ وَهَبْ لَنَا سے قَدِیْرُ تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَا وَهَّابُ ملا کر ستر بار پڑھے۔

مشکلات کی آسانی کے واسطے۔ اَللّٰهُمَّ یَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا سے دُنْیَانَا تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَا مُیْسِرُ لِكُلِّ عُسْرِ ملا کر ستر بار پڑھے۔

آفاتِ سفر سے محفوظ رہنے کے واسطے۔ کُنْ لَنَا سے اَهْلِنَا تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَا حَافِظُ ملا کر ستر بار پڑھے۔

دُشمنوں کی ہلاکت کے واسطے۔ وَاطْمِئِنْ سے یَرْجِعُوْنَ تک فقرہ ہے اس کے ساتھ یَا قَاهِرُ ذَا الْبَطْشِ الشَّدِیْدِ اَنْتَ الَّذِیْ لَا یُطَاقُ اِنْتِقَامُہُ یَا قَاهِرُ ملا کر ستر بار پڑھے۔ یا اِسْمُ هٰذَا کو ملا کر ستر بار پڑھے۔ اور کہے خداوندِ فلاں شخص کو مغضوب کر۔ اور اس کی آنکھ، کان اور زبان بند کر۔

اگر کسی مجلس میں کسی امروین یا دُنْیَا کی نسبتِ خصومت ہو اور داعی حقِ تعالیٰ ہو اور خصم حزبِ زبانی سے غلبہ کرے تو وَاطْمِئِنْ سے یَرْجِعُوْنَ تک تین بار پڑھ کر اُس کی طرف دم کرے۔ زبان اس کی بند ہو۔

زیادتیِ علم کے واسطے۔ یَسِیْنُ سے رَجِیْعُ تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَا عَلِیْمُ ملا کر ستر بار پڑھے۔

اگر اُمُوْرِ معاش میں تشویش کا خوف ہو تو یَسِیْنُ سے غَافِلُوْنَ تک پڑھ کر

اپنے اوپر دم کرے۔ اور جو شخص چاہے کہ دشمن کے درمیان سے ہو کر نکل جائے۔ اور دشمن اس کو نہ دیکھے اور نہ معترض ہو۔ **تَوَلَّقْ حَقَّ الْقَوْلِ** سے **لَا يُبْصِرُونَ** تک پڑھ کر سنگ ریزے پر دم کر کے اُس کی طرف پھینکے یا پھونکے۔ اور اگر کسی کا غلام بھاگ گیا ہو تو غلام کا نام کاغذ یا کپڑے پر لکھ کر اُس کے ارد گرد آیت مذکور لکھ کر اس جگہ لٹکا دے جہاں وہ سوتا تھا۔

اگر زن و شوہر کے درمیان انقطاع کی صورت ہو۔ یا دو شخصوں کے درمیان کسی معاملہ میں خصومت ہو۔ اور دشمنوں کی زباں بندی کے واسطے اور طلب جاہ و حشمت کے لئے **مَرْجَ الْبَحْرَيْنِ** سے **لَا يُبْغِيَانِ** تک جو فقرہ ہے سات بار پڑھ کر پھونکے یا سات سنگ ریزے دم کر کے اُس کی طرف پھینکے۔

اگر لڑائی ہو یا دشمن سے مقابلہ ہو۔ تو فتح کے واسطے **حُمَّ الْأَمْرِ** سے **لَا يُنْصَرُونَ** تک ستر دفعہ پڑھ کر دم کرے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی جہادوں میں پڑھتے اور اصحاب کو بھی پڑھنے کی تلقین فرماتے۔

شیاطین، ظالموں اور چوروں کے ضرر کے دفع کرنے کے لئے **بِسْمِ اللَّهِ** **بَابُنَا** سے **سَقْفُنَا** تک پڑھتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گرد پھیرتا جائے۔ یا عصا سے اپنے مال و متاع کے گرد خط بکھینچے۔

اگر کسی ظالم کے سامنے جائے تو کھڑے پڑھے۔ اور ہر حرف کے ساتھ دست راست کی انگلیاں بند کرے اور **كَفَايَتُنَا** کہے۔ اسی طرح **حَمَّ عَسَقِ** پر بائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کرے اور **حَمَّ يَدُنَا** کہے۔ پھر دشمن کے سامنے جا کر دونوں ہاتھوں کو یکبارگی کھولے اور اُس کی طرف پھونکے۔

کفایت شر اعداء کے واسطے۔ اگر داعی ملذوبہ نماز ہے تو بطریق **صَلَوَاتِ التَّبَسُّعِ** دو رکعت یا چار رکعت میں تین سو مرتبہ پڑھے۔ اور اگر ملذوبہ ذکر ہے تو ایک ہزار

ایک مرتبہ روزانہ سات روز تک پڑھے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو بعد و کافی ایک سو گیارہ بار پڑھے۔ وہ فقرہ یہ ہے۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ  
بد نظری، سحر و آسیب سے محفوظ رہنے کے واسطے۔ سِتْرُ الْعَرْشِ سے محفوظ تک پڑھ کر دم کرے۔

اگر کوئی شخص چاہے کہ مال و متاع چوروں یا کرم سے محفوظ رہے تو کاغذ یا ٹھیکری پر قاللہ خَيْرٌ حَاقِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ لکھ کر اموال کے ہمراہ رکھے۔ اور اگر راہ میں راہزنوں کا ڈر ہو۔ اگر ملذذہ نماز ہے تو بطور صلوة التبتیح تین سو مرتبہ پڑھے یا ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھے۔

نفقۃ الغیب یا امورِ معاش کے سر انجام کے واسطے۔ پڑھنے والا اگر ملذذہ نماز ہے تو بطور صلوة التبتیح اِنَّ ذٰلِكَ مَعِ اللّٰهِ الَّذِیْ سے صابحین تک تین سو مرتبہ پڑھے۔ اور اگر ملذذہ ذکر ہے بعد اسم یا وائی چھل و شش بار یعنی چھیالیس بار ہر نماز کے بعد پڑھے۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ سے رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ تک حفاظتِ ضرر و نفقۃ الغیب و کفایتِ مہمات و نصرت کے واسطے موافق اسم مناسب اس حاجت کے پڑھے۔ مثلاً نفقۃ الغیب کے واسطے بعد و رزاق۔ اور کفایتِ مہمات کے واسطے بعد و کافی۔ اور نصرت کے واسطے بعد و ناصر۔ اور ضرر سے حفاظت کے واسطے بعد و یا حَفِیْظُ پڑھے۔ جو آدمی اس فقرہ کو جس غرض کے واسطے صبح و شام سات سات بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کو بر لائے گا۔

شفاء امراض کے واسطے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ سے عَظِیْمُ تک فقرہ ہے اس کے ساتھ یا شافی ملا کر ستر بار پڑھے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی صبح و شام تین تین بار اس کو پڑھا کرے کوئی چیز اس کو ضرر نہ



کبرے گی۔ یہ کلمہ سرور کے دفع کے واسطے مجرب ہے جس کے سر میں درود ہوس کے سر پر پاتھ رکھے اور تین یا سات بار پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرُ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَ رَبِّ السَّمَاءِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي اسْمُهُ بَرَكَهٗ وَ شَفَاعَةُ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي يَبْدِيهِ الْاَشْفَاعَةُ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَاءِ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

اگر سفر میں راہزن لوٹنے کے واسطے آڑیں تو چاہیے کہ اول ایک بار سورۃ اِذَا زُلْزِلَتْ الْاَرْضُ پڑھے اور دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور مٹھی میں خاک لے اور وہ خاک راہزنوں کی طرف پھینک دے اور اپنے اوپر سر سے پاؤں تک ہاتھ پھیرے۔ پھر یہ پڑھے۔ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَّ لَا تَحْشَى وَ جَعَلْنَا مِنْ اَيُّدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاعْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ راوی نے سخت قسم کھا کر کہا ہے کہ ایک راہزنوں نے مجھے آگھیر میں نے یہی پڑھا اور ایک درخت کے تلے بیٹھ گیا راہزنوں نے مجھے نہ دیکھا اور آپس میں کہنے لگے کہ ابھی وہ آدمی یہاں تھا اب کدھر چلا گیا۔ دفع ضرر محبوس کے واسطے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْخَاسِرُ مَرْتَبًا پڑھے۔ حدیث شریف میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔ اَلْغَرَقِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اِيْكَ هَزَارَ بَارِ كَيْسٍ اَوْ حَسْبِي اللّٰهُ نَعُوْذُ الْوَكِيْلُ اِيْكَ هَزَارَ دَفْعًا اِيْكَ هِيَ نَشِئْتُ فِيْ بَيْتِهِ كَمَا پڑھے بہت جلدی اللہ تعالیٰ اس کو رہائی بخشنے گا۔

خاص مطلوبوں اور فائدوں کے واسطے حزب البحر پڑھنے کا طریق اگر کوئی شخص کام میں عاجز آ گیا ہو۔ اور کوئی صورت سر انجام کی نہ ہو۔ تو

اُس کو چاہیے کہ پاک و صاف خالی مقام میں غسل کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ سلام کے بعد پانچ یا سات بار دُعا تے حزب پڑھے۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل ہوگی اگر کوئی بادشاہ یا ظالم کسی کو ضرر پہنچائے یا درندوں وغیرہ کا خطرہ ہو تو سات دفعہ حزب کو پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکے اور تمام بدن پر پاتھ پھیرے اِنشاء اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

محبت کے واسطے۔ بارہ یا سات دفعہ پڑھ کر عرق گلاب پر دم کرے اور پڑھنے کے وقت جب هَبْ لَنَا پر پہنچے تو ستر دفعہ کہے۔ يَجْبُوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ۔ پھر کہے خداوند! فلاں بن فلاں کی محبت اور دوستی فلاں بن فلاں کے دل اور تمام اعضا و استخوان میں ایسی ڈال کہ ایک لحظہ کو اس کے بغیر قرار نہ ہو۔ آمین۔ اور داہنی ہتھیلی زمین پر مارے۔ اسی طریق پر تین روز تک پڑھ کر عرق گلاب کو شیشی میں رکھے جب محبوب کے سامنے جائے تھوڑا سا عرق گلاب اپنے منہ پر مل لیا کرے۔

شفائے مریض کے لئے۔ بارہ روز تک ہر روز بارہ مرتبہ پڑھے۔ جب بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّمَعَ اِسْمُهُ شَيْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ پر پہنچے تو ستر مرتبہ پڑھے۔ وَنُزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ یا شافی فلاں بن فلاں کو شفا بخش۔

بادشاہوں یا امیروں کی تسخیر کے واسطے۔ بارہ روز تک ہر روز بارہ مرتبہ پڑھے جب یا مَنْ يَّبْدِيْهِ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ پر پہنچے۔ ستر بار کہے یا عَزِيْزُ عَزِيْزٍ کر مجھ کو فلاں بن فلاں کی آنکھوں میں۔ اس کے بعد سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ مُتِيْنًا بار پڑھے اور دعوت کے پورا ہو چکنے کے بعد جب اُس کے گھر کو جائے تو ایک مرتبہ اس دُعا کو پڑھ لے۔

رستہ کے امن اور سفر کی سلامتی کے واسطے سفر میں جانے سے اول تین دن روزہ رکھے اور ہر روز معہ شرائط دعوت اس دُعا کو بارہ مرتبہ پڑھے۔ جب بِحَوْلِ اللَّهِ لَا يَقْدِرُ عَلَيْنَا پر پہنچے تو ستر دفعہ کہے۔ يَا حَفِيفُ احْفَظْنِي مِنْ جَمِيعِ الْبَلِيَّاتِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ اور جب روانہ ہوئے یا کسی مقام پر اترے یا اگر کسی جگہ خوف ہو تو ایک بار اس دُعا کو پڑھ لے۔

کشتی اور جہاز کی حفاظت کے واسطے۔ سوار ہونے سے پہلے تین دن تک ہر روز ستر بار پڑھے۔ اور جب سَجِدْنَا هَذَا الْبَحْرَ پر پہنچے تو ستر مرتبہ پڑھے۔ يَا حَفِيفُ احْفَظْنِي مِنْ جَمِيعِ الْبَلِيَّاتِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اور کہے خدا تعالیٰ میں اپنے آپ کو اور اپنے مال و اسباب و رفیقوں کو تیری امانت میں سونپتا ہوں تو خیریت سے کنارہ پر پہنچا۔ اس کے بعد کشتی میں ہر نماز کے بعد ایک ایک بار اس دُعا کو در رکھے اور اگر طوفان آجائے تو جب تک طوفان رفع نہ ہو پڑھتا رہے۔ قرض ادا کرنے کے واسطے۔ تین روز تک ہر روز پندرہ بار پڑھے۔ جب

اَنْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ پر پہنچے تو ستر مرتبہ کہے اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِيْ بِحَدِّكَ عَنْ حَدِّكَ وَاعْظِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِيَتِكَ اور بعض اَرْزُقْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ کے بعد یہی دُعا اسی امر کے واسطے بتلاتے ہیں شرح صدر و زیادتی فہم و ذہن کے واسطے۔ تین روز تک ہر روز پانچ یا سات بار پڑھے۔ اور قدر یا گلاب یا کسی اور شیرینی پر دم کر کے کھلائے۔ اور جب بَلْ هُوَ قَدْرٌ اَنْ يَّجْعِدَنِيْ لَوْ جِئْتُ فَيُحْفَظُ پر پہنچے تو سات مرتبہ کہے۔ رَبِّ اشْدُدْ لِيْ صَدْرِيْ الْخَيْرَ لِيَكُنْ جَابِتِيْ کہ ہر روز صبح کے وقت پڑھا کرے۔ تاکہ دل کشادہ اور فہم زیادہ ہو۔

کمال معرفت اور غلبہ حال کے لیے۔ تین روز تک ہر روز انیس بار پڑھے۔



اور جب بینہما بزرخ لایعین پر پہنچے۔ تو ستر بار کہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ  
إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ کَمَالَ مَعْرِفَتِكَ وَحَقِیْقَةِ  
الْیَقِیْنِ۔ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

سلامتی ایمان کے واسطے۔ تین روز تک ہر روز سات بار پڑھے جب  
حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ پر پہنچے  
تو ستر بار کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا صَادِقًا وَیَقِیْنًا کَامِلًا وَقُلْ رَبِّ  
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیْطٰنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔

# دُعَاۃُ اعْتَصَامِ

سُورَةُ فَاتِحَةٍ مَعَ بِسْمِ اللّٰهِ اِيْكَ بَارِ- اَيِّنْ تَيْنِ بَارِ- اَيَّتِ الْكُرْسِيِّ مَعَ بِسْمِ اللّٰهِ اِيْكَ بَارِ  
اس کے بعد یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَ اِذَا جَاۤءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا قُلْ سَلَامٌ عَلَیْكُمْ

اور جب آیتیں آپ کی خدمت میں وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر۔ تو فرمائیے سلام ہو تم پر

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰۤیٰ نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ ۙ اَنَّهُۥ مِّنْ عَمَلٍ مُّنْكُمْ

لازم کر لیا ہے تمہارے رب نے اپنے آپ پر رحمت فرمانا۔ تو جو کوئی کر بیٹھے تم میں سے

سُوۡءٍ اٰیْجَہَالٍۭ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِہٖۤ وَ اَصْلَحَ ۙ فَاِنَّہٗ

برائی نادانی سے پھر توبہ کرے اس کے بعد اور سوار لے توبے شک

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَ كَذٰلِكَ نَقُصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ لِّسْتَبِيْنِ

اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے ۝ اور اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیتوں

سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّیْ نُهَيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ

کو تا کہ ظاہر ہو جائے راستہ گنہگاروں کا ۝ آپ فرمائیے مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں پوچھوں انہیں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ قُلْ لَا اَتَّبِعُ اَهْوَاۤءَ كُمْ ۙ

جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا۔ آپ فرمائیے میں نہیں پیروی کرتا تمہاری خواہشوں کی

قَدْ ضَلَلْتُ اِذَا وَاٰنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ۙ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ

ایسا کروں تو گمراہ ہو گیا میں اور نہ رہا میں ہدایت پانے والوں سے پھر اتاری اللہ تعالیٰ نے تم پر

مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اٰمَنَةً نَّعَاسًا یَّغْشٰی طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ

عغم و اندوہ کے بعد راحت (یعنی) غنودگی جو چھادر سی جھتی ایک گروہ پر تم میں سے

وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِأَلَلِّهِ

اور ایک جماعت ایسی تھی جسے فکر بڑا ہوا تھا اپنی جانوں کا بدگمانی کر رہے تھے اللہ کے ساتھ

غَيْرَ الْحَقِّ ظَنُّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا

بلا وجہ عہد جاہلیت کی بدگمانی کہتے کیا ہمارا بھی اس

مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ

کام میں کچھ دخل ہے آپ فرمائیے اختیار تو سارا اللہ کا ہے

يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ

پہچھپاتے ہوئے ہیں اپنے دلوں میں جو ظاہر نہیں کرتے آپ پر کہتے ہیں (اپنے دلوں میں) اگر

لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قَتَلْنَا هُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي

ہوتا ہمارا اس کام میں کچھ دخل تو نہ مارے جاتے ہم یہاں۔ آپ فرمائیے اگر تم ہوتے اپنے

بُيُوتِكُمْ لَكَبَّرُ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمْ

گھروں میں تو ضرور بڑھل آتے (وہاں سے) وہ لوگ لکھا جا چکا ہے جن کا قتل ہونا اپنی قتل گاہوں کی طرف

وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحَّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ

تاکہ آزمائے اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے سینوں میں تھا اور صاف کر دے جو تمہارے دلوں میں تھا۔

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ○ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

اور اللہ خوب جاننے والا ہے سینے کے رازوں کو ○ محمد اللہ کے رسول ہیں

وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

اور وہ جو آپ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں بہادری اور طاقتور ہیں آپس میں بڑے رحم دل ہیں

تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا

تو دیکھتا ہے انہیں کبھی رکوع کرتے ہوئے کبھی سجدہ کرتے ہوئے طلبگار ہیں اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے

سَيَمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ

ان (کے ایمان و عبادت) کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہے یہ ان کے اوصاف



فِي التَّوْرَةِ مَثَوًى وَفِي الْإِنْجِيلِ مَثَوًى كَزُرْعٍ أَخْرَجَ شَطَاةً

تورات میں مذکور ہیں نیز انجیل میں بھی (مقوم) ہیں (یہ صحابہؓ) ایک کھیت کی مانند ہیں جس نے

فَازَرَكَا فَاسْتَعْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوْقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

بکالا اپنا پٹھا پھر تقویت دی اُس کو پھر وہ مضبوط ہو گیا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا اپنے تئیں پر (اس کا جو بن)

لِيُعْظِيَ بِهِمُ الْكَفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

نوش کر رہا ہے بونے والوں کو تاکہ آتشِ عظیم میں جلتے رہیں انہیں دیکھ کر کفار اللہ نے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان

الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ أَلِفٌ بَا تَا

لے آئے اور نیک اعمال کرتے رہے ان سے مغفرت کا اور اجرِ عظیم کا

ثَا جِيمُ حَا خَا ذَا لُ رَا زَا سِيْنُ شِيْنُ صَا ذُ ضَا ذُ

طَا ظَا عِيْنُ غِيْنُ فَا قَا فُ كَا فُ لَامُ مِيْمُ نُوْنُ وَاوُ هَا يَا ۝

يَا رَبِّ سَهْلٌ وَيَسِّرُ وَلَا تَعْسِدْ عَلَيْنَا يَا رَبِّ ۝

اے رب سہل کر اور آسان کر اور نہ سختی کر ہم پر اے رب ۔

# دُعَاۃُ حِزْبِ الْبَحْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يَا اللّٰهُ يَا عَلٰی يَا عَظِيْمُ يَا حَلِيْمُ اَنْتَ رَبِّيْ وَ

اے اللہ اے بلند مرتبہ اے بزرگ قدر اے بڑوار اے داناتے اسرار تو پروردگار ہے میرا اور

عِلْمُكَ حَسْبِيْ فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّيْ وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِيْ

علم تیرا میرے حال کو کافی ہے پس کیا خوب ہے پروردگار میرا اور کیا خوب کفایت کرنے والا ہے

تَنْصُرُ مَنْ تَشَاءُ وَاَنْتَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ نَسْئَلُكَ

تجھ دیتا ہے جس کو تو چاہتا ہے اور تو ہے غالب، مہربان ہم مانگتے ہیں تجھ سے

الْعِصْمَةَ فِي الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَالْكَلِمَاتِ وَالْاِرَادَاتِ

(نفس پر) نگاہ رکھنا حرکات اور سکناات میں اور جو ہم میں سے پیدا ہوتے ہیں اور سب

وَالْخَطَرَاتِ مِنَ الظُّنُونِ وَالشُّكُوْكِ وَالْاَوْهَامِ السَّاتِرَةِ

باتوں میں جو دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ظنوں اور شکوں اور وہموں سے جو دلوں کو چھپانے والے ہیں

لِلْقُلُوْبِ عَنِ مُطَالَعَةِ الْغُيُوْبِ ۝ فَقَدْ اُبْتَلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ

بوشیدہ چیزوں کے معاہدہ سے اس لئے کہ تحقیق آزمائے گئے ہیں ایمان والے

وَزُلْزِلُوْا زَلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ اِسْ جگہ دائیں ہاتھ کی انگشت شہاد

اور ہلا دیتے گئے ہیں سخت ہلانا

سے آسمان کی طرف تین بار اشارہ کرے اور پھر یہ پڑھے۔ وَاِذْ

اور اُس

يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا

وہ کہنے لگتے تھے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا کہ نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے

اللَّهُ وَرَسُولُهُ الْأَعْرُورًا ۝ اس جگہ اپنے مقصد کو خیال کر کے

اللہ اور اس کے رسولؐ نے مکر صرف دھوکہ دینے کے لئے

بڑھے۔ فَتَبَتْنَا وَانْصَرْنَا وَسَخَّرْنَا هَذَا الْبَحْرَ كَمَا

پس ثابت قدم رکھ ہمیں اور ہمیں غالب فرما اور ہمارے فرمانبردار کر دے اس سمندر کو جیسے

سَخَّرْتَ الْبَحْرَ لِمُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ النَّارَ

فرمانبردار کیا تو نے سمندر کو موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور تابعدار کیا آگ کو

لِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِيدَ لِدَاوُدَ

ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور تابعدار کیا تو نے پہاڑوں اور لوہے کو داؤد

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الرِّيحَ وَالشَّيَاطِينَ وَالْجِنَّ لِسُلَيْمَانَ

علیہ السلام کے لئے اور تابعدار کیا تو نے ہوا اور شیطانوں اور جنات کو سلیمان

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْنَا كُلَّ بَحْرٍ هَؤُلَكَ فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ

علیہ السلام کے لئے اور تابعدار کر ہمارے لئے ہر دریا کو کہ وہ ہے زمین میں، آسمان میں

وَالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ وَبِحْرَالْ دُنْيَا وَبِحْرَالْ آخِرَةِ وَسَخَّرْنَا

اور عالم ملک اور عالم ملکوت میں اور فرمانبردار کر دیا تھے دنیا اور دہریاتے آخرت کو اور ہمارے لئے

كُلَّ شَيْءٍ يَأْمَنُ بِدِيَارِ مَلَكُوتِ كُلِّ شَيْءٍ كَهَيْعَتِهِ

کُل شے کو کہ اس کے ہاتھ ہر چیز کی حکومت ہے

اس کو تین بار پڑھے اور ہر بار ہر حرف کے ساتھ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باندھے اور

کھولے اور کشائش مطلب کا خیال رکھے طریق انگلیوں کے بند کرنے اور کھولنے کا یہ ہے

کہ ہاتھ پر سب سے چھوٹی انگلی اور ہاتھ پر اس کے پاس کی اور تہی پر بیچ کی اور س پر شہادت

کی اور س پر انگلی کو بند کرے۔ اسی طرح دوسری بار کھلی ہاتھ پر ایک کو کھولے

اور تیسری بار پہلی طرح بند کرے اور اُنصُرْنَا پر بیچ کی انگلی دَاوُدَ لَنَا پر دوسری دَاوُدَ لَنَا

پر تیسری دَاوُدَ لَنَا پر چوتھی اور دَاوُدَ لَنَا پر پانچویں جیسے کہ اوپر مذکور ہوا دونوں ہاتھوں

سے انگلیاں کھولتا جائے۔



أَنْصُرْنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ط وَافْتَحْ لَنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ

مدد فرما ہماری کیونکہ تو سب سے بہتر مدد فرمانے والا ہے اور کھول دے ہمارے بند کاموں کو کیونکہ تو

الْفَاتِحِينَ ط وَاعْفِرْ لَنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ط وَارْحَمْنَا فَإِنَّكَ

سب سے بہتر کھولنے والا ہے اور بخش دے ہمیں کیونکہ تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور رحم فرما ہم پر کیونکہ

خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ط وَارْزُقْنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ الرَّاغِبِينَ ط وَاحْفَظْنَا

تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے اور رزق عطا فرما ہم کو کیونکہ تو بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے اور حفاظت

فَإِنَّكَ خَيْرُ الْخَافِطِينَ ۝ وَاهْدِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَ

فرما ہماری کیونکہ تو سب سے بہتر محافظ ہے اور سیدھی راہ دکھا ہمیں اور نجات دے ہمیں قوم ظالمین سے

هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رِيحًا طَيِّبَةً كَمَا هِيَ فِي عِلْمِكَ وَانْتَرُهَا

اور عطا فرما ہمیں اپنی جناب سے پاکیزہ ہوا (ہوائے خوش) جیسے کہ وہ میری دانست میں ہے اور اس

عَلَيْنَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ - وَاحْمِلْنَا بِهَا حِمْلَ الْكَرَامَةِ

ہو اکو ہم پر پھیلادے اپنی رحمت کے خزانوں سے - اور اٹھا تو ہم کو اس کے ساتھ اٹھانا بزرگی کا

مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِي الدِّينِ وَالْدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ط إِنَّكَ

سلامتی اور عافیت کے ساتھ دین دنیا اور آخرت میں بے شک تو

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ اللَّهُمَّ كَسِّرْ لَنَا أُمُورَنَا - اس جگہ اپنا مقصود

ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ آسان کر دے ہمارے لئے ہمارے کاموں کو

دِل میں خیال کرے اور اللہ تعالیٰ سے چاہے - مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوبِنَا

راحت کے ساتھ ہمارے دلوں

وَأَبَدْ إِنَّا وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِي دِينِنَا وَدُنْيَانَا وَكُنْ لَنَا

اور بدلوں کے لئے اور سلامتی اور عافیت کے ساتھ ہمارے دین اور دنیا میں اور ہو تو ہمارے واسطے

صَاحِبًا فِي سَفَرِنَا (بعض نسخوں میں یہ بھی ہے - وَمُعِينًا وَحَافِظًا

ہم میں ہمارے مسافر میں اور مددگار اور محافظ

فِي حَضْرَتِنَا وَخَلِيفَتِنَا أَهْلِنَا وَأَطْمَئِنَّ اسْ جَلَّ دَابْنِے ہاتھ

ہمارے حضریں اور جانشین ہمارے اہل و عیال میں اور مٹا دے

کی مٹھی بند کر کے نیچے زمین کی طرف لا کر کھول دے عَلٰی وُجُوہِ اَعْدَائِنَا

ہمارے دشمنوں کے منہ

وَأَمْسَحْهُمْ عَلٰی مَكَانَتِهِمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ الْمَضِيَّ وَلَا الْمَجِيَّ

اور ان کو بدل ڈال ان کی جگہ پر پھر وہ نہ طاقت رکھیں گے گزرنے کی اور ہماری طرف آنے کی

إِنَّا وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلٰی أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ

اور اگر ہم چاہتے تو ہم ان کی آنکھوں کا نشان تک محو کر دیتے پھر وہ راستہ کی طرف دوڑ کر آتے

فَإِنِّي يُبْصِرُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلٰی مَكَانَتِهِمْ فَمَا

بھی تو ان کو راستہ کیسے نظر آتا اور اگر ہم چاہتے تو ہم انہیں مسخ کر کے دکھ دیتے ان کی جگہوں پر

اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ۝ لَيْسَ ۝ وَالْقُرْآنُ الْحَكِيمُ ۝

پھر وہ نہ آگے جاسکتے اور نہ پیچھے پلٹ سکتے قسم ہے قرآن حکیم کی

إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ تَنْزِيلَ

بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں یقیناً آپ راہ راست پر ہیں نازل فرمایا ہے

الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ لَتَنْزِيلُ رَقْوٍ مَّا أَنْزَلَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ

(قرآن حکیم کو) عزیز (اور) رحیم نے تاکہ آپ ڈر اسکیں اس قوم کو جن کے باپ دادا کو (طویل عرصہ سے)

غَفِلُونَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

نہیں ڈرا یا گیا اس لئے وہ غافل ہیں بے شک یہ بات لازم ہو چکی ہے ان میں سے اکثر پر کہ وہ ایمان نہیں

إِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلًا فَمَا إِلَى الْآذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُونَ

لائیں گے ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کی گردنوں میں طوق پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں پس

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا ۝ وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا ۝

ان کے سر اوپر کو اٹھتے ہوئے ہیں اور ہم نے بنادی ہے ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار

فَاغْشَيْنَهُمْ فَهُمْ لَا يَبْصُرُونَ ۝ شَهِتِ الْوُجُوهُ ۝ تِنِّ بَارِ

اور ان کی آنکھوں پر ڈال دیا ہے ہم نے پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے ہر شکل اور رُسا ہوتے منہ

کے اور ہر بار پشتِ دستِ راست سے زمین پر مارے۔ وَعَنْتِ

اور جھک جائیں گے

الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝

سب (لوگوں کے) چہرے حئی و قیوم کے سامنے اور نامراد ہو جس نے (سرم) پر ظلم (کا بوجھ)

طَسَّ، طَسَّمَ، حَمَعَسَقَ۔ ہر ایک لفظ علیحدہ علیحدہ تین تین

بار پڑھے۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيْنِ ۝ يَنْهَمَا بَرُّزَخٌ ۝ لَا

جاری فرمایا دو دریاؤں کو جو باہم ملتے ہیں ان دونوں کے درمیان حجاب ہے کہ کہتا ہے

يُبْغِيْنِ ۝ الْخَوْدَايْنِ طَرَفِ الْخَوْدَايْنِ طَرَفِ الْخَوْدَايْنِ ۝ خَوْدَايْنِ ۝

پر تعذبی نہ کریں

کے خَوْدَايْنِ ۝ خَوْدَايْنِ ۝ خَوْدَايْنِ ۝ خَوْدَايْنِ ۝ خَوْدَايْنِ ۝

دونوں ہاتھوں پر دم کر کے یہ دعا پڑھے۔ رَفَعْتُ بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى

اٹھا دی میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ

كُلِّ بَلَاءٍ وَقَضَاءٍ يَّجِيْءُ مِنْ هَذِهِ الْجِهَاتِ السَّمِيتِ تَأْمِنُ

ہر بلا اور قضاء کو جو آئے ان چھ طرفوں سے امن میں رہے گا

بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ جَمِيعِ الْأَفَاتِ وَالْعَاهَاتِ ۝

اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ تمام آفتوں اور سختیوں سے

تک تمام بدن پر جہاں تک ہاتھ پہنچیں، ہاتھ پھیرے اور پڑھے



حُمًّا الْأَمْرُ وَجَاءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يَنْصُرُونَ ۝ حَمْرٌ

گرم ہوا کام اور مدد آگئی سو ہم پر وہ مدد نہ پائیں گے۔ ح - میم

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ

اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے گناہ بخشنے والا

وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

اور توبہ قبول کرنے والا سخت سزا دینے والا فضل و کرم فرمانے والا نہیں کوئی تیسواں اس کے سوا

إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ بِسْمِ اللَّهِ بَابُنَا تَبَارَكَ حِطَّائُنَا لَيْسَ

اسی کی طرف (سب نے) لوٹنا ہے بسم اللہ ہمارا دروازہ ہے تبارک ہماری دیواریں ہیں لیس

سَقُّفُنَا ۝ كَهَيْعَصٍ - دُونِ هَاتِهِوَلِ كِي اُنْگِلِيَاں چھوٹی اُنْگلی

ہماری چھت ہے

سے شروع کر کے ہر حرف پر بند کرتا جائے اور پھر ساتھ ہی پڑھے کَفَّائُنَا ۝

ہمارے لئے کفایت ہے

حَمَّعَصَقٍ ہر حرف پر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اُسی طرح کھولتا جائے

حامیم عین سین قاف

اور ساتھ ہی پڑھے - حَمَّائُنَا فَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۝ وَهُوَ السَّمِيعُ

ہمارے لئے حمایت ہے کافی ہو جائے گا آپ کو ان کے مقابلے میں اللہ اور وہ سب کچھ

الْعَلِيمُ ۝ اس کے بعد سات بار پڑھے - سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُورٌ عَلَيْنَا

سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے عرش کا پردہ لٹکا یا گیا ہم پر

وَعَيْنُ اللَّهِ نَاطِرَةٌ إِلَيْنَا بِحَوْلِ اللَّهِ لَا يَقْدِرُ عَلَيْنَا وَاللَّهُ

اور اللہ کی آنکھ ہماری طرف دیکھنے والی ہے اللہ تعالیٰ کی توانائی کے ساتھ نہیں قدرت پاسکتا ہم پر مخالف

مِنْ وَرَائِهِمْ مَحْيطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۝

اور اللہ ان کے گرد گھیرنے والا ہے بلکہ وہ قرآن بزرگ لوح میں محفوظ رکھا گیا ہے

بعد اس کے تین بار پڑھے۔ **فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ**

اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ زیادہ مہربان ہے تمام مخلوق

الْاَرْحَمِينَ ۝ پھر تین بار پڑھے۔ **اِنَّ وَلِيَ اللّٰهِ الَّذِي نَزَلَ**

کرنے والوں سے یقیناً میرا حمایتی اللہ ہے جس نے اتاری

الْكِتَابِ ۝ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ۝ پھر سات بار پڑھے **حَسْبِيَ اللّٰهُ**

یہ کتاب اور وہ حمایت کیا کرتا ہے نیک بندوں کی کافی ہے مجھے اللہ

**لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝**

نہیں کوئی معبود بجز اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے

پھر تین بار پڑھے۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ فِي**

اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں کہ نہیں ضرر پہنچا سکتی اس کے نام کے ساتھ کوئی

**الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝** پھر تین بار پڑھے۔

پھر زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سنے والا جاننے والا ہے

**وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝ سُبْحَانَ رَبِّكَ**

اور نہ پھر ناکاہ سے اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ علی و عظیم کی مدد کے ساتھ ہے پاک ہے آپ کا رب

**رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ وَ سَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِينَ ۝ وَالْحَمْدُ**

جو عزت کا مالک ہے ان (نامز اہلوں سے) جو وہ کیا کرتے ہیں اور سلامتی ہو سب رسولوں پر اور سب تعریفیں

**لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝** پھر تین بار یہ درود شریف آخر تک پڑھے۔ **وَصَلَّى**

اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے اور درود بھیجے

**اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ**

اللہ تعالیٰ اپنی بہترین مخلوق ہمارے آقا محمد پر اور ان کی آل اور تمام

**اَجْمَعِينَ ۝ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝**

اصحاب پر اپنی رحمت کے ساتھ آے زیادہ مہربان تمام مہربانی کرنے والوں سے۔



# دُعائے اختتام

يَا اللَّهُ يَا نُورُ يَا حَقُّ يَا مُبِينُ اَكْسِنِي مِنْ نُورِكَ وَ

اے اللہ جامع جمیع صفات کے، اے روشن کرنے والے ممکنات کے، اے ثابت اپنی ذات میں، اے ظاہر کرنے والے چھپاؤ

عِلْمِنِي مِنْ عِلْمِكَ وَفَهِّمْنِي عَنْكَ وَاسْمِعْنِي مِنْكَ

مجھے اپنے نور سے اور سکھاؤ مجھے اپنے علم سے اور مجھے سمجھ عطا فرماؤ اپنی طرف سے اور سناؤ مجھ کو اپنی طرف سے

وَابْصُرْنِي بِكَ اِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَا سَمِيعُ يَا

اور دکھاؤ مجھے حقائق ایشیا اپنے کی۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے اے سننے والے اے

عَلِيمُ يَا حَلِيمُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ اِسْمِعْ دُعَائِي بِمُخَصَّائِصِ

وانا اے بڑو بار اے بلند مرتبہ اے بزرگ میری دعا کو سن اپنی خاص مہربانی

لُطْفِكَ اَمِيْنٌ اَمِيْنٌ اَمِيْنٌ ط پھر تین بار پڑھے۔ اَعُوْذُ

سے قبول فرما اس دعا کو میں اللہ تعالیٰ کے

بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ط پھر آگے پڑھے

کلماتِ تامہ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو پیدا کی

يَا عَظِيمُ السُّلْطَانِ يَا قَدِيمُ الْاِحْسَانِ يَا ذَا اَنْعَمِ النِّعَمِ يَا بَاسِطِ

اے بڑے مجھے والے اے قدیم سے احسان کرنے والے اے ہمیشہ نعمتیں عطا فرماتے والے اے رزق

الرِّزْقِ يَا وَاسِعَ الْعَطَا يَا ذَا اِفْعَالِ الْبَلَاءِ يَا حَاضِرَ الْاَيَّامِ

فراخ کرنے والے اے بخششیں کشادہ کرنے والے اے بلاؤں کو دور کرنے والے اے وہ ذات کہ حاضر ہے کسی وقت

بِغَايِبِ يَوْمٍ جُودٍ اَعِنْدَ الشَّدَائِدِ يَا مُجِئِ السَّرِّ يَا خَفِيَّ

غائب نہیں اے وہ ذات کہ موجود ہے سختیوں کے وقت اے بھیدوں کے اقف اے پوشیدہ

اللُّطْفِ يَا لَطِيفَ الصَّنْعِ يَا حَلِيمًا لَا يَعْجَلُ يَا جَوَادًا لَا يَبْخُلُ

مہربانی کرنے والے اے پاکیزہ کار اے بڑو بار نہیں جلدی کرتا گناہوں کی گرفت میں اے بخشش کرنے والے



أَقْضِ حَاجَتِي بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝ اللَّهُمَّ

کہ نہیں نکل کرتا میری حاجت پوری کر اپنی مہربانی سے اے زیادہ مہربان تمام مہربانی کرنے والوں سے اے اللہ!

إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْمُخْزُونِ الْمَكْنُونِ السَّلَامِ الْمُنْزَلِ

تحقیق کہ میں تجھ سے مانگتا ہوں تیرے نام کے ساتھ مخزونوں ہے پوشیدہ ہے سلام ہے انار کیا ہے

الْقُدُّوسِ الْمُطَهَّرِ الطَّاهِرِ يَا دَهْرُ يَا دِيهَارُ يَا دِيهَوْرُ يَا

پاک ہے مطہر ہے طاہر ہے اے دہر اے دیہار اے دیہور اے ذات

أَزَلُ يَا أَبَدُ يَا مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا

کہ ہمیشہ سے ہے سب سے پہلے اے وہ ذات ہمیشہ ہے کی سب کے بعد اے وہ ذات کہ جنہیں اس نے کسی کو اور نہ جنا

أَحَدٌ ۝ يَا مَنْ لَمْ يَزَلْ يَاهُوُ يَاهُوُ يَا هُوَ يَا مَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا

کیا ہے اور نہیں کوئی اس کا ہم جنس اے وہ ذات کہ اس کو ہمیشہ ہے اے وہ ذات کہ تمام مخلوق کُل اسی کی طرف

هُوَ يَا كَانَ يَا كَيِّنَانُ يَا رَوْحُ يَا كَائِنٌ قَبْلَ كُلِّ كَوْنٍ يَا كَائِنٌ

متوجہ ہیں اے وہ ذات کہ نہیں معبود سوا اس کے اے ثابت اپنی ذات میں اے موجود اپنی ذات میں اے وہ ذات

بَعْدَ كُلِّ كَوْنٍ إِهْيَا إِسْرَاهِيَا اذْوَئِي أَصْبَاءُ وَثُ يَا مُجَلِّي

کہ عالم کے لئے مثل روح کے واسطے قالب کے اے وہ ذات کہ موجود تھی پہلے ہر موجود سے اے وہ ذات کہ موجود ہے گی

عَظَائِمِ الْأُمُورِ سُبْحَانَكَ عَلَى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ سُبْحَانَكَ

بعد ہر موجود کے اے حق اے قیوم مجھ کو دور رکھ ہر بلا سے اے روشن کرنے والے بزرگ چیزوں کے پکی ہے تجھ کو

عَلَى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ

یتری بڑبڑا ہی ہو باوجود تیرے جلانے کے پکی ہے تجھ کو اوپر درگزر تیری کے باوجود تیری قدرت کے اگر منہ مولا ہیں

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝

تو آپ فرمادیں کافی ہے مجھے اللہ نہیں کوئی معبود بجز اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۝ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى

مانگتا ہے نہیں ہے اس کے مانند کوئی چیز۔ اور وہ سننے والا دانہ ہے اے اللہ درود بھیج

مُحَمَّدٌ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ

حضرت محمدؐ اور آل محمدؐ پر جس طرح درود بھیجا تو نے حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر

إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ ۝ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ

بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ بركت کر حضرت محمدؐ اور آل محمدؐ پر

كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ

جس طرح تو نے بركت کی حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر بے شک تو

حَمِيدٌ مُّجِيدٌ ۝

تعریف کیا گیا بزرگ ہے

جب کوئی مشکل پیش آجائے۔ یا حاکم یا سلطان کے آگے جانا ہو تو سات بار دُعا ہے  
حزب البحر پڑھ کر ایک بار اس دُعا کو پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے حاجت چاہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا بَدُّوْحُ بِالسَّبْعِ الْهَوَاوِيَّةِ بِالسَّبْعِ الْأَرْضِيَّةِ شَمُوْخُ  
أَشْمَخْتُ طَائِشُ طَائِشُ يَا بَدُّوْحُ يَا بَاسِطُ يَا دَوْدُ أُبْسِطِ النِّعْمَةَ وَذَيِّلِ  
النِّكْمَةَ يَا حَنَّانُ يَا أَلَلَّهُ يَا أَلَلَّهُ يَا أَلَلَّهُ اسْتَجِبْ دُعَائِي۔

ترجمہ۔ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں اے بدروح سات ہوائی کے ساتھ سات زمینی والے  
شموخ اشخمت طائش طائش کے۔ اے خدا۔ اے کھولنے والے۔ اے مہربانی کرنے  
والے نعمت کو پھیلا دے اور دُور کر دے تکلیف کو اے مہربان، احسان کرنے والے  
اے اللہ، اے اللہ، اے اللہ! میری دُعا قبول کر۔



# سُورَةُ يُسِّ پڑھنے کی ترکیب

اول تین بار یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ  
 یَا مُحَمَّدُ یُسِّ بِحَقِّ یُسِّ بِحَقِّ یُسِّ۔ پھر سورت شروع کرے۔ جب پہلی مُبِیِّن پر  
 پہنچے۔ اِسْمِ یَا مُبِیِّنُ سات بار اور ایک بار یہ دعا پڑھے۔ یَا رَبَّالْاُیُّسَیِّدِ الْاُیُّسَا  
 مَوْلَاہُ یَا عَمَلَاہُ یَا غَوَاثَاہُ یَا صَمَدَاہُ یَا اللّٰهُ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ یُسِّ وَ اِلِیُّسِ  
 وَ بِحَقِّ اِسْمَاکَ الْمُبِیِّنِ سَخَّرَ لِيْ رِزْقَكَ وَ خَلَقَکَ وَ زِیَادَۃً قَبْرِ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا  
 مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَ سَلَوٰہِ۔ پھر آگے سُورَةُ شروع کرے۔ اور ہر مُبِیِّن پر اسی طرح  
 اِسْمِ یَا مُبِیِّنُ سات بار اور ایک بار دعا پڑھتا جائے۔ سُورَةُ ختم کر کے ایک  
 بار سُورَةُ مُزَّمِّل پڑھے۔ اس کے پڑھنے کا وقت صبح یا شام ہے۔ اس کے پڑھنے سے  
 بے شمار ظاہری و باطنی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

## طریق ختم خواجگانِ ضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مندرجہ ذیل ختم شریف آستانہ عالیہ عید گاہ شریف راولپنڈی میں روزانہ بعد نماز  
 مغرب پڑھا جاتا ہے۔

سُورَةُ فاتحہ مع بِسْمِ اللّٰہ سات بار۔ دُرود شریف ایک سو بار۔ سُورَةُ الم نشرح  
 مع بِسْمِ اللّٰہ ۷ بار۔ سُورَةُ اخلاص مع بِسْمِ اللّٰہ ایک ہزار بار۔ سُورَةُ فاتحہ مع بِسْمِ اللّٰہ  
 سات بار۔ دُرود شریف ایک سو بار۔ آیت کریمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ  
 مِنَ الظَّالِمِیْنَ پانچ سو بار۔ دُرود شریف ایک سو بار۔ کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ ایک  
 سو بار۔ اور کلمات ذیل ہر ایک کلمہ ستوا سو بار۔

یَا اللّٰہ۔ یَا عَزِیْزُ۔ یَا دَوْدُ۔ یَا کرِیْمُ۔ یَا وَهَّابُ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ حَسْبُنَا اللّٰہُ



وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمُؤْتَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ - يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ - يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ -  
 يَا حَلَّ الْمُشْكَلَاتِ - يَا كَافِيَ الْمُهْمَاتِ - يَا شَافِيَ الْأَمْرَاضِ - يَا مُنْزِلَ الْبَرَكَاتِ -  
 يَا مُسَبِّبَ الْأَسْبَابِ - يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ - يَا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ - يَا أَمَانَ الْخَائِفِينَ -  
 يَا خَيْرَ النَّاصِرِينَ - يَا دَلِيلَ الْمُتَحِدِّينَ - يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ - يَا مُفَرِّحَ  
 الْمَحْزُونِينَ - رَبِّ إِنِّي مَعْلُوبٌ فَاَنْتَصِرْ - يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا أَرْحَمَ  
 الرَّاحِمِينَ - وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ  
 أَجْمَعِينَ - آمِينَ -

## ختم حسری

یہ وہ ختم ہے جس کے پڑھنے کے لئے حضرت قبلہ مؤلف مدظلہ العالی بتقریب سعید  
 زیارت روضہ منورہ زادھا اللہ شرفاً باشارہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم مامور ہوئے۔ اور یہ ختم روزانہ بعد از نماز تنجید و بار عالیہ عید گاہ شریف راولپنڈی  
 میں پڑھا جاتا ہے۔

اَوَّلُ دُرود شریف سنو بار۔ پھر سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ،  
 اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ فَاعْفُ عَنِّي۔ پانچ سنو بار۔ پھر دُرود شریف ایک سنو بار  
 پھر حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمُؤْتَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ پانچ سنو بار۔ پھر دُرود شریف  
 سنو بار۔ اور يَا خَفِيَ اللَّطْفِ اَدْرِكْنِي بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ پانچ سنو بار۔ پھر دُرود شریف  
 ایک سنو بار۔ پھر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللَّهِ پانچ سنو بار۔ پھر دُرود شریف ایک سنو بار۔  
 پھر يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اَرْحَمْنَا پانچ سنو بار۔ پھر دُرود  
 شریف ایک سنو مرتبہ۔

ختم حضرت خواجه بہا الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

اول درود شریف ستوبار۔ پھر یا خفی اللطیف اذ یرکبنی بلطفک الخفی پانچ ستوبار۔ پھر درود شریف ستوبار۔

ختم حضرت محمدؐ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

اول درود شریف ستوبار۔ پھر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر والحد والقدوة الا باللہ العلی العظیم پانچ ستوبار۔ پھر درود شریف ایک سو بار۔

ختم حضرت خواجه محمدؐ معصوم رحمۃ اللہ علیہ

اول درود شریف ستوبار۔ پھر لا الہ الا انت سبحانک اے کنت من الظالمین۔ پانچ ستوبار۔ پھر درود شریف ستوبار۔

## بارہ کلموں کے فائدے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بارہ کلمے تورات، انجیل، زبور اور فرقان سے چُنے ہیں۔ جو ایماندار ان کو ایک ورق پر لکھے اور ہر روز اس کو دیکھے۔ اور ان پر عمل کرے۔ خدا تعالیٰ کے مقبولوں میں سے ہو جائے گا۔

پہلا کلمہ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم! روزی کا غم نہ کھا جب تک میرا خزانہ بھرا ہوا ہے۔ اور میرا خزانہ کبھی خالی نہ ہوگا۔

دوسرا کلمہ۔ اے فرزند آدم! بادشاہ ظالم اور امیر کبیر سے مت ڈر جب تک میری سلطنت ہے اور میری سلطنت ہمیشہ کے لئے ہے۔

تیسرا کلمہ۔ اے فرزند آدم! کسی سے محبت مت کر اور کسی سے کچھ مت مانگ جب تک تو مجھے پائے۔ اور مجھے جب چاہے گا پائے گا۔

چوتھا کلمہ۔ اے ابن آدم! میں نے سب چیزیں تیرے لئے بنائی ہیں۔ اور تجھ کو اپنے لئے پس تو اپنے آپ کو دوسروں کے دروازے پر ذلیل مت کر۔

پانچواں کلمہ۔ اے فرزند آدم! میں جس طرح تجھ سے کل کا عمل نہیں چاہتا۔ اسی طرح تو بھی مجھ سے کل کی روزی مت مانگ۔

چھٹا کلمہ۔ اے فرزند آدم! جس طرح میں سات آسمان، عرش، کرسی اور سات زمینوں کے پیدا کرنے سے عاجز نہیں ہوا۔ اسی طرح تیرے پیدا کرنے اور

روزی دینے سے عاجز نہیں ہوں گا۔ بے شک روزی پہنچاؤں گا۔

ساتواں کلمہ۔ اے آدم کے بیٹے! جس طرح میں تیری روزی نہیں چھینتا۔



اُسی طرح تو بھی میری عبادت مت چھوڑ۔ اور میرے حکم کے خلاف مت کر۔  
 آٹھواں کلمہ۔ اے ابنِ آدم! جس قدر میں نے تیری قسمت میں لکھ دیا ہے  
 اُس پر راضی رہ۔ اور نفس و شیطان کی خواہشوں سے دل کو مت بہلا۔  
 نواں کلمہ۔ اے فرزندِ آدم! میں تیرا دوست ہوں تو بھی میرا دوست بنارہ۔  
 اور میری محبت و عشق کے غم سے کبھی خالی نہ ہو۔  
 دسواں کلمہ۔ اے ابنِ آدم! میرے غصّے سے بڑا مت ہو۔ جب تک تو پُلُط  
 سے گذر کر بہشت میں داخل نہ ہو جائے۔

گیارہواں کلمہ۔ اے فرزندِ آدم! تو مجھ پر اپنے نفس کی مصلحت کے باعث غصّہ ہوتا  
 ہے۔ اور اپنے نفس پر میری رضامندی کے لئے غصّہ نہیں ہوتا۔  
 بارہواں کلمہ۔ اے فرزندِ آدم! اگر تو میری تقسیم پر راضی ہو جائے تو اپنے آپ  
 کو میرے عذاب سے چھڑا لے گا۔ اور اگر تو اُس پر راضی نہ ہو۔ تو نفس کو تجھ پر  
 مقرر کردوں گا۔ تاکہ جانوروں کی طرح تجھ کو جنگلوں میں دوڑائے پھرتے قسم  
 ہے مجھے اپنی عزت کی کہ کچھ حاصل نہ ہو۔ مگر اُسی قدر جو میں نے مقدر کیا ہے۔

## وصیت نامہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ وہ وصیتیں ہیں جو خواجہ علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزند ارجمند خواجہ اولیاء کبیر  
 رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تحریر فرمائی تھیں :-

اے فرزند ارجمند! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ علم و ادب اور تقویٰ اور  
 سنت و جماعت کے اتباع کو لازم پکڑنا، نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا، علم فقہ  
 و حدیث و تفسیر سیکھنا، جاہل صوفیوں سے بچنا، اپنے احوال کو مشہر نہ کرنا، شہر کا

قاضی اور حاکم نہ بننا۔ قبائلوں اور قسکوں پر اپنا نام نہ لکھنا۔ بادشاہوں اور امیروں کے ساتھ صحبت نہ رکھنا۔ خانقاہ نہ بنانا۔ اپنے آپ کو شیخ نہ کہلاتا۔ سماع نہ سُنانا اور اس سے انکار بھی نہ کرنا۔ کم بولنا۔ کم کھانا اور کم سونا۔ عام مخلوقات سے الگ رہنا۔ اُمروں یعنی بے ریشیوں اور عورتوں کی صحبت میں نہ بیٹھنا۔ دُنیا کی طلب میں مصروف نہ ہونا۔ بہت رونا اور کم ہنسنا۔ خندہ اور قہقہہ سے بالکل احتراز کرنا۔ کسی مخلوق کو اپنے سے کمتر نہ جاننا۔ اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ سمجھنا۔ اپنے آپ کو آراستہ نہ کرنا۔ جہاں تک ہو سکے مشائخ کی خدمت میں مال و جان سے دریغ نہ رکھنا۔ مشائخ کو جان سے عزیز جاننا۔ اور ان کے افعال پر انکار نہ کرنا۔ چاہیے کہ تیرا بدن لاغر اور تیری آنکھ گریاں اور تیرا دل غمناک اور تیرا عمل خالص اور تیری دعا تضرع اور زاری ہو۔ تیرے کپڑے پھٹے پیرائے اور درویش تیرے دوست ہوں۔ عبادت تیرا سرمایہ، مسجد تیرا گھر، تیرا دل اکہ، تیری زبان شاکر، ذکر تیرا مونس اور فکر تیرا بار ہو اور حتی المقدور تو طریقہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہم پر ثابت قدم رہے۔

# شجر خاندانِ حضرت امیرِ مومنین حضرت علیؑ

مَنْ مَوْلَانِي فَقَدْ مَوْلَانِي وَ مَوْلَانِي فَقَدْ مَوْلَانِي

یا الہی در پہ آیا ہوں دعا کے واسطے  
بجائے دے مجھ کو محمد مصطفیٰ کے واسطے

جہل و غفلت اور ضلالت سے ہٹا کر اے کریم  
رحم کرنا اے خدا کل انبیاء کے واسطے

ان بزرگوں کا وسیلہ لایا ہوں میں اے خدا  
فصل کر صدیق اکبرؑ کے واسطے

گرچہ میں عاصی ہوں پر اے خالق کون میں  
فارسی سلمان قاسم اولیاء کے واسطے

نیش نفس سرکش و بدکش سے رکھنا شہا  
جعفر صادقؑ امام دوسرا کے واسطے

ذکر و فکر کی بجائے مجھ کو عطا میرے خدا  
بایزیدؑ و ابوالحسن صاحب تقی کے واسطے

کار و بار دہریں کب تک ہوں تجھ سے جدا  
بوعلیؑ اور یوسف صاحب صفا کے واسطے

گزرے میری زندگی با ذکر و فکر اے خدا  
عبد خالق اور عارف اصفیاء کے واسطے

میں نہ زائد ہوں عابد بندہ ہوں سرکار کا  
ہوں غلام مصطفیٰ طالبِ نبی میں دیدار کا



خواجہ محمود و عزیزاں بادشاہ کے واسطے

راہزن ہیں میرے جو رکھیں مجھے اُن سے نگاہِ حرمتِ بابا ساسیؒ اور امیر بادشاہ

اور بہاؤ الدینؒ شہیدِ کبریا کے واسطے

یہ دلِ مُردہ ہو زندہ از طفیلِ اولیاؒ جو ہوئے تیغِ محبت سے شہید اُسے کبریا

شاہ علاؤ الدینؒ و چرخِ رہنما کے واسطے

یا الہی نہ رہے خواہشِ دُعا کی مجھے ہو منور اور معطر دل مرا اس نور سے

خواجہ احمدؒ و زاہد مقتدار کے واسطے

مست اور بخود بنا دے اور دیوانہ مجھے شمعِ رُوتے پاک کا آب کر لے تو پرانہ مجھے

خواجہ درویشؒ و امکانِ گدا کے واسطے

اولیاء پر ہو گیا بڑھ کر تیرا فیضِ عظیم فضل سے اپنے عطا کر مجھ کو بھی قلبِ سلیم

خواجہ باقی محمدؒ و باقار کے واسطے

دین و دُنیا کا نہیں ہو گزمرے دل میں خیال ایک تہ در دکا ہادی مرے دل میں تو ڈال

اس مجدد الف ثانیؒ بادشاہ کے واسطے

یا الہی کر مرے دل سے دُوتی کا حرفِ دُور میں رہوں نہ آرزو، باقی رہے تیرا ظہور

خواجہ معصومؒ و تارکِ ماسومی کے واسطے

اس دُوتی نے کر دیا ہے اُغے اب تجھ سے دُور دل ہے خیزاں حشیمؒ لڑیاں کر عنایت اپنا نور

حجۃ اللہؒ اور زبیرؒ مہندی کے واسطے

دین و دُنیا کی نہیں منظور سرداری مجھے کر عطا تو اپنے در کی ذلت و خواری مجھے

خواجہ قطب الدینؒ حیدرؒ مجتبیٰ کے واسطے

نہ ہوں شاہی کی ہے اور نہ گدائی کی مجھے لطف سے اپنے محبت تک رسائی مجھ کو دے

شاہ جمالؒ اللہؒ اس صاحبِ ضنا کے واسطے

سرخروئی و جہاں کی ہو عنایت اے خدا  
 سب مرے اجاب کو بھی از طفیلِ نبیاً  
 خواجہ علیؒ جو علیؒ فی السماء کے واسطے  
 دیکھ کر احسان تیرے دلِ باں لا چاہے  
 فیض ظاہر فیض باطن فیض کا دربار ہے  
 شاہ فیض اللہ باحلم و حیا کے واسطے  
 غفلت و دُورنی کا پردہ دور کر دل سے غفوا  
 جس طرف دیکھوں نظر آئے مجھے تیرا ہی نور  
 حضرت نور محمدؐ پارسا کے واسطے  
 کہ عظامِ حُب محمدؐ اور ولی حُبِ فقیر  
 رات دن ہو وردِ احمد التجا ہے اے قدیر  
 حضرت فقیر محمدؐ پیشوا کے واسطے  
 حال و قال و مال و جان سب میں تیرے آئینے  
 اس جہاں سے تیرے آگے تحفہ کیا لائے فقیر  
 جان و دل لایا ہوں اب تجھ یہ فدا کے واسطے  
 منتظر در پر کھڑا ہوں دے محبت اے خدا  
 کہ قبول اب برکت ان ناموں کی میری عا  
 درِ دل دے اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے  
 خواجگانِ نقشبندیؒ کی محبت کر عطا  
 شہر میں بھی ساتھ انہی کے آئے خداوند اٹھا  
 حافظِ عبید اللہؒ کہیم رہنما کے واسطے  
 میں ہوں عاجز میں ہوں عاصی میں ہوں مسکین گدا  
 تو ہے غالب تو ہے غافر اور غنی کبیرا  
 بخش مجھ کو اپنے جملہ اولیاء کے واسطے

۱۔ آخری دو بند قاضی عالم الدین صاحبِ رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔